چنگیز خان

تمام نسلِ آدم کا شہنشاہ

مصنّف

ہیرلڈ لیمب

مترجم

محمّد عنایت اللہ

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈھ چاپ شد

یہ ترجمہ مصنفِ کتاب کی تحریری اجازت
حاصل کرنے کے بعد چھاپا گیا ہے

"دانا کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اجنبی قوموں کی زمین پر جائے گا، وہاں
بھلی اور بری تمام چیزوں مین کوشش کرے گا، مگر یہ کوشش اُسکی دانائی کیساتھ
ہوگی، نادانی سے نہ ہوگی، بہت لوگ وہی کرتے ہین جو دانا کرتا ہے، لیکن
•
دانائی سے نہین نادانی سے"

چنگیز خاں کی خاتم

"آسمان پر خدا ہے اور زمین پر خاقان ہی خدا کا جبروت"

خاتم شہنشاہ نسلِ آدم'

فہرستِ مضامین

تمہید

پہلا حصہ

باب		صفحہ
	دوسرا حصہ	
۸	ختا	۹۱ - ۱۰۳
۹	"خانِ زرّین"	۱۰۴ - ۱۱۵
۱۰	ختا میں مغلوں کی واپسی،	۱۱۶ - ۱۲۴
۱۱	قراقورم	۱۲۵ - ۱۳۶
	تیسرا حصہ	
۱۲	اسلام کا بازوے شمشیر،	۱۳۷ - ۱۴۸
۱۳	بلادِ مغرب کی طرف کوچ،	۱۴۹ - ۱۵۹
۱۴	مغلوں سے خوارزم شاہ کی پہلی لڑائی،	۱۶۰ - ۱۶۹
۱۵	بخارا،	۱۷۰ - ۱۸۲
۱۶	اُرخانانِ چنگیزی اور خوارزم شاہ کا تعاقب،	۱۸۳ - ۱۹۲
۱۷	چنگیز خان شکار کو اٹھتا ہے،	۱۹۳ - ۲۰۲
۱۸	تولی کا تختِ زرین،	۲۰۳ - ۲۱۲
۱۹	سڑک بنانے والے،	۲۱۳ - ۲۲۵
۲۰	دریائے سندھ پر لڑائی،	۲۲۶ - ۲۳۷
۲۱	امرائے صحرا کا دربار	۲۳۸ - ۲۴۲
۲۲	انجامِ کار،	۲۴۳ - ۲۵۰

چوتھا حصہ

اس کے بعد ۲۵۱-۲۶۴

تعلیقات

元太祖皇帝

From the Journal of the North China Branch of the Royal Asiatic Society. Vol. LVI.

چنگیز خاں

• یہ تصویر ایک رنگین تصویر کی نقل ہے جو شہزادہ کالاچین کے پاس ہے۔

یہ شہزادہ چنگیز خاں کی اولاد میں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصۂ اوّل

چنگیز خان

تمہید

"آخر یہ بھید کیا تھا"

سات سو برس گذرتے ہین کہ ایک شخص نے تقریباً کل دنیا فتح کر لی، اور جس قدر روئے زمین انسان کو اُسوقت معلوم تھی اس کے نصف حِصّے کا مالک بن بیٹھا، اور بنی نوع انسان کے دل مین ایسا خوف پیدا کیا جو پشتہا پشت تک قائم رہا،

زندگی مین اُسے بہت سے خطاب دیئے گئے، کسی نے "دیوِ مردم کش" کہا، کسی نے "خدا کا تازیانہ" قرار دیا، کسی نے "مبارزِ کامل" کے لقب سے یاد کیا، کسی نے "صاحبِ اورنگ و دیہیم تاجون اور تختون کا مالک کہا" لیکن یورپ کے لوگون مین وہ زیادہ تر چنگیز خان ہی کے نام سے مشہور رہا،

خطاب تو دنیا کے اور بادشاہون کو بھی ملے تھے مگر کسی پر چسپان نہ ہوئے، چنگیز خان کو البتہ

جسقدر خطاب ملے وہ سب اُسپر چسپان ہو گئے، یورپ کی موجودہ نسل کو مشاہیر عالم کی جو فہرست پڑھائی جاتی ہے، اسمین سب سے پہلا نام اسکندر مقدونی کا ہوتا ہے، پھر رومہ کے چند قیصرون کے بعد نپولین کے نام پر یہ فہرست ختم ہو جاتی ہے، یورپ کے اسٹیج پر بس یہی سب سے زبردست اور ممتاز ایکٹر تھے، مگر انکے مقابلے مین چنگیز خان کہین زیادہ قوی ہیکل اور دیو صورت نظر آتا ہے،

چنگیز خان کی نقل و حرکت کا اندازہ معمولی طریقون سے کرنا مشکل ہی، جسوقت لشکر لے کر نکلتا تھا تو میلون اور فرسخون کی جگہ عرض بلد اور طول بلد کے درجے طے کرتا تھا، راستے مین جو شہر آتے اکثر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے، دریا اپنا رہگذر بدل دیتے، جنگل فراریون اور جان بلب زخمیون سے آباد ہو جاتے اور جس مقام سے ایک مرتبہ گذرتا وہان کی زمین پر جو کبھی آدمیون سے معمور تھی، سوائے بھیڑیون اور مردار خوار پرندون کے کوئی دوسرا جاندار نظر نہ آتا،

نسل آدم کی جانون کو اسطرح تلف کرنے کا خیال آجکل کے لوگون کے ہوش پراگندہ کرتا ہی، گو یہ سچ ہے کہ گذشتہ جنگ یورپ کے واقعات نے اس قسم کے کشت و خون سے ہماری سرگذشت کو بھی مالامال کر رکھا ہی، مگر پھر بھی تصور کو اسکی تاب نہین، بہرکیف غور کرنے کی بات یہ ہی کہ دشت گوبی کے شمال سے خانہ بدوشون کا ایک سردار اٹھتا ہے، شائستہ اور متمدن قومون سے لڑتا ہی اور اُن سب کے مقابلے مین کامیاب ہو جاتا ہی، پس سوال پیدا ہوتا ہے، کہ آخر اس کامیابی کا بھید کیا تھا،

اس راز کو سمجھنے کیلئے تیرہوین صدی عیسوی کیطرف اُلٹے قدم جانے کی زحمت گوارا کیجیے، اُس زمانے مین پہنچکر آپکو معلوم ہو گا، کہ مسلمان کیا کہہ رہے تھے، مسلمانون کو پورا الیقین تھا کہ اس قسم کی ہلاکتون مین دنیا کا آجانا خدا کے غضب کی نشانی ہے، وہ سمجھ رہے تھے کہ دنیا کا خاتمہ اب قریب ہے، اُن کے ایک مورخ نے لکھا ہے کہ ایک طرف سے نصرانیون کے حملے، دوسری طرف

سے مغلون کی یورش، سچ ہے کہ ایسے دوگونہ قہر و عذاب مین مسلمان کبھی مبتلا نہ ہوئے تھے،

اب عیسائیون کا حال سنئے، چنگیز خان کے مرنے پر ایک پشت کے بعد عیسائیون کے ملکون پر بھی ایک رعشہ پیدا ہوا، یہ زمانہ وہ تھا کہ مغل مرکبون پر سوار مغربی یورپ کو پامال کرتے تھے، پولینڈ کا بادشاہ بوسلاس اور ہنگری کا بادشاہ بیلا مغلون سے شکست کھا کر میدان سے بھاگے تھے، سلیسیہ کا بادشاہ مع اپنے ٹیوٹن شہسوارون کے شہر لیگ نٹز کے سامنے مغلون کے تیرون سے زخمی ہو کر ختم ہو چکا تھا، روس کا تاجدار جورج بھی اسی انجام کو پہنچا تھا، ملکہ بلانش شاہ قشتالیہ کی بیٹی اور بادشاہ فرانس لوئی کی مان لوئی کے لیے جو مشرق کی طرف جنگ صلیب مین شریک ہونے چلا گیا تھا بیقرار تھی اور بیٹے کو یاد کر کے چیختی کہ "ہائے میرے لال تو کہان ہے"،

جرمانیہ کے بادشاہ فریڈرک ثانی نے جسکی طبیعت مین بہت کچھ سکون و صلاحیت تھی، انگلستان کے بادشاہ ہنری ثالث کو لکھا کہ یہ تاتاری خدا کے قہر سے کم نہین ہین، یہ غارتگر مسیحی ملکون پر اُن کے گناہون کی سزا دینے خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہین، اور یہ سب بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ کا وہ گم شدہ قبیلہ ہین جسنے سونے کا گوسالہ بنا کر اسکی پرستش کی تھی، اور اسی بت پرستی کی سزا خدا نے انھین یہ دی تھی کہ ایشیا کے صحراؤن مین پراگندہ ہو کر وہین مقید رہین،

انگلستان کے مشہور فلاسفر روجر بیکن نے رائے ظاہر کی کہ "مغل دشمن مسیح یعنی دجّال کی فوج ہین، اور قتل و غارت کیساتھ خدا کی اخیر کھیتی کاٹنے آئے ہین"،

اس یقین کو زیادہ تقویت ایک پیشینگوئی سے ہوئی جو غلطی سے سینٹ جرومی سے منسوب کی گئی تھی کہ دجّال "مسیح کا دشمن" جب آئیگا تو پہاڑون کی پشت سے ایک قوم "ترکون" کی خروج کرے گی، اور یہ قوم ناپاک اور غلیظ ہوگی، شراب، نمک اور گیہون مین سے کسی چیز کا استعمال انہین

رائج نہ ہوگا، اور وہ تمام دنیا کو تباہ اور برباد کردیگی،

پس پاپائے رومہ نے شہر لیون مین ایک مذہبی مجلس منعقد کی، اِس مجلس مین ایک سوال یہ بھی تھا کہ مغلون کے سیلاب کو کیونکر روکا جائے، چنانچہ موضع پلانو کارپینی کا رہنے والا جوانیس جو مسیحی طبقۂ فرانسس کا معزز رکن تھا پاپا کا نائب اور سفیر ہوکر مغلون کے ملک مین بھیجا گیا، اور اِس کی وجہ یہ بیان ہوئی کہ ہمین خوف ہے کہ خدا کے کلیسہ کو سب سے زیادہ اور سب سے قریب خطرہ مغلون کی وجہ سے درپیش ہے،

گرجاؤن مین دعائین مانگی گئین کہ "اے خدا مغلون کے غضب سے ہمین بچا"!

اگر محض غارتگری اور انسان کی ترقی کو روکنا چنگیز خان کی زندگی کا پورا قصہ ہوتا تو ہم سمجھ لیتے کہ مغلون کا یہ سردار ایک دوسرا اٹیلا یا ایلارک تھا جسکا کام بے نیلِ مرام جہانگردی کے سوا کچھ اور نہ تھا، لیکن چنگیز خان "خدا کا تازیانہ"، "مبارزِ کامل"، "تاجون اور تختون کا مالک" بھی تھا،

جب صورت یہ ہو تو اِس مغل کے گرد راز و اسرار کا ایک غبار سا چھایا نظر آتا ہے، اور سمجھ مین نہین آتا کہ ایک خانہ بدوش شکار پیشہ انسان اور مویشیون کے چرواہے نے دنیا کی تین سلطنتون کی فوجی طاقت کو کس طرح نیست و نابود کردیا، اور ایک صحرائی جس نے کبھی کسی شہر کی صورت تک نہ دیکھی تھی اور جسے لکھنا تک نہ آتا تھا، اُسنے پچاس قومون کے لیے ایک مجموعۂ قوانین تورۂ چنگیز خانی کیونکر مرتب کردیا،

لڑائی کے فن مین نپولین یورپ کے لوگون مین سب سے ممتاز نظر آتا ہے، مگر اس سے چند فروگذاشتین ایسی ہوئین جنکو ہم بھول نہین سکتے، ایک مرتبہ مصر مین اپنی فوج کو دشمن کے حوالے کرکے خود بچکر نکل آیا، دوسری مرتبہ لشکر کے بقیۃ السیف کو روس کی برف مین مرنے کے لیے پیچھے

چھوڑا اور خود واٹرلو کے گرداب مین جا پھنسا، جس قصرِ سلطنت کو اُس نے تعمیر کیا تھا، اُسے اپنی ہی زندگی مین گرتے دیکھ لیا، اور جو مجموعۂ قوانین خود مرتب کیا تھا وہ اُس کے سامنے ہی پھاڑ کر پھینکدیا گیا، اور ان سب باتون کیساتھ جیتے جی یہ بھی دیکھنا پڑا کہ اُس کا فرزند تاج و تخت سے محروم الارث قرار پائے ان تمام باتون مین تماشا خانے کی سی بو آتی ہے جسمین نپولین سب سے بڑا تماشا گر ہے،

فیروزمندی و کشورکشائی کے اعتبار سے اگر چنگیز خان کا ہمسر تلاش کیجئے تو سکندر مقدونی پر نظر پڑنی ضروری ہے، یہ وہی سکندر ہے جو عواقب سے بے پروا ایک مظفر و منصور نوجوان بادشاہ تھا، خدا کی مثل مانا گیا تھا، اور اپنے جیوش کو لیے اُسطرف بڑھا تھا جہان سے آفتاب طلوع ہوتا ہے یونان کے علم و فضل اور یونانی تہذیب و تمدن کی برکتین اُس کے ساتھ تھین، سکندر اور چنگیز خان کا خاتمہ بھی اسی حالت مین ہوا کہ فتح و ظفر کا سمندر حالتِ مدّ مین تھا، ایشیا کے افسانون مین آج تک ان دونون کا نام باقی ہے،

لیکن مرنے کے بعد سکندر اور چنگیز خان کے کارنامے ایسی صورت پیش کرتے ہین جنکا باہمی مقابلہ کرنا فضول ہو جاتا ہے، سکندر کے سپہ سالار آقا کے مرتے ہی مفتوحہ سلطنتون کے حصے بخرے کرنے پر لڑنے لگے، اور سکندر کا فرزند مجبور ہوا کہ اُن کے قرب سے راہِ فرار اختیار کرے،

چنگیز خان نے آرمینیہ سے لیکر کوریا تک اور تبت سے لے کر دریائے ایتیل (دولگہ) تک سلطنت ایسی مضبوط قائم کر لی کہ اُسکے مرنے پر اُسکا فرزند اوکتای بغیر کسی قسم کی مخالفت کے خاقان تسلیم کیا گیا، اور اُس کے پوتے (قوبیلای) نے نصف دنیا پر بادشاہی کی،

ایک وحشی کی اِس افسون گری نے کہ عدمِ محض سے ایک عظیم الشان سلطنت دفعۃً وجود مین لے آیا، مورخون کی عقل کو چکر مین ڈالدیا، اور کوئی وجہ صاف طور سے اس عجیب واقعہ کی

ان کی سمجھ مین نہین آئی، حال کی تاریخی کتابون مین جو انگلستان مین شائع ہوئی ہین جہان چنگیز خان
کے زمانے سے بحث کی ہے وہان لکھا ہے کہ اس شخص کی سلطنت کا قیام ایک ایسا واقعہ ہی جس کی
شرح و تعبیر ممکن نہین، انھی مورخون مین سے ایک عالم لکھتے لکھتے ٹھہر جاتا ہے اور چنگیز خان کی شخصیت
پر جو تقدیر کے کرشمون سے معمور ہے غور کرکے کہتا ہے کہ اس انسان کے کمال کو اور شکسپیر کے کمال
کو سمجھنا یکسان دشوار ہے،

بہت سی باتین ایسی ہین جنھون نے چنگیز خان کے اصلی حالات کو ہم سے پوشیدہ کر رکھا ہے،
پہلی بات یہ ہے کہ مغلون کو لکھنا نہ آتا تھا اور نہ اس کی انھین پروا تھی، نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ چنگیز خان کے
زمانے کے تاریخی حالات ایغوری اور چینی، ایرانی اور ارمنی مورخون کے نوشتون مین پاشان نظر آتے
ہین، خاص مغلون کے مورخ سانگ ست زین کی نظمین صرف حال مین اطمینان کے قابل
ترجمہ ہوئی ہین،

پس چنگیز خان کے وہ مورخ جو حقیقت مین لائق کہے جاسکتے ہین سب اُسکے دشمن تھے، اور
یہ بات ایسی ہے جسے چنگیز خان کی شخصیت کے سمجھنے مین کبھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے، یہ مورخ غیر قوم اور
غیر نسل کے لوگ تھے، اس کے علاوہ تیرہوین صدی عیسوی کے یورپین مصنفون کی طرح اُن کو
بھی اپنی دنیا سے باہر جس چیز کا علم تھا وہ بہت غیر واضح تھا،

ان مصنفون نے لکھا ہے کہ چنگیز خان بغیر کسی نقیب کی آواز یا چاؤش کی للکار کے یکبارگی
تاریکی سے روشنی مین نمودار ہوا، اور لشکر مغل کے تصادم نے سب کے ہوش و حواس گم کر دیئے اور
لوگون نے دیکھا کہ یہ طوفان اُن کے سرون سے گذر کر دوسرے ملکون مین بھی جنسے وہ اجنبی تھے،
قیامت برپا کر رہا ہے، ایک ایرانی سے جب کسی نے پوچھا کہ کہو مغلون کے ہاتھون تم پر کیا گذری تو اُسنے

جواب دیا "کچھ نہ پوچھو، آمدند وکندند وسوختند وکشتند وبردند"[1] (آئے، کھودا، جلایا، قتل کیا اور مال لیکر چلتے ہوئے)

تمام تاریخی ماخذون کو پڑھنا اور اُن کا مقابلہ کرنا مشکل کام تھا، پس مقتضائے قدرت یہی تھا کہ جن مستشرقین نے بخیال خود کامیابی کیساتھ اس مشکل مرحلے کو طے کیا انھون نے صرف مغلون کے سیاسی کارنامون کو تفصیل سے لکھدینے پر قناعت کی، اور چنگیز خان کو وحشیانہ قوت کی مجسّم تصویر یا خدا کا ایسا تازیانہ بتا کر خاموش ہوگئے جو پرانے بوسیدہ تمدنون کو غارت کرنے کے لیے صحرا کی سمت سے اکثر بلند ہوتا رہا تھا،

مغلون کے مورّخ سانگ ست زین نے بھی اس راز سے پردہ اٹھانے مین کچھ مدد نہین کی، اس مورّخ نے چنگیز خان کی نسبت اتنا اور لکھدیا کہ وہ "بگدو" یعنی دیوتاؤن کا بھیجا ہوا تھا، اس بے جملے نے مضمون کی صورت کچھ اور ہی کر دی، جس چیز کو ہم اب تک ایک بھید سمجھ رہے تھے سانگ نے اُسے معجزہ بنا دیا،

عہدِ وسطیٰ کے اربابِ تاریخ کا میلانِ خاطر یہ ہے کہ چنگیز خان کو صرف شیطانی قوت سے متصف کر کے سمجھ لین کہ یورپ پر اوسکی رسّی دراز کر دی گئی تھی،

مگر غصہ اس بات پر آتا ہے کہ موجودہ زمانے کے مورّخ بھی انھین مہمل خیالات کو دُہرانے لگے ہین جو تیرہوین صدی عیسوی مین رائج تھے اور تیرہوین صدی بھی خاصکر یورپ کی جبکہ اس براعظم نے چنگیز خان کے خانہ بدوشون کو صرف لشکرکشون کی اُڑتی سی پرچھائیون کی شکل مین دیکھا تھا،

مگر چنگیز خان کی حقیقت پر سے پردہ اٹھانے کا ایک طریقہ آسان بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ زمانے کے ساعت نما مین وقت کی سوئی کو سات سو برس پیچھے ہٹا دیا جائے اور چنگیز خان کو اس

---

[1] حبیب السیر جلد سوم جزو اوّل، صفحہ ۱۱۸،

شکل مین دیکھا جائے جس شکل مین اُس کے زمانے کے مورخون نے اُسے دیکھا تھا، فی نفسہ چنگیز خان کو دیکھا جائے، کسی آسمانی کرشمے یا شیطانی تجسّم و تجسّد کے وہم مین نہ پڑا جائے، صرف اُس انسان کو دیکھیے جسے چنگیز خان کہتے تھے،

اس انسان کی پوری حقیقت معلوم کرنے کے لیے ضروری ہی کہ ہم اُس کے نزدیک آئین اور ایسے وقت نزدیک آئین جبکہ وہ اپنی قوم مین اپنی ہی سرزمین پر کھڑا ہوا اور اس سرزمین کی شکل بھی وہی ہو جو آج سے سات سو برس پہلے تھی،

موجودہ زمانے کے معیار تہذیب سے ہم چنگیز خان کا صحیح اندازہ نہین کر سکتے، ہم کو اسکی صورت اس ملک مین دیکھنی چاہیئے جو بنجر اور ویران تھا جس مین ہر دم گھوڑون پر سوار شکار پیشہ آوارہ گرد ریگستانی ہرنون اور چکارون کے صید افگن ہمیشہ خانہ بدوش رہتے تھے،

اس ملک کے لوگون کا لباس جانورون کی کھالین ہوتی تھین، دودھ اور گوشت سب کی غذا تھی، سردی اور نمی سے بچنے کے لیے جسم پر چربی ملتے تھے، جاڑے پالے مین ٹھٹھر کر مر جانا، فاقون سے دم نکل جانا، دشمن کی تلوار سے کٹ کر ٹکڑے اُڑ جانا ان مین سے کسی بات کی بھی اُنھین پروا نہ تھی،

پادری کارپینی جو بڑا جوانمرد تھا لکھتا ہے کہ یہان گاؤن ہین نہ شہر ہین، ہر طرف بے آب و گیاہ ریگستان ہین، سو مین ایک حصّہ بھی زمین کا زرخیز نہین، کچھ شادابی ہے، تو وہان ہے جہان زمین دریاؤن سے سیراب ہوتی ہے، مگر دریا بہت کم ہین،

درخت کہین نام کو نہین، کاہستانون مین مویشی چرانے کے لیے گھاس البتہ اچھی اور بہت ہوتی ہے، جب درخت نہین تو لکڑی کہان سے آئے، اس لیے کیا امیر اور کیا غریب سب گھوڑے کی لید اور گائے کا گوبر جلا کر تاپتے اور کھانا پکاتے ہین،

موسم مین اعتدال بہت کم ہے، شدت کی گرمی مین رعد و باران کے طوفان سخت آتے ہین،
بجلیون کے گرنے سی جانین بہت تلف ہوتی ہین، کبھی گرمی کے موسم مین برف کثرت سے گرنے لگتی ہے
اور سرد ہوا کا زور اس بلا کا ہوتا ہے کہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا رہنا ممکن نہین رہتا، ایک طوفان مین ہمین
بھی گھوڑون سے اُترکر زمین پر لیٹ جانا پڑا، گرد اسقدر اڑتی تھی کہ کوئی چیز نظر نہ آتی تھی، اولے بھی
اکثر گرا کرتے تھے، اور دفعتہ گرنے لگتے تھے، کبھی سخت گرمی پڑتے پڑتے شدت کی سردی ہو جاتی تھی"
یہ کیفیت تھی دشت گوبی کی جو آپ نے سنی، زمانہ ۱۱۶۲ء کا تھا، جو مغلون کی تقویم دوازدہ
بہائیم مین "سالِ خوک" بیان ہوا ہے،

پہلا باب
دشتِ گوبی

گوبی مین جان کی کچھ قیمت نہ تھی، یہان نہایت بلند زمینون کے وسیع قطعات تھے جو آسمان سے باتین کرتے تھے، ان پر ہوائین بہت تیز اور تند چلا کرتی تھین، جھیلین کثرت سے تھین جنگلے گرد نرسلون کے بن کھڑے تھے، موسمی پرند جنوب سے شمال کے ملکون کو پرواز کرتے ہوئے کچھ دنون یہان قیام کرتے، ایک طرف بیکال کی جھیل تھی جسکا دور کوسون کا تھا، طبقۂ ہوا مین جسقدر بھوت پریت اور بلائین رہتی تھین وہ سب یہان کی سیر کو آیا کرتین، جاڑے کی راتون مین جب آسمان صاف ہوتا تو قطبِ شمالی کی روشنیان کبھی نیچے کبھی اوپر فضا مین چمکتی نظر آتین،

صحرائے گوبی مین اس کے شمالی گوشے کے رہنے والے کچھ موسمی تکلیفین برداشت کرنے سے مضبوط نہین ہو جاتے تھے بلکہ وہ پیدا ہی مضبوط اور سخت جان ہوتے تھے، جہان مان کا دودھ چھوڑ کر گھوڑی کے دودھ پر لگائے گئے تو پھر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنا گذر آپ کرلین گے، پورا کنبہ جس خیمے مین رہتا اس مین آتشدان کے قریب گھر کے مرد میدانون کے لڑنے والے اور مہمان بیٹھتے، عورتون کو بائین طرف بیٹھنے کی اجازت تھی، لیکن جب غیر مرد گھر مین ہوتے تو وہ دور بیٹھتین، لڑکے اور لڑکیان جہان جگہ ملتی وہین گذر کرتے،

خوراک کا حال بھی ایسا ہی تھا بہار کے موسم مین جب گائین اور گھوڑیان دودھ زیادہ دینے لگتین تو زندگی خوب آسایش سے بسر ہوتی بھیڑین اس زمانے مین خوب موٹی ہوجاتی تھین، شکار بھی زیادہ ملنے لگتا تھا، قبیلے کے شکاری گھر سے نکلکر کبھی کوئی بڑا سا ہرن یا موٹا سا ریچھ مار لاتے، اس موسم مین شکار کی قلت اتنی نہ ہوتی کہ جنگلی چوہون اور لومڑیون کے سوا کوئی جانور نہ ملتا، جو کچھ مار کر لاتے سب گھر کی ہنڈیا مین پہنچکر پکتے ہی نوش جان کرلیا جاتا، کھانا تیار ہونے پر پہلے گھر کے جوان مردون کو نکال کر دیا جاتا، پھر گھر کے بڈھون اور عورتون کو ملتا، بچے ہڈیون اور بوٹیون پر لڑتے، کتون کے لیے بہت کم بچتا،

جاڑے مین چوپائے دبلے ہوجاتے تو بچون کو خاصکر تکلیف ہوتی، تازہ دودھ کم میسر ہوتا، قمیز پر گذر ہونے لگتا، قمیز اسطرح تیار کرتے کہ چمڑے کے مشکیزون مین دودھ بھر کر انھین ہلاتے اور کوٹتے پیٹتے، یہ غذا تین چار برس کے مغل کے لیے خاصی مقوی ہوتی تھی، بشرطیکہ یہ نعمت مانگنے سے یا چوری چھپے اڑا لینے سے نصیب ہوجاتی جب گوشت میسر نہ ہوتا تو جوار ابال کر بھوک کی تیزی مٹا لیتے،

جاڑا جب ختم ہونے کو ہوتا تو بچون پر سختی کا وقت آتا، گلون سے مویشی ذبح نہ کرسکتے تھے، کیونکہ ان مین کمی ہوجانے سے آیندہ تکلیف کا خوف رہتا تھا، اس موقع پر قبیلے کے من چلے جوان دوسرون کی رسد پر ہاتھ مارتے اور ان کے گھوڑون اور مویشیون کو چرانے نکل جاتے،

بچے اپنے شکار کا انتظام خود کرتے، ڈنڈے اور کھونڈے تیر ہاتھون مین لیے جنگلی چوہون کے پیچھے پیچھے جاتے اور انھین مار لیتے، سواری کی مشق کا بندوبست بھی خود ہی کرتے، بھیڑون پر سوار ہوا ونگی اون پکڑے پیٹھ سے چمٹے رہتے،

تکلیف اور مصیبت کا برداشت کرنا چنگیز خان کے لیے بزرگون کا ترکہ تھا، پیدایشی نام اسکا تموجن[1] تھا، جس زمانہ مین یہ پیدا ہوا ہے تو باپ قبیلے کے کسی دشمن سے لڑنے گیا ہوا تھا، اس دشمن کا نام تموجن تھا، باپ کی تقدیر اچھی تھی، میدان مین فتح اور گھر مین خوشی کا سامان ہوا، دشمن کو گرفتار کیے گھر واپس آیا تو سنا بیٹا پیدا ہوا ہے، اس خوشی مین فرزند کا نام تموجن رکھدیا،

تموجن کے باپ کا گھر ایک خیمہ تھا اور اسکی وضع یہ تھی کہ درخت کی موٹی موٹی شاخون کا ایک چہار چوبہ بنا کر اُسے نمدے سے منڈھ دیا تھا، اور اوپر کی طرف دھوان نکلنے کا ایک روزن رکھا تھا، نمدے پر چونا پھیر کر طرح طرح کی تصویرین بنائی تھین، اس عجیب وضع کے خیمے مین جسے یورت کہتے ہین، ایک وصف یہ بھی تھا کہ جسطرح زمین پر وہ نصب ہوتا تھا اسیطرح گاڑی پر سوار ہو کر جسمین بارہ بارہ بلکہ اس سے بھی زیادہ بیل جوتے جاتے تھے، تمام دشت وصحرا مین گشت کرتا رہتا تھا، مضبوط اور دیرپا بھی ہوتا تھا، کیونکہ اسکی چھت گول گنبد کی قطع کی ہوتی تھی، اسلیے ہوا کے جھونکے اس پر کم اثر کرتے، جیسی صورت ہوتی کبھی گاڑی پر اور کبھی گاڑی سے اتار کر زمین پر لگا دیا جاتا،

تموجن[2] کا خیمہ جب گاڑی پر لگا ہوتا تو اسکی بہنون مین سے کوئی چھوٹی بہن دروازے کے سامنے گاڑی کے پٹڑے پر کھڑی ہو کر بیلون کی ڈوریان ہاتھ مین لیے بیلون کو ہانکتی، یہ "گردون سوار" خیمے شمار مین بہت ہوتے تھے، ایک گاڑی کا بم دوسری گاڑی کے دُھرے مین باندھ دیا جاتا اور اس طرح گاڑیون کی ایک لمبی قطار چرخ چون چرخ چون کرتی کاہستانون مین جاتی نظر آیا کرتی، جہان سوائے گھاس کے مشکل سے کوئی درخت یا ٹیلا نظر آتا،

---

[1] یہ نام تمرجن اور تموجین بھی لکھا گیا ہے، [2] تموجن کے معنی عمدہ فولاد کے ہین، مغلی زبان مین یہ لفظ تمورجی ہے اور چینی مین تئی موجن، مگر اس اخیر لفظ کے مختلف معنی ہین، تئی موجن سے مراد "زمین کا بڑا آدمی" بھی ہے،

ہر یورت مین گھر کا سب دھن دولت جمع ہے، اس سامان مین کچھ بخارا اور کابل کے قالین
ہین جو غالبًا کسی کاروان سے لوٹے گئے ہین، بہت سے صندوق ہین جنمین عورتون کے قیمتی ریشمی
لباس بند ہین، ممکن ہے کسی عرب سوداگر سے مول لئے ہون، چاندی کے کچھ منقشین برتن بھی ہین،
مگر یورت مین جتنی چیزین ہین ان مین سب کی جان ہتھیار ہین. جو دیوارون پر لٹکے ہین ان
مین چھوٹی قسم کی ترکی تلوارین، برچھیان اور نیزے ہین اور کمان رکھنے کے ہاتھی دانت یا بانس کے
بنے ہوئے قربان ہین، تیر مختلف طول اور وزن کے ہین، کہین کہین رنگے ہوئے چمڑے کی ڈھالین
اور چپر دیوارون پر آویزان نظر آتے ہین، اُن پر طرح طرح کے بدنما نقش و نگار ہین،
یہ سب چیزین یا تو لوٹ کا مال ہین یا سوداگرون سے خریدی گئی ہین، اور یہی چیزین لڑائیون
کی ہار جیت پر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ مین پہنچتی رہینگی،
تموچن یعنی نوعمر چنگیز خان کے ذمے بہت سی خدمتین تھین، خاندان کے لڑکون کا فرض تھا
کہ جب اپنا خان وار فصل بہار والے چراگاہون سے جاڑے والے چراگاہون کو جاتا ہو تو راستے
مین جہان کہین کوئی ندی یا بہتا نالا ملے وہان بیٹھکر مچھلیان پکڑین، گھوڑون کے گلے بھی انھی کی
نگرانی مین رکھے جاتے تھے، جب کوئی جانور گلے سے بچھڑ جاتا تو اسے ڈھونڈنا بھی انھی لڑکون کے
ذمہ تھا، مگر اس تمام زمانے مین ہر لڑکے کی نظر اسی طرف لگی رہتی تھی، جہان آسمان کے کنارے
زمین سے ملتے تھے، تاکہ قزاقون یا رہزنون کے غول اگر ادھر آتے نظر آئین تو فورًا سب کو ہوشیار
کردین، یہ لڑکے بہت راتین برف پر بسر کرتے تھے، ضرورت مجبور کرتی تھی کہ کئی کئی دن تک گھوڑے
کی پیٹھ سے نہ اترین، اور پکی ہوئی چیز تین تین چار چار دن تک کھانے کو نہ ملے، بعض دنون مین
تو بالکل فاقے گذرتے تھے،

جب بھیڑون اور گھوڑون کا گوشت کثرت سے ہوتا تو خوب کھاتے اور جتنے فاقے ابتک کئے تھے یا جس قدر فاقون کا آیندہ خوف تھا سب کی کسر نکال لیتے، گوشت اتنی مقدار مین کھاتے تھے کہ اس کا یقین آنا مشکل ہے، تفریحون مین سب سے بڑی تفریح گھوڑون کا دوڑانا تھا، تیس تیس میل گھوڑا سرپٹ ڈالے نکل جانا اور پھر یورت کو واپس آنا کوئی بات نہ تھی، اکھاڑون مین کشتیان بھی خوب لڑتے تھے جنمین ہڈیان اکثر ٹوٹتی رہتی تھین،

تموچن نے دو باتون مین نام پیدا کیا تھا، ایک جسمانی طاقت مین اور دوسرے حسن تدبیر مین، حسن تدبیر سے مراد یہ تھی کہ جو حالات درپیش ہون ان کا پورا پورا لحاظ کرکے عمل کرنا، گو جسم کا چھریرا تھا مگر کشتی مین قبیلے کے سب پہلوانون کا استاد مانا جاتا تھا، تیراندازی مین بھی کمال پیدا کرلیا تھا، مگر اس فن مین اُسکا بھائی قسار اُس سے بڑھ گیا تھا، قسار کا نام ہی "تیرانداز" ہوگیا تھا، مگر قسار تموچن سے ڈرتا تھا،

تموچن اور قسار جو سگے بھائی تھے آپس مین ملے رہتے تھے، تاکہ سوتیلے بھائیون سے جو بہت ہی وحشی مزاج تھے مخالفت کی حالت مین مقابلہ کرسکین، چنانچہ پہلا سخت واقعہ تموچن کی زندگی کا یہ ہے کہ جب اس کے ایک سوتیلے بھائی نے مچھلی چرائی تو تموچن نے اسے جان سے مار ڈالا، رحمدلی ان خانہ بدوش لڑکون مین مطلق نہ تھی، انتقام لینا البتہ ایک ضروری بات تھی،

تموچن اپنے قبیلے کے پرانے جھگڑون سے واقف تھا اور یہ پرانے جھگڑے لڑکین کی باہمی رنجشون سے کہین زیادہ نتیجہ خیز تھے، برسون کی بات ہے تموچن کی ماں اولون جوانی مین بڑی خوبصورت تھی، اسیوجہ سے تموچن کا باپ یسوکاہی اُسے اپنے گھر زبردستی لے آیا تھا، واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ یسوکاہی کا یورت جہان اُس وقت تھا اُس کے قریب ہی اولون کے باپ کے خیمے بھی

لگے ہوئے تھے، اولون بیاہی ہوئی اپنے شوہر کے گھر جاتی تھی کہ رستے سے یسوکای اسے پکڑ کر اپنے گھر لے آیا، اولون بہت ہوشیار اور مستقل مزاج عورت تھی، کچھ رو دھو کر اپنی حالت پر صبر کرکے بیٹھ رہی، لیکن یورت مین یہ بات سب سمجھے ہوئے تھے کہ ایک نہ ایک دن اولون کے قبیلے والے اس حرکت کا بدلہ ضرور نکالین گے،

رات کے وقت تموچن آگ کے قریب بیٹھکر بخشیون" سے پرانی داستانین سنا کرتا تھا، یہ بخشی یا بھکشو بڈھے آدمی ہوتے تھے اور ایک گاڑی والے خیمے سے دوسری گاڑی والے خیمے مین دوتارا لیے پہنچ جاتے، اور جس قبیلے مین جا بیٹھتے وہان بڑی لمبی لے مین اس قبیلے کے بزرگون اور نامورون کے قصے الاپا کرتے،

تموچن کو اپنی طاقت کا علم تھا، اور اس بات کا بھی علم تھا کہ قوم کی سرداری کا اُسے حق حاصل ہے کیونکہ وہ اپنے باپ یسوکای بہادر کے یکہ معاون کا سرخیل اور دس ہزار خانوارون کا سردار تھا، بخشیون سے پرانی داستانین سُن سُن کر تموچن کو معلوم ہوگیا تھا کہ وہ ایک نہایت ممتاز خاندان یعنی بورچیچن کی نسل سے ہے اور انھی داستانون مین اس نے اپنے جد قبل خان کا قصہ سنا تھا کہ ایک موقع پر اس نے شہنشاہِ ختا کی داڑھی پکڑ لی تھی اور اسی گستاخی پر شہنشاہ نے اسے زہر دیکر مروا ڈالا تھا[1]،

تموچن کو یہ بھی معلوم تھا کہ قوم قرایت کا سردار طغرل خان اُس کے باپ کا بھائی بنا ہوا تھا،

---

[1] مسلمانون کی لکھی ہوئی تاریخون مین قبل خان کو زہر دیا جانا بیان نہین ہوا ہے، قبل خان جب اس وقت کے شہنشاہ ختا (التان خان) کے دربار سے بھاگا ہے تو پھر اس شہنشاہ کے ہاتھ نہ آیا، مگر شہنشاہ نے اسکے بیٹے ارکین برقاق کو قبل خان کے بدلے مین ہلاک کر دیا، دیکھو حبیب السیر جلد سوم جزو اول صفحات ۹-۱۰،

یہ طغرل خان دشتِ گوبی کے خانہ بدوش قبیلون مین بڑا زبردست سردار مانا جاتا تھا، اور اسی سردار کی وجہ سے یورپ مین "ایشیا والے پریسٹر جون" کے قصے مشہور ہوئے تھے[۱]

نوعمر تموچن کے ایک عقلمند دوست نے ایک دن اس سے کہا کہ سلطنتِ ختا کے مقابلے مین ہم کو سو درجون مین سے ایک درجہ بھی نصیب نہین ہے اور اب تک جو ہم اس سلطنت سے سر براہ ہوتے رہے ہین تو اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم خانہ بدوش اور صحرا نشین ہین، اپنی تمام چیزین ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہین، اور جس قسم کی لڑائی ہم لڑتے ہین اسمین ہم پورے استاد ہین، اگر موقع دیکھتے ہین تو دشمن کو لوٹ لیتے ہین اور اگر اس کا موقع نہ ہوا تو کہین چھپ کر بیٹھ جاتے ہین، دشت و صحرا ہمارا وطن ہے، اگر ہم شہر بنا کر ان مین آباد ہون اور اپنی پرانی خصلتون کو ترک کر دین تو ہماری ترقی بند ہو جائے، بتخانے اور عبادت گاہ بنانے سے بھی طبیعت مین ایک قسم کی نرمی پیدا ہو جاتی ہے، اور نرمی سے ہمارا کام نہین چلتا، کیونکہ نسلِ آدم پر وہی لوگ حکومت کر سکتے ہین جو سخت گیر اور جنگ آور ہون[۲]

جب تموچن لڑکپن مین گلّے چرانے کی خدمت ادا کر چکا تو اب وہ اپنے باپ یسوکای بہادر کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلنے لگا، تمام مورخون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تموچن اچھی صورت

---

[۱] یہ نام یورپ مین ایجاد ہوا تھا، یہان ایک زمانے مین قصے مشہور ہوئے تھے کہ ایشیا مین ایک بڑا زبردست عیسائی بادشاہ ہے جو ایشیا کے وسطی حصون پر حکمرانی کرتا ہے، اور اُسکا نام "پریسٹر جون" یا "پریسبٹر جوہانیس" ہے، مارکو پولو سیاح اور اس کے بعد کے لوگون نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ طغرل خان سردارِ قرایت اور پریسٹر جون فی الواقع ایک ہی شخص کے دو نام ہین،

[۲] یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مغل اور چینی ایک ہی نسل کے نہ تھے، مغل تنگوسی یعنی "اصلی نسل" کے لوگ تھے جسمین ایرانی اور ترکی خون بہت آمیز ہو گیا تھا، تنگوسی وہی نسل ہے جسکو آجکل "تورانی التائی" کہتے ہین، اور یہ ایشیا کے بلند کوہستانی حصون کے وہی باشندے ہین جنھین یونان کے مورخین نے "سیتھین" لکھا ہے،

کا تھا لیکن صورت سے بھی زیادہ جسمانی طاقت مین بڑھا ہوا تھا، چہرے کا نقشہ اتنا اچھا نہ تھا جتنا اچھا یہ وصف تھا کہ جو بات زبان سے نکلتی وہ صاف سیدھی اور بے لگاؤ ہوتی،

تموچن غالباً دراز قامت تھا، شانے اونچے تھے، جلد کا رنگ سپیدی مائل تھا، آنکھین جو چوڑی پیشانی کے نیچے دور دور واقع ہوئی تھین ترچھی نہ تھین، پتلیون کا رنگ سبزی مائل تھا مگر نقطۂ چشم سیاہ تھا، بھورے بالون کی گندھی ہوئی لٹین پشت پر پڑی رہتی تھین، کم سخن تھا، اور جب کچھ کہتا تھا تو تھوڑی دیر سوچ لیتا کہ کیا کہنا ہے، مزاج ایسا تھا کہ جب بگڑتا تو قابو سے باہر ہو جاتا، مگر سچے دوست اور رفیق پیدا کر لینے کا مادہ طبیعت مین بہت تھا،

بیوی پسند کرنے مین تموچن نے بھی ایسی ہی جلدی کی جیسے اُس کے باپ نے کی تھی، یک مرتبہ یسوکای اور تموچن ایک اجنبی سردار کے خیمے مین رات بسر کرتے تھے کہ تموچن کی نظر ایک لڑکی پر پڑی جو اُسی خیمے مین تھی، لڑکی کو دیکھتے ہی باپ سے پوچھا کہ کیا مین اس لڑکی سے بیاہ کر سکتا ہون

باپ نے کہا "یہ ابھی بہت چھوٹی ہے"

تموچن "اب نہ سہی، جب بڑی ہو جائے"

یسوکای غور کرنے لگا، لڑکی اس وقت نو برس کی تھی، صورت شکل کی بہت اچھی تھی، نام بھی اُسکا بورتائی (بورتہ) تھا جو قبیلے کے مورث اعلیٰ بورجیجن کی طرف اشارہ کرتا تھا، (بورجیجن کے معنی مغلی زبان مین چشم نیلگون کے ہین)۔

لڑکی کے باپ نے بھی کہا کہ لڑکی ابھی بہت چھوٹی ہے، مگر دل مین خوش ہوا کہ ان مہمانون کو جو قوم کے مغل ہین اُس کے خاندان کی طرف توجہ ہوئی، تموچن سے کہنے لگا "ابھی تو یہ اتنی چھوٹی ہے کہ دور ہی سے دیکھ لیا کرو" تموچن کو بھی لڑکی کے باپ نے پسند کیا، اور یسوکای سے

کہا کہ تمھارے فرزند کا چہرہ روشن اور آنکھین اچھی ہین،

دوسرے دن کچھ بات چیت اور ہوئی اور یسوکای بہادر اپنے میزبان سے رخصت ہوا۔ تموچن کو پیچھے چھوڑتا گیا کہ اپنے سُسرے اور منگیتر کے پاس رہ کر اُن سے مانوس ہو جائے،

چند روز اِسی حال مین گذرے تھے کہ ایک دن ایک مغل گھوڑا دوڑائے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ یسوکای بہادر جان بلب ہے اور تموچن کو فوراً بلایا ہے، واقعہ یہ ہوا تھا کہ یسوکای ایک رات کہین دشمنون کے یورت مین مہمان ہوا، ان دشمنون نے اسے زہر دیدیا، تموچن اگرچہ تیرہ ۱۳ برس کا لڑکا تھا مگر باپ کا حال سنتے ہی گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑا جسقدر تیز چل سکتا تھا اسے تیز چلایا تا کہ جلد سے جلد باپ کے پاس پہنچ جائے، لیکن جب وہان پہنچا تو باپ کا دم نکل چکا تھا،

تموچن کے پہنچنے تک معاملات کی صورت کچھ اور ہی ہو گئی، یسوکای کی آنکھ بند ہوتے ہی قبیلے کے بڑے لوگون نے آپس مین مشورہ کیا اور قبیلے کے دو تہائی آدمی یسوکای کا علَم چھوڑ کر دوسرے سردارون کی ماتحتی اختیار کرنے کی فکر مین ہو گئے، یہ لوگ اِس بات سے ڈرتے تھے کہ ایک تیرہ ۱۳ برس کے لڑکے کو اپنا سردار مان کر اپنے خانوادون اور گلّون کی جانین کیونکر اسکے سپرد کر دین،

چنانچہ ان قبیلے والون نے آپس مین کہا "گہرا پانی اب نہ رہا، سخت پتھر ٹوٹ گیا، اب ہمین ایک عورت اور اس کے بچّون سے کیا واسطہ"

اولون بڑی دانشمند اور ہمت والی عورت تھی، اُس نے بہت کوشش کی کہ قبیلے کے آدمی ٹوٹ کر دوسرون کو اپنا سردار نہ بنائین، فوراً ایک خیل کا "علم نہ پایہ" جس مین نو گجگاؤن[۱] کی دُمین

[۱] گجگاؤ ایک قسم کا پہاڑی بیل ہے، جس کی دُم اور سینے اور گردن پر بڑے بڑے بال ہوتے ہین،

(بقیہ صفحہ ۱۹)

لگی تھین، اٹھا گھوڑے پر سوار ہوئی اور ان لوگون کی طرف جو اوسے چھوڑ کر جا رہے تھے چلی، ان لوگون نے اولون سے گفتگو کی اور اولون بہت سے خانوارون اور ان کے گلّون اور گاڑیون کو اپنے یورت (لشکر) مین واپس لے آئی،
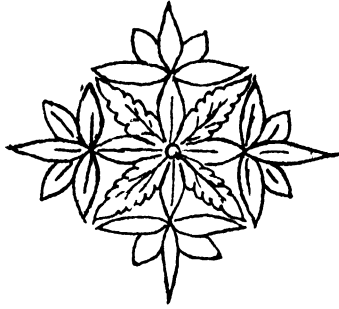
(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) اُس کی دم کے بالون کو قطاس یا قوتاس ترکی زبان مین کہتے ہین، مغلون کے علم مین نو جگہ قطاس لگے ہوئے ہوتے تھے، اسی علم کو فارسی کتابون مین "علم نہ پایہ" لکھا ہے، مصنف نے قطاس کی جگہ اکثر گھوڑون کی دُمین لکھا ہے، (مترجم)

دوسرا باب

زندہ رہنے کی جدّوجہد

تموچن کے جد سوم قبل خان اور تموچن کے باپ یسوکای کے زمانے مین یکہ مغلون کو گوبی کے شمالی علاقون مین ایک قسم کی ریاست اور بالادستی حاصل رہی تھی، چونکہ یہ سب مغل تھے، اس لیے قدرتی نتیجہ یہ نکلا کہ جھیل بیکال سے مشرق مین کوہ خنگان کے سلسلے تک جو منچوریا کی مغربی سرحد ہے بہتر سے بہتر چراگاہون پر اُن کا قبضہ ہوگیا،

مگر یہ چراگاہ ایسے تھے جن پر اورون کی بھی نظر تھی، وجہ یہ تھی کہ گوبی کے ریگستان سے جو زمینون کو دباتا چلا آتا تھا یہ مرغزار شمال مین دریائے کلوران اور دریائے اونان کی دو نہایت شاداب وادیون مین واقع تھے، پہاڑون پر شجر بتولا اور صنوبر کے جنگل کھڑے تھے، شکار اور پانی کی کثرت تھی، برف پہاڑون مین مدت تک گھلا کرتی تھی، اسلیے چشمے بھی مدت تک جاری رہتے تھے، ان تمام خوبیون سے وہ قبیلے جو مغلون کے تحت مین مغلون ہی کی زمین پر رہتے تھے، خوب واقف تھے، غرض جب یسوکای کا انتقال ہوا تو یہ سب اس فکر مین ہوئے کہ کسی طرح ان شاداب زمینون اور چراگاہون کو ایک تیرہ ۱۳ برس کے لڑکے سے چھین لین،

ایسی زمین پر قبضہ ہونا جہان گھاس کثرت سے ہوتی ہو، سردی بھی سخت نہ پڑتی ہو، گلے

بھی کثرت سے ہون خانہ بدوشون کے لیے ایک لازوال دولت تھی بھیڑون اور گھوڑون کے گلّون سے زندگی کی اکثر ضروریات مہیا ہوتی تھین، دودھ اور گوشت کے علاوہ اُن کے اون سے نمدے اور خیمون کی رسّیان، ہڈیون سے تیرون کے پھل، چمڑے سے گھوڑون کے زین اور راسین اور قمیز رکھنے کے مشکیزے تیار کئے جاتے تھے،

خیال ہوتا تھا کہ تموچن پر جب مشکلین زیادہ پڑینگی تو وہ گھبرا کر کہین بھاگ جائے گا اور حقیقت مین جو صدمے اب اُسے پہنچنے والے تھے اُن کو روکنے کا کوئی علاج اُس کے پاس نہ تھا، جو قبیلے اس وقت اس کے ماتحت تھے اگر واقعی ماتحت تھے تو بھی وہ اُس کے خیر خواہ نہ تھے اور اس بات پر بھی رضامند نہ تھے کہ اپنے چوپایون کا عشر اپنے سردار کو جو اسوقت ایک نوعمر لڑکا تھا حسب سابق ادا کرتے رہین، اس کے علاوہ یہ قبیلے مختلف پہاڑون مین بود و باش رکھتے تھے، اور انھین اپنے ہی گلّون کو بھیڑیون سے بچانے اور لٹیرون سے محفوظ رکھنے سے فرصت نہ تھی، فصل بہار شروع ہوتے ہی مویشی چُرانے والون کا زور ہو جاتا تھا،

مگر تموچن مشکلون سے گھبرا کر بھاگا نہین، مورخ لکھتا ہے کہ "یہ لڑکا پہلے تو پورت مین اکیلا بیٹھا رویا کیا، پھر رونا بند کر سرداری کے کام انجام دینے کے لیے بالکل مستعد ہوگیا، بھائی چھوٹے چھوٹے تھے اور بہنین تھین، ان سب کی گذر کا سامان خود کرتا تھا اور اسکی مان اولون کا دل بھی خوب جانتا تھا کہ اِس یلوٹھی کے جائے پر کیا کیا مصیبتین آنے والی ہین،

مصیبتون کا آنا لازمی تھا، کیونکہ ایک سردار نے جسکا نام ترغاتای تھا اور جو تموچن کی طرح بوریجین کی اولاد سے تھا اس امر کا اعلان کیا کہ مین تمام شمالی گوبی کا سردار اور حاکم ہون، یہ ترغاتای دراصل قوم تائیجوت کا سردار تھا اور تائیجوت زمین اور چراگاہون کے معاملے مین

مغلون کے جانی دشمن تھے،

تائیجوت کے اِس سردار ترغاتای نے تموچن کے ماتحت قبیلون کو تموچن سے توڑ کر اپنے ساتھ کر لیا، اور اب مغلون کے اس نوعمر سردار کا شکار شروع کیا گیا، «وہ شکار بھی اسطرح کا جیسے کوئی پرانا تو نخوار سن رسیدہ بھیڑیا ایسے جوان بھیڑیے کو پھاڑ کھانے کی تلاش مین ہو جائے جسکی نسبت خوف ہو کہ وہ ایک نہ ایک دن تمام غول کی سرداری کا دعوی کریگا،

یہ آدمی کا شکار بغیر اطلاع کے بالکل بے خبری مین شروع ہوا، صدہا سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے تموچن کے اردو پر چڑھ آئے، اردو سے مراد ڈیرے خیمون کا ایک گاؤن سا تھا جہان تموچن رہتا تھا، دشمن کے کچھ سوار تو گلے ہانک لیجانے کو بڑھے اور ترغاتای تائیجوت کا سردار خود اُس خیمے کی طرف چلا جہان تموچن کا علم گڑا تھا،

اب تموچن بھائیون سمیت تائیجوت کے اس اچانک حملے سے جان بچانے کو بھاگا، تموچن کے بھائی قسار نے جو بڑا تیر انداز تھا بھاگنے مین بھی دو چار تیر دشمن پر چلائے تاکہ بھائی کو اپنی جان بچانے کے لیے وقت مل جائے، اولون بدستور اپنے یورت مین رہی، ترغاتای کو اولون سے کچھ غرض نہ تھی، جو کچھ غرض تھی وہ تموچن سے تھی،

اب اس شکار کی کیفیت یہ ہوئی کہ تموچن اور اس کے بھائی آگے آگے تھے اور تائیجوت اُن کے پیچھے پیچھے، مگر تائیجوت کو انھین گرفتار کرنے کی کچھ جلدی نہ تھی کیونکہ بھاگنے والے جدھر جاتے تھے انکے بھاگنے کے نشان زمین پر موجود ہوتے تھے اور اسکی مہارت ان خانہ بدوشون مین سب کو تھی کہ اگر ضرورت پیش آئے تو ایک بھاگے ہوئے گھوڑے کا کھوج لگانے مین کئی کئی دن صرف کر دین، اگر اس بھاگنے مین تموچن کو گھوڑے بدلنے کو برابر ملتے رہے تو خیر ورنہ جس گھوڑے پر سوار تھا اگر اُسی کی

بیٹھ پر رہا تو گرفتار ہو جانا یقینی بات تھی،

یہ لڑکے پہاڑون کے کھڈون مین جہان کہین اونچے درختون کی کچھ آڑ ملی چھپتے رہے کبھی کبھی گھوڑون سے اتر کر درخت کاٹے اور ان کو رستے مین ڈالدیا تاکہ دشمن کو پیچھا کرنے مین دیر لگے جب شام ہوئی اور اندھیرا ہونے لگا تو یہ لڑکے سب ساتھ نہ رہ سکے چھوٹے بھائی اور بہنین تو ایک غار مین چھپ کر بیٹھ گئے. قسار ایک طرف کو چلا گیا، اور تموچن کچھ آگے ایک پہاڑ کی طرف چلا جہان چھپنے کی جگہ اچھی تھی،

اس پہاڑ مین تموچن کئی دن تک دشمنون سے چھپا رہا، مگر آخر کار بھوک نے ایسا ستایا کہ وہان سے نکلا اور چاہتا تھا کہ تائیجوت کے سوار جو اسے ڈھونڈ رہے ہین، اُن مین سے گھوڑا دوڑاتا ہوا نکل جائے، مگر تائیجوت نے اُسے پہچان لیا اور دوڑ کر گرفتار کر لیا، گرفتار کرتے ہی اپنے سردار ترغاتای کے پاس اُسے لے گئے، ترغاتای نے حکم دیا کہ تموچن پر کنگ رکھدیا جائے، کنگ لکڑی کا ایک جوا ہوتا تھا جسے آدمی کے کندھون پر رکھکر دونون کلائیان جوے کے سرون سے باندھ دیتے تھے، اب تموچن بالکل بے بس ہو گیا، اور اسی حال مین اُسے ساتھ لیے تائیجوت نے وہان سے کوچ کیا، بہت سے سوار تموچن کے گلّون کو ہانکتے ہوئے اپنے اپنے علاقون کو چلتے ہوئے، تموچن بدستور نہایت بیکسی کی حالت مین قید رہا، کئی آدمیون کا ہر وقت اُس پر پہرا رہتا تھا، ایک دن اتفاق سے پہرے والے کہین دعوت کھانے چلے گئے، صرف ایک آدمی پہرے پر رہگیا، جب پورت مین شام ہوئی اور اندھیرا ہونے لگا تو تموچن ایسا نہ تھا کہ بھاگنے کا موقع پاتا اور موقع ہاتھ سے جانے دیتا،

غرض جس خیمے مین قید تھا جب وہان تاریکی ہو گئی تو تموچن نے چپکے سے اٹھکر کنگ کے ایک سرے سے پہرے والے کے سر پر اس زور کی ٹکر دی کہ وہ بیہوش ہو کر گرا، اس کے گرتے ہی تموچن خیمے سے

نکل کر بھاگا، باہر دیکھا کہ چاند نکل رہا ہے اور جنگل مین جہان تائیجوت کے ڈیرے پڑے ہین ہلکی ہلکی روشنی ہے، اب یہ لڑکا جنگل کی جھاڑیون مین چھپتا چھپاتا اُس دریا کی طرف چلا جسے ایک دن پہلے تائیجوت اتر کر ادھر آئے تھے، تموچن کو جونہی آہٹ معلوم ہوئی کہ کوئی پیچھے آرہا ہے جھٹ پانی مین چلا گیا، اور سارا جسم پانی مین چھپا لیا، صرف چہرہ باہر نکالے رکھا،

اسی حال مین دیکھا کہ تائیجوت گھوڑون پر سوار اُسکی تلاش مین پاس آگئے ہین، ان سوارون مین سے ایک آدمی نے تموچن کو دیکھ لیا، دیکھتے ہی پہلے تو کچھ کہنے کو ہوا مگر پھر بغیر کچھ کہے گھوڑا آگے بڑھا دیا، تموچن کے کندھون پر کنگ بدستور رکھا تھا، اور اسوقت بھی یہ غریب ایسا ہی بے بس تھا جیسا کہ پہلے تھا، لیکن اب جو کچھ اُس نے کیا وہ واقعی اُسی کی عقل و ذہانت کا کام تھا، جب دیکھا کہ تائیجوت جو اسکی تلاش مین نکلے تھے اپنے یورت کی طرف جارہے ہین تو اُن کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور جب تائیجوت نے ایک جگہ قیام کیا تو موقع پاکر اس سوار کے خیمے مین آیا جس نے اسے دریا مین چھپا دیکھا تھا مگر کسی سے کچھ کہا نہ تھا، اتفاق سے یہ سوار قبیلہ تائیجوت کا نہ تھا، بلکہ اس قبیلے کا مہمان تھا، اور شکار کے شوق مین ان کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا،

اس سوار نے جب دیکھا کہ ایک لڑکا سر سے پاؤن تک بھیگا ہوا بدن سے پانی کی بوندین ٹپکتی ہوئی سامنے کھڑا ہے تو لڑکے سے بھی زیادہ اس جوان پر خوف طاری ہوا، مگر پھر اُسے ترس آیا اور شاید یہ خیال بھی ہوا کہ جسطرح ہو اس عجیب لڑکے سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہیے، چنانچہ وہ اٹھا اور اٹھکر پہلے تموچن کی کلائیان کھولین اور پھر کنگ اس کے کندھون سے اتار کر اس سوار نے آتشدان مین ڈال دیا جہان وہ جلکر راکھ ہو گیا، اور اب تموچن کو ایک گاڑی مین جس مین اون بھری تھی چھپا دیا،

ظاہر ہے کہ اس اُون مین لڑکے کا دم گھٹنے لگا ہوگا، اور یہ حالت ناقابلِ برداشت ہوگئی ہوگی، خاص کر
اسوقت جبکہ تائیجوت کے سوار اپنے مہمان کے خیمے کی تلاشی لینے آئے، اور گاڑی جسمین اُون بھری تھی
اس مین بھی انھون نے اپنی برچھیان بھونکین، ایک برچھی کا پھل تموچن کی ٹانگ مین لگا،

جب تائیجوت کے سوار چلے گئے تو جس آدمی نے تموچن کی جان بچائی تھی وہ تموچن سے کہنے
لگا، کہ اگر اسوقت تائیجوت کو تمھارا پتہ چل جاتا تو پھر میرے گھر سے کبھی دھوان اٹھتا نظر نہ آتا اور میرے
آتشدان مین آگ ہمیشہ کو بجھ جاتی، اس کے بعد اُس نے تموچن کو کچھ کھانا اور دودھ پینے کو دیا اور ایک
کمان اور دو تیر اور ایک گھوڑی دیکر کہا کہ بس اپنی مان اور بھائیون کے پاس چلے جاؤ،

تموچن مانگے کی گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے یورت کی طرف چلا، جب وہان پہنچا تو دیکھا کہ گھر کا وہی
حال ہے جو اُسکی جان بچانے والے نے اپنے گھر کے دھوئین اور آتشدان کی نسبت کہا تھا، تموچن کا
یورت جس مقام پر تھا وہان سوائے راکھ کی ڈھیریون کے اور کچھ نہ تھا، نہ آدمیون کا پتہ تھا، نہ مویشیون
کا، بھیڑون کے گلّے کوئی ہانک لے گیا تھا، اور مان اور بھائیون کا بھی حال معلوم نہ ہوا کہ وہ کہان ہین،
آخرکار ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے کسی طرح ان تک پہنچا، دیکھا کہ سارا کنبہ مان اور بہنین سگا بھائی قستار اور
سوتیلا بھائی ملکوتی سب ایک جگہ چھپے فاقے کھینچ رہے ہین، ملکوتی گو سوتیلا بھائی تھا مگر تموچن پر جان
فدا کرتا تھا،

اس پوشیدہ مقام پر یہ کنبہ اپنا گذر عجیب طرح سے کرتا تھا، یہان سے کچھ دور ایک خیرخواہ کا یورت
تھا، رات ہوتے ہی سب وہان چلے جاتے تھے، گھوڑے اب اُن کے پاس صرف آٹھ رہ گئے تھے
کھانے کے لیے جنگلی چوہے پکڑتے تھے، اور بھیڑ کے گوشت کی جگہ اب مچھلی پر گذر تھا، تموچن اسی حال
مین زندگی بسر کرنے لگا، دشمن سے ہوشیار رہنے کا سبق خوب پڑھ چکا تھا، جہان ذرا بھی گمان ہوتا

کہ کوئی کمینگاہ مین بیٹھا ہے تو وہان سے بچکر نکلتا، یا اگر دیکھتا کہ دشمن پیچھا کیے آتے ہین تو پلٹ کر اُن کی صفون کو چیرتا ہوا دوسری طرف صحیح سلامت نکل جاتا، بدخواہ ہمیشہ اسکی تاک مین رہتے تھے، مگر تموچن عمر کے ساتھ ساتھ سب باتون مین ہوشیار ہوتا گیا تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک بار گرفتار ہونے کے بعد پھر کبھی کسی کے ہاتھ نہ آیا،

اس مصیبت کی حالت مین ممکن تھا کہ یہ جوان لڑکا اپنے باپ دادا کے چراگاہون کو چھوڑ کر کہین دور چلا جاتا، مگر بزرگون کے ترکے کو دشمن کے قبضے مین چھوڑ دینا بھلا ایسا ارادہ تموچن کے دل مین کیونکر پیدا ہو سکتا تھا، باپ کے توابع مین سے جو لوگ باپ کے مرتے ہی دور جا بسے تھے تموچن اُن کے پاس گیا اور اپنی مان کی گذر اوقات کے لیے اُن سے خانی کا حق یعنی ایک اونٹ، ایک بیل، ایک بھیڑ اور ایک گھوڑا مانگا،

یہ غور کرنے کی بات ہے کہ اس زمانے مین تموچن نے دو باتون سے ہمیشہ پرہیز کیا، ایک یہ کہ اپنی منگیتر کے یورت مین جہان سب کو انتظار تھا کہ کب دولہا آئے اور دلہن بیاہ کر لیجائے کبھی نہین گیا، بورتہ کا باپ ایک بڑے طاقتور قبیلے کا آدمی تھا، اور بہت سے نیزہ بردار لڑنے والون کا سردار تھا، مگر تموچن دولہن کو لانے سسرے کے گھر نہ گیا،

دوسری بات جس سے وہ بچتا رہا یہ تھی کہ کسی طرح ترکی قوم قرایت کے سردار طغرل خان سے جو بڈھا آدمی تھا مدد طلب کرنے کی نوبت نہ آئے، طغرل خان تموچن کے باپ یسوکای سے بھائی چارے کی قسم کھا چکا تھا اور یہ قسم ایسی تھی کہ جسکا اثر اور تعلق اولاد کے ساتھ بھی تھا، یعنی قسم کھانے والون مین ایک کا بیٹا دوسرے کے پاس جا کر اسکو اپنا باپ کہہ سکتا تھا، تموچن کے لیے کیا مشکل تھا کہ کسی دن گھوڑے پر سوار ہو کر وسیع کاہستانون مین منزلین طے کرتا ہوا قرایت مین پہنچ جاتا جنکا

سردار طغرل خان تھا، قرایت ایسے شہرون مین آباد تھے جنکے گرد شہر پناہین تھین، اوران کے پاس اصلی دولت سونا چاندی جواہرات، زرین کپڑے، عمدہ ہتھیار یہانتک کہ زری و زربفت کے خیمے اور ڈیرے بھی موجود تھے، اور یہ تمام قرایت طغرل خان یعنی "ایشیا کے پریسٹر جون" کی رعایا تھے،

تموچن سوچتا تھا کہ باپ کا جس سے بھائی چارہ ہو چکا ہو اس کے پاس فقیر بنکر خالی ہاتھ جانا ہمت سے بعید ہے، اس طرح جانے سے بجائے محبت کے ایک قسم کی حقارت دوسرے کے دل مین پیدا ہو جائیگی،

تموچن اپنے ارادے پر مستقل رہا، اس مین کوئی بات غرور یا نخوت کی نہ تھی، بلکہ یہ مغلون کا سیدھا سادا خیال اسی طرز کا تھا، اگر تموچن "پریسٹر جون" کے پاس چلا جاتا تو قوم قرایت کا یہ فرمانروا ضرور اسکی مدد پر آمادہ ہو جاتا، کیونکہ ایشیا مین دو آدمیون مین دوستی کا عہد و پیمان بادشاہ کے ساتھ بیعت اطاعت کرنے سے بھی بڑھکر قابل پابندی ہوتا تھا، مگر تموچن نے سوچ رکھا تھا کہ جب تک برابر کا رفیق و مددگار بننے کی قوت اس مین نہ آجائیگی وہ محض ایک فراری بنکر ہرگز طغرل خان کے پاس نہ جائیگا اور شہرون اور خزانون کے اس مالک سے کوئی واسطہ پیدا نہ کریگا،

اس اثنا مین تموچن کے آٹھ گھوڑے چوری گئے،

ان آٹھ گھوڑون کے چوری جانے کا حال تاریخ کے صفحون سے بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، گھوڑون کے چور قوم تایچوت کے لوگ تھے، تموچن کا سوتیلا بھائی ملکوتی نوین جانور پر سوار ہو کر جو ایک سرنگ گھوڑی تھی یورت سے باہر کہین چلا گیا تھا، یہ گھوڑی وہی تھی جس نے ترغاتای کے پنجہ غضب سے بچا کر تموچن کو اپنے یورت تک پہنچایا تھا، ملکوتی اسی گھوڑی پر سوار جنگلی چوہون کا شکار کھیلتا پھرتا تھا، جب یورت کو واپس آیا تو تموچن اُس کے قریب آکر کہنے لگا کہ "گھوڑے تو سب

چوری گئے"

یہ حادثہ بہت سخت تھا کیونکہ اس سے سوائے ایک بھائی کے اور کسی کے پاس سواری کو گھوڑا نہ رہا، سب پیدل ہو گئے، اب اگر لٹیرے گھوڑون پر سوار ہو کر آتے تو اُن کے سامنے پیدلون کی کیا حقیقت تھی، ملکوتی نے چوری کی خبر سنتے ہی بھائی سے گھبرا کر کہا "تو پھر مین گھوڑون کی تلاش مین فوراً جاتا ہون" ملکوتی کے منہ سے اتنا سنکر قسار نے کہا "تم سے نہ تو چورون کا پیچھا ہو سکیگا اور نہ چور تمھارے ہاتھ آئین گے، مجھے جانے دو"

اس پر تموچن نے قسار سے کہا "گھوڑے تمھین بھی نہ ملین گے اور اگر ملے تو تم انھین واپس نہ لا سکو گے ملکوتی، گھوڑی مجھے دو مین جاتا ہون"

یہ کہکر تموچن نے ملکوتی سے سرنگ گھوڑی لی جو اسوقت تھک کر چور ہو رہی تھی، اور رہزنون کے گھوڑون اور اپنے آٹھ جانورون کے سمون کے نشان دیکھتا ہوا آگے بڑھا، تین دن اسیطرح چلتا رہا، تھوڑا سا سوکھا گوشت ساتھ لیکر اُسے زین کے نیچے رکھ لیا تھا تاکہ گھوڑی کے جسم کی گرمی سے گوشت نرم اور گرم رہے، یہ زادِ راہ بھی اس تین دن مین کبھی کا ختم ہو چکا تھا، مگر سب سے بڑی مشکل سرنگ گھوڑی کی تھی کہ اب اس سے آگے چلا نہین جاتا تھا، تائیجوت جو گھوڑے چُرا کر لیے جاتے تھے بہت آسانی سے بار بار نئے گھوڑے پر سوار ہوتے آگے بڑھے جاتے تھے، اور تموچن سے اتنی دور تھے کہ وہ انھین دیکھ بھی نہ سکتا تھا،

چوتھے دن صبح ہوتے ہی دیکھا کہ ایک جوان آدمی جو اُسکا ہم عمر معلوم ہوتا تھا اُسی راستے کے کنارے جدھر سے تائیجوت گھوڑے چرا کر لیے جاتے تھے، ایک جگہ بیٹھا گھوڑی کا دودھ دوہ رہا ہے، تموچن نے گھوڑی ٹھہرا کر پوچھا "تم نے ادھر سے آٹھ کوتل گھوڑون اور کچھ سوارون کو جاتے دیکھا ہے؟"

اس جوان نے کہا، ہان، سورج نکلنے سے پہلے کئی سوار آٹھ گھوڑون کو جنپر کوئی سوار نہ تھا ساتھ لیے ادھرسے گذرے تھے، جس راستے وہ گئے ہین، وہان گھوڑون کے سمون کے نشان ہین وہ مین تمھین ابھی دکھا سکتا ہون "

اس نوجوان آدمی نے اتنا کہکر تموچن کو ایک نظر بھر غور سے دیکھا، اور جلدی سے جس مشکیزے مین دودھ دوہ رہا تھا تسمے سے اس کا منھ بند کیا اور دوڑکر مشکیزہ کسی جگہ اونچی گھاس مین رکھکر واپس آیا، اور تموچن سے کہنے لگا کہ تم بہت تھکے ہوئے اور پریشان معلوم ہوتے ہو، میرا نام بغورچی ہے اور مین تمھارے گھوڑون کو ڈھونڈھنے تمھارے ساتھ چلتا ہون،

تموچن کی سرنگ گھوڑی جسپر وہ سوار تھا چرنے کو چھوڑ دی گئی اور بغورچی نے اپنے گھوڑون کے گلّے سے جس کی نگہبانی وہ اسوقت کرتا تھا ایک سبزہ جانور پکڑکر تموچن کو دیا، تموچن اُسپر سوار ہوا اور اب ان دونون نے اسی رستے چلنا شروع کیا جس رستے چور تموچن کے گھوڑے لیے جاتے تھے، تین دن چلنے کے بعد یہ دونون تائیجوت کے خیمون کے قریب پہنچے، تموچن نے دور سے دیکھا کہ اس کے گھوڑے میدان مین چر رہے ہین،

اب یہ دونون بڑی ترکیب سے اُن گھوڑون تک پہنچے اور اُنھین ہانک کر اپنے ساتھ لیے واپس چلے، تائیجوت کو خبر ہوگئی، انھون نے پیچھا کیا، ان مین ایک آدمی سبزے گھوڑے پر سوار ہاتھ مین کمند لیے تھا، یہ سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا تموچن اور بغورچی کے قریب پہنچتا معلوم ہوا،

بغورچی نے تموچن سے کہا کہ اپنا تیر کمان مجھے دو، مین پیچھے رہ کر اس تائیجوت کا مقابلہ کرونگا، تموچن نے یہ بات منظور نہ کی، غرض دونون گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے یہانتک کہ شام ہوگئی اور روشنی کم ہونے لگی، مگر وہ سبزے گھوڑے والا تائیجوت اب اس قدر

قریب آگیا کہ اپنی کمند تموچن اور بغورچی پر آسانی سے پھینک سکتا تھا،

تموچن نے بغورچی سے کہا دیکھو کہین یہ دشمن تمھین اپنی کمند سے گرا کر زخمی نہ کر دے، مین اُس پر تیر چلاتا ہون،

تموچن پیچھے رہ گیا اور تیر کو زہ پر لگا نشانہ باندھ ایسا تیر چلایا کہ تانجوت گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے گرا، اس کے ساتھ کے سوار جو پیچھے آرہے تھے جب اس زخمی سوار کے قریب پہنچے تو اُسے دیکھکر ٹھہر گئے، اس عرصے مین تموچن اور بغورچی رات کے اندھیرے مین گھوڑے ساتھ لیے بھاگے اور بھاگتے بھاگتے آخر کار بغورچی کے باپ کے یورت مین مع گھوڑون کے اِس معرکے کے قصّے سنانے صحیح سلامت پہنچ گئے، بغورچی ڈرا کہ باپ اسکی اس غیر حاضری پر خفا ہوگا، پہلے جلدی سے جا کر گھاس مین سے دودھ کا مشکیزہ اُٹھا کر لایا اور پھر باپ سے معذرت کے طور پر کہنے لگا،

"یہ میرے ساتھ والے جب آئے تو بہت ہی تھکے ہوئے اور پریشان تھے، مین اُن کے ساتھ چلا گیا تھا"

بغورچی کے باپ نے جس کے پاس گلّے کثرت سے تھے بیٹے کے اس عذر کو معقول سمجھا کیونکہ تموچن کی معرکہ آرائیان ایک یورت سے دوسرے یورت مین مشہور ہو چکی تھین، آخر کار بغورچی کے باپ نے کہا "تم دونون نو عمر ہو، مناسب ہے کہ دونون ہمیشہ دوست رہو اور دوست بھی بڑے پکّے اور وفادار"

بغورچی اور اس کے باپ نے نوجوان مغل سردار کو کچھ کھانے کو دیا اور گھوڑی کے دودھ سے ایک مشکیزہ بھر کر ساتھ کر دیا، اب تموچن اپنے یورت مین گھوڑے لیے واپس آیا، کچھ زمانہ گذرنے کے بعد بغورچی تموچن کے پاس چلا آیا اور مغل سردار کو نذر مین دینے کے لیے ایک بڑھیا پوستین ساتھ

لایا، اور اس دن سے بغورچی تموچن کو اپنا سردار تسلیم کرنے لگا،

تموچن، بغورچی سے بہت ہی خوش ہو کر ملا، اور کہنے لگا کہ اگر تم اُس وقت میری مدد نہ کرتے تو یہ گھوڑے نہ کبھی مجھے ملتے اور نہ مین انھین گھر واپس لا سکتا، بس اب ان آٹھ جانورون مین سے چار تمھارے ہین،

بغورچی بھلا اسبات کو کب ماننے والا تھا، کہنے لگا "جو چیز تمھاری ہو اور اسمین سے مین کچھ لون تو پھر تم مجھکو اپنا دوست اور ساتھی کیونکر سمجھ سکو گے"؟

نہ تموچن کی طبیعت مین خست و دنایت تھی اور نہ جو نوجوان بہادر اس کے ساتھ رہتے تھے خسیس و بخیل تھے، فیاضی اور خوش سلوکی تموچن کے بڑے اوصاف تھے، جو لوگ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے انھین کبھی نہ بھولتا تھا، اسی طرح جو لوگ اس سے لڑتے تھے یا اسکی مختصر جماعت سے خارج تھے انھین سمجھتا تھا کہ یہ کبھی نہ کبھی اُس کے جانی دشمن ہو جائین گے،

ایک مرتبہ اپنے ساتھیون سے کہنے لگا، "جسطرح ایک تاجر کو نفع کا یقین اپنے مال سے ہوتا ہے اسی طرح ایک مغل کو فلاح کی امید اپنی شجاعت سے ہوتی ہے"،

تموچن مین وہی نیکیان اور سختیان موجود تھین جو ایک دوسری بادیہ نشین قوم یعنی عرب کے بدوٗون کی خصوصیّات تھین، کمزور آدمی تموچن کے کسی مصرف کے نہ تھے، اپنی قوم سے باہر وہ ہر متنفس سے بدگمان تھا، دشمنون کے مکر و فریب کے مقابلہ مین عقل و ذہانت سے کام کرنا خوب آگیا تھا، لیکن جب کبھی اپنے ساتھیون مین سے کسی سے کسی بات کا وعدہ کر لیتا تھا تو اس کے ایفا مین کبھی خطا نہ کرتا تھا،

اس زمانے سے بعد کا ایک مقولہ تموچن کا مشہور ہے کہ "بادشاہ ہو کر کسی کا اپنے قول سے پھر جانا

نہایت ہی بدنما اور قابل نفرین فعل ہے"

باپ کے مرنے پر قبیلے کے جو لوگ علحدہ ہو گئے تھے اب ان مین سے کچھ تموچن کے پاس چلے آئے تھے، اس وجہ سے قبیلے کی تعداد مین کسی قدر اضافہ ہو گیا تھا، مگر اسپر بھی تموچن کی سرداری کا حصر اس سے زیادہ کسی بات پر نہ تھا کہ دشمنون سے بچنے مین ہمیشہ غایت درجے ہوشیاری سے کام لے اور عمدہ چراگاہون کو جسطرح بن پڑے خواہ جائز طریقے سے خواہ ناجائز طریقے سے اپنے قبیلے کے لیے محفوظ رکھے، قبیلے والون کے پاس جسقدر گلے یا ہتھیار ہوتے تھے وہ قبیلے کے رواج اور دستور کے مطابق خود انھی کی ملکیت ہوتے تھے، اور یسوکای کا فرزند قبیلے والون کی اطاعت کا متوقع اسی وقت تک رہ سکتا تھا جب تک کہ اہل قبیلہ کی وہ ہر طرح سے حفاظت کرتا رہے، اور قبیلے کے قانون کے مطابق قبیلہ والے اختیار رکھتے تھے کہ صحرا نشینون کی زمین پر جو نزاعات اور کشت و خون ہمیشہ جاری رہتے ہین اگر اُن کے متعلق تموچن سے کسی قسم کی کمزوری یا غفلت ظاہر ہو تو پھر وہ کسی دوسرے آدمی کو اپنا سردار منتخب کر لین،

تموچن کی جان مکر و کید کی بدولت سلامت رہی، اور عقل مین روز افزون زیادتی سے اس نے ایک قوم اپنے گرد جمع کر لی، جسمانی طاقت اس مین موجود تھی، ہر بات کی احتیاط اور نگہداشت بہت غور سے کرتا تھا، دریاے کلوران اور اونان کے درمیانی شاداب علاقون کے سردار جو ہمیشہ لوٹ مار مین مصروف رہتے تھے تموچن کو اکثر پہاڑون سے بھگا کر دیس کی زمینون مین پہنچا دیتے تھے، لیکن یہ ممکن نہ تھا کہ تموچن کو زچ کر کے بالکل ہی کشت مات کر دین،

اب لوگون کی زبان پر بار بار یہی آتا تھا کہ تموچن ۱، ر اُس کے بھائی طاقت مین بڑھتے جاتے ہین،

لیکن تموجن کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا جس کے سینے مین عزم وارادے کی ایسی آگ لگی رہتی ہو جو بجھنا جانتی ہی نہ ہو، اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ کچھ ہو جائے مگر باپ کے متروکے پر کسی دوسرے کا قبضہ نہ ہونے دیگا،

یہی زمانہ تھا کہ تموجن ۱۷ برس کی عمر مین بورتہ کے پاس آیا تاکہ اوسے اس کے باپ کے گھر سے رخصت کرا کے اپنے گھر لائے، یہ بورتہ تموجن کی سب سے پہلی بیوی ہوئی،

تیسرا باب

گاڑیون والی لڑائی

پرانے زمانے کے چینی شمال کے وحشیون کو کبھی "تیر و کمان والے" اور کبھی "اونچے سفید پہاڑون والے" اور کبھی "ایسی زمینون کا باشندہ کہتے تھے جہان دن بہت بڑا ہوتا ہے" بہرکیف شمال کے ان تیرانداز وحشیون مین زندہ دلی اور دفعۃً ہنسنے خوش ہو جانے کا مادہ بہت تھا، چونکہ زندگی محنت شاقہ کا ایک لامتناہی سلسلہ ہوتی تھی اور موسم بھی سب آزاردہ اور موذی ہوتے تھے اور آئے دن کی مصیبتین بھی اتنی ہوتی تھین کہ کسی طرح اُن سے چھٹکارا نہ تھا اس لیے جب تکلیفون مین تھوڑی سی بھی کمی ہوتی تھی تو بیحد خوش ہو جاتے تھے، یہ ممکن نہ تھا کہ تموچن اور اس کے مغلون کا خیال آئے اور انکی زندہ دلی ہنسی اور مذاق کا تصور نہ بندھے، لیکن انکی یہ خوش مزاجیان بھی اُنکی جفاکاریون سے کچھ کم نہ تھین،

شادی غمی کے موقعون پر خوب دعوتین اڑا کرتی تھین، اور اب اتفاق ایسا ہوا کہ ان بھیڑیون بھیڑیون کی لڑائیون مین کسی قدر افاقے کا موقع آیا صورت یہ ہوئی کہ ایک دن تموچن کئی سو نوجوان مغل سوارون کو ساتھ لیے بورتہ کے باپ کے گاؤن مین یکایک نمودار ہوا، قطع یہ تھی کہ سب بھیڑ کی کھالون مین آراستہ و پیراستہ تھے، رنگے ہوئے چمڑے کے ڈھیلے ڈھالے جُبّے زیب بدن تھے،

سینہ بند چار آئینے طرح طرح کے بدنما رنگون مین رنگے ہوئے تھے، گھوڑون کی کاٹھیون کے اونچے سرون پر سامنے کے رخ پانی کی چھاگلین بندھی تھین، لمبے لمبے برچھے تسمون سے بازؤن پر اٹکے تھے، سر سے پاؤن تک گرد مین آلودہ تھے، خاصکر چہرون پر خاک کی پپڑیان جمی تھین کیونکہ سردی اور ہوا سے بچنے کے لیے ہمیشہ منہ پر چربی ملا کرتے تھے،

بورتہ کے باپ نے نوجوان خان سے ملاقات کرتے ہی کہا "جسوقت سے سنتا تھا کہ لوگ تمھارے سخت دشمن ہو گئے ہین مجھے امید نہ تھی کہ تمھین پھر زندہ دیکھونگا"

اب ہنسیان اور قہقہے شروع ہو کر ایک دُند مچنے لگا، نوکر ادھر اودھر موٹی موٹی بھیڑین اور گھوڑے ذبح کرنے اور ان کا گوشت صاف کرکے دیگون مین چڑھانے مین سرگرم ہوئے، مغل براتیون نے یورت کے دروازے پر ہتھیار کھول کر رکھدیے اور اندر خیمون مین بڑے بوڑھون کے دائین طرف جا بیٹھے، شراب کے دور کے ساتھ تالیان بھی بجنے لگین، ہر دور پر ایک آدمی تھوڑی سی شراب لیکر خیمے کے باہر آتا اور ہاتھ اونچا کرکے چارون طرف اُسے چھڑک دیتا، اتنے مین سازندون نے اپنے ساز بھی چھیڑ دیئے،

اور اب دیکھئے تو یہان سے وہان تک مغلون کی صفین جمی ہین، اور ایک مغل دوسرے مغل کے دونون کان پکڑ کر زور سے کھینچتا ہے تاکہ منہ خوب کھل جائے اور جب شراب اُسمین انڈیلی جائے تو حلق سے نیچے آسانی سے اترتی چلی جائے، بہت سے مغل اونچی ایڑیون کے موزے گھٹنون تک چڑھائے نشے مین دُھت عجب عجب وضع کے ناچ ناچتے ہین،

تیسرا دن ہوا تو بورتہ مسند کے بائین طرف بیٹھی نظر آئی، سپید براق سے پشمینے کی قبا پہنے ہے، چلنے مین جس کے دامن دور تک زمین پر لوٹتے ہین، سر پر بالون کی مینڈھیون مین چاندی کے سکے

اور سونے کی چھوٹی چھوٹی مورتین چمک رہی ہین اور بالون پر ایک اونچی مخروطی کلاہ کسی درخت کی چھال کی بنی ہوئی رکھی ہے مگر اس پر نہایت آبدار حریر منڈھا ہے، کلاہ دونون کانون پر گندھی ہوئی کاکلون کی ڈھیریون پر ٹھہری ہے، ابھی تو بالکل شرمائی ہوئی آنکھین نیچے کیے بیٹھی ہے، ذرا نوشہ کو آنے دو جسکا سب انتظار کر رہے ہین، لو وہ دولھا بھی اندر آیا، اور دلہن اٹھکر بھاگی، کبھی دوڑکر اس ڈیرے مین چھپی کبھی اُس ڈیرے مین، دلہن آگے آگے ہے اور دولھا پیچھے پیچھے، بیچ مین دلہن کی بہنین بھنیلیان، مامائین دولھا کو پکڑتی ہین کہ دلہن اس کے ہاتھ نہ آئے مگر دولھا کس کی سنتا ہے، سب سے پیچھا چھڑا جھپٹ دولہن کو اٹھا چلتا بنتا ہے،

یہ ایک مختصر سی شادی اور مختصر سی رسم تھی، اور ایک مختصر ہی سی ناک والی خوبصورت دلہن اب تموچن کے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے یورت سے وداع ہوتی ہے، چار برس انتظار کرنے کے بعد اب اسکا سن تیرہ [۱۳] برس کا ہو گیا تھا،

بورتہ گھوڑے پر سوار چلی جاتی ہے، کمر اور سینہ رنگین ریشمین کپڑون مین لپٹا ہے، بہت سے نوکر ساتھ ہین، ایک کے پاس قاقم کی ایک قبا ہے جو تموچن کی مان کو چڑھاوے مین دیجائیگی، بورتہ اب خان کی بیوی ہے، تموچن کے یورت کا کل کاروبار اس کے سپرد ہے، اور یہ کاروبار کیا ہے، ضرورت پڑے تو گایون اور گھوڑیون کا دودھ دوہنا، مرد لڑائی پر ہون تو گلّون کی رکھوالی کرنا، خیمون کیلئے نمدے بنانے، تانت سے چمڑے کے جتے سینے، مردون کے لیے کفش اور جرابین تیار کرنی،

بس یہی کام بورتہ کے ذمہ تھے، مگر مشیت نے اُسے سب عورتون سے بڑھکر کسی درجے کے لیے نامزد کیا تھا، اُس کا پورا نام ملکہ بورتہ فوجین کتابون مین لکھا ہے، یہی چھوٹی سی ناک والی تیرہ [۱۳] برس کی دلہن آیندہ زمانے مین ایسے تین بیٹون کی مان ہوگی جنکے زیر نگین ایک وسیع سلطنت ہوگی اور یہ

سلطنت وسعت مین روما کی قلمرو سے بھی کہین زیادہ ہوگی،

قاقم کی قبا جو دلہن کے ساتھ ساس کو نذر مین دینے کے لیے آئی تھی اس کی قسمت مین ایک بہت اونچی جگہ پہنچنا لکھا تھا تموچن نے سوچا کہ اب قرایت کے بادشاہ طغرل کے پاس جانے کی ساعت اچھی ہے، چنانچہ اپنے نوجوان مغل بہادرون اور قاقم کی قبا کو لیے وہ طغرل کے دربار مین پہنچا،

طغرل بڑے اعتماد اور بھروسے کا آدمی تھا، امن وعافیت ہمیشہ پسند کرتا تھا گر خود عیسائی نہ تھا مگر اسکی قوم قرایت کے بہت آدمی نسطوری عقیدے کے نصرانی تھے، اس مذہب کی تعلیم انمین پرانے داعیان مسیح سینٹ انڈروز اور سینٹ ٹامس سے پہنچی تھی، طغرل خان کی حکومت اُن دریائی زمینون پر تھی جہان اجکل ارجہ کا شہر آباد ہے، قرایت گو زیادہ تر ترکی نسل کے تھے مگر ان کو تجارت کے پیشے اور اس پیشے کے فوائد سے بہ نسبت مغلون کے زیادہ تعلق تھا،

لیکن بہت زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ تموچن کو اس بڈھے خان طغرل سے مدد مانگنے کی ضرورت پیش آئی، اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ گوبی مین لڑائیون کی آگ پھر بھڑک اٹھی تھی، چنانچہ ایک بڑی زبردست قوم شمال کے ملک سے یکایک ظاہر ہوئی، اور اُس نے مغلون کے اردو پر حملہ کیا، اس حملہ آور قوم کا نام مکریت (یا مرکیت) تھا اُسکے آدمی بڑے وحشی تھے اور ارض شمال کے اصلی باشندون کی اولاد مین انکا شمار تھا، یہ شمالی زمین وہ تھی جہان برف بارہ۱۲ مہینے موجود رہتی تھی، اور وہان کے باشندے برف پر بن بہیون کی گاڑیون مین کتے اور بارہ سنگھے جوت کر سیر وسفر کیا کرتے تھے،

مکریت بڑے طاقتور ہوتے تھے، اور یہ اس شخص کے ہم قوم تھے جس کے قبضے سے تموچن کا باپ کسی زمانے مین اولون کو نکال لایا تھا، اس بات کو اٹھارہ برس ہوئے تھے مگر مکریت تموچن کے باپ کی اس زیادتی کو بھولے نہ تھے، چنانچہ اب اُن کا ایک گروہ رات کے وقت آیا اور تموچن کے یورت

میں اُس نے جلتی مشعلیں پھینک کر آگ لگادی،

تموچن کو صرف اتنا وقت ملا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر دشمن پر تیر چلاتا ہوا یورت سے نکل کر کہیں پناہ کی جگہ پہنچ جائے، خود تو نکل گیا مگر بورتہ پیچھے رہگئی، مکریت نے بورتہ کو گرفتار کرلیا اور ایک پرانی بےانصافی کو رفع کرنے کے لیے اِس نئی بیاہی دلہن کو اُسی شخص کے ایک عزیز کے حوالے کردیا جس کے گھر سے تموچن کے باپ نے اولون کو بھگایا تھا،

مگر بورتہ جس شخص کے حوالے ہوئی اس کے پاس وہ زیادہ دن نہ رہ سکی، تموچن نے یہ دیکھکر کہ مکریت سے لڑنے کے لیے اس کے پاس جمعیت کافی نہیں ہے وہ طغرل خان کے پاس گیا اور طغرل کی قوم قرایت کی مدد کا طلبگار ہوا، طغرل نے اسکی درخواست منظور کی اور اب تموچن نے قرایت کی ایک جماعت ساتھ لیکر رات کے وقت جبکہ چاندنی کھلی تھی مکریت کے یورت پر حملہ کیا،

تاریخ میں یہ واقعہ اور اسکا موقع اسطرح بیان ہوا ہے کہ مکریت کے یورت میں خیمے کچھ بے ترتیب سے نصب تھے، تموچن گھوڑے پر سوار ان خیموں کے گرد بورتہ کا نام پکارتا ہوا پھرنے لگا، اتفاق سے بورتہ نے اس کی آواز سُن لی سنتے ہی باہر آئی اور دوڑکر تموچن کے گھوڑے کی رسیں پکڑلیں تاکہ قریب آنے سے تموچن اُسے پہچان لے،

تموچن بورتہ کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اتر پڑا اور قرایت کے سواروں سے جو ساتھ آئے تھے کہا، "اب کچھ کام نہیں رہا جس چیز کو ڈھونڈتا تھا وہ مل گئی"

تموچن کو کبھی اس بات کا پورا یقین نہیں ہوا کہ اس کا پہلا فرزند فی الواقع اُسی کے صلب سے تھا،[1] لیکن بورتہ کے ساتھ دلی محبت اور تعلق میں کبھی کمی نہ ہوئی، بورتہ کے بطن سے جسقدر لڑکے ہوئے

[1] مسلمانوں کی لکھی ہوئی تاریخوں میں بیان ہوا ہے کہ بورتہ کو تموجین سے حاملہ ہونے کے بعد مکریت لے گئے تھے، اور

ان سب کیساتھ تموچن کا برتاؤ ایک سا رہا، اولاد اور بیویون سے بھی تھی لیکن بورتہ کے بیٹون کو بہت
اخلاص اور محبت سے اپنے ساتھ رکھا، تاریخ مین تموچن کے دوسری بیویون اور بچون کے نام بھی
بیان ہوئے ہین مگر وہ فقط نام ہی نام ہین،

کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ تموچن کو جان سے مار ڈالنے کی سازشین دشمنون نے کین لیکن بورتہ کے
دل کو خود بخود ان سازشون کی خبر ہو گئی اور اس نے اپنے شوہر کی جان بچائی، ایک جگہ پڑھنے
مین آتا ہے کہ شوہر کی پٹی سے لگی رو رو کر کہتی تھی،

"اگر تمھارے دشمنون نے تمھارے بہادرون کو جو بلغ شجاعت کے سرو و صنوبر ہین قتل
کر دیا تو پھر ان چھوٹے ناتوان بچون کا کیا درجہ ہو گا"

صحرا نشینون کی لڑائیون مین صلح کا نام نہ تھا، دیوار چین سے شمال مین جسقدر خانہ بدوش
قومین بادیہ گردی کرتی تھین ان مین مغل سب سے کمزور تھے، مغربی اطراف کی صحرائی قومون سے
طغرل کی سرپرستی نے تموچن کو کئی سال تک محفوظ رکھا لیکن مشرق کی سمت مین تائیجوت اور جھیل
بویر کے تاتاریون[۱] نے اس کا ناک مین دم کر دیا، یہ صرف جسمانی طاقت اور خطرون کو پہلے سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) قرایت نے جب مکریت کے قبضہ سے بورتہ کو رہا کیا تو وہ اُسے اپنے بادشاہ طغرل کے پاس لے گئے،
طغرل نے تموچن کے تعلقات کی وجہ سے اُسے اپنی بہو کے برابر سمجھا، جوجی تموچن کا پہلا لڑکا طغرل ہی کے محل مین پیدا ہوا
تھا، اور اس بچے کا نام جوجی یعنی "مہمان نو رسیدہ" اسی وجہ سے رکھا گیا تھا کہ بورتہ اس زمانے مین طغرل کے یہان
مہمان تھی، معلوم نہین مصنف نے تموچن کا شبہہ کہان سے نقل کیا ہے، جوجی کے بھائیون نے البتہ گرگنج کے محاصرہ
کے وقت جوجی پر اسی قسم کا طعن کیا تھا جسپر جوجی بھائیون سے ناراض ہو گیا، دیکھو حبیب السیر جزو اول از جلد سوم صفحہ ۱۳
(مترجم)

[۱] تاتاری مغلون سے بالکل جدا قوم تھے، پرانے اہل یورپ نے غلطی سے تاتاریون کو مغل سمجھ لیا اور "تاتاری" (ملک
تاتار) کو مغلون کی سلطنت سے تعبیر کرنے لگے، لفظ تاتاری کی اصل چینی لفظ تاتا سے یا تاتی تزی سے ہے جسکے معنی دور کے رہنے
والے کے ہین، ممکن ہے کہ تاتاریون نے اپنا یہ نام خود اپنے کسی سردار تاتور نامی کے نام پر رکھ لیا ہو، (مصنف)

تاڑ لینے مین بھیڑیے کی سی عقل تھی جس نے تموچن کی جان سلامت رکھی،

تموچن نے بڑی بڑی تکلیفین اٹھائین، ایک مرتبہ گلے مین تیر لگا، زخمی ہو کر برف پر اسطرح پڑا رہا جیسے مردہ پڑا ہو، لوگ بے جان سمجھکر دیکھتے ہوئے پاس سے نکل گئے، اتفاق سے دو مغل ہمراہی وہان پہنچے، انھون نے جو دیکھا کہ سردار زخمی پڑا ہے تو وہ فوراً قریب آئے اور اپنے سردار کے زخم کو منھ لگا کر چوسا، اور ایک برتن مین برف پگھلا کر پانی سے زخم کو دھویا، ان بہادرون کی محبت اپنے سردار کے ساتھ زبانی جمع خرچ نہ تھی، جسوقت تموچن اس حال مین پڑا تھا تو یہ دونون مغل دشمن کے لشکر مین جاتے اور وہان سے کھانے کی چیزین آقا کے لیے چرا کر لاتے، جس وقت میدان مین پالا زور کا پڑنے لگا تو دونون نے اپنے چمڑے کے جبے اتار کر اُن کا سایہ کیا تاکہ سردار کی نیند خراب نہ ہو،

ایک دفعہ تموچن کسی قوم کے خان سے ملاقات کو گیا، سمجھا تھا کہ خان دوست ہے، لیکن جب اس کے یورت مین پہنچا تو معلوم ہوا کہ جس قالین پر میزبان نے بیٹھنے کو کہا ہے اس کے نیچے ایک گڑھا کھدا ہے، اس واقعہ کے کچھ دنون بعد اسی قسم کا ایک اور واقعہ پیش آیا اور تموچن نے اس خطرے سے اپنی کل قوم کو بچایا،

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ مغل جنکی تعداد اب تیرہ ۱۳ ہزار ہو گئی تھی گرمی کے چراگاہون سے جاڑے کے چراگاہون کو جا رہے تھے، راستے مین ایک لمبی وادی آئی، مغل اسمین دور تک پھیل کر چلنے لگے، سست رفتار گلون کے ساتھ بیلون کی گاڑیان بھی جنپر خیمے نصب تھے، چرخ چون چون کرتی جا رہی تھین کہ اتنے مین تموچن کو خبر ہوئی کہ دشمنون کی ایک جمعیت افق کے کنارے نظر آئی ہے، اور وہ بہت تیزی سے انھی کی طرف بڑھتی آ رہی ہے،

یورپ کے کسی ولی عہد بہادر کو ایسی نازک حالت کبھی پیش نہ آئی ہوگی،

افق کے کنارے جو دشمن نظر آیا تھا اب وہ قریب آگر تیس ۳۰ ہزار تاتیجوت کا ایک لشکر جرار ثابت ہوا، سردار اس لشکر کا برغاتای تھا، تموچن نے سوچا کہ اگر بھاگتا ہون تو عورتین، بچے، مویشی سب مارے جاتے ہین اور ہمراہیون کا کل مال و اسباب غارت ہوتا ہے اور اگر مغلون کو لڑنے کے لیے صف بستہ کرکے بڑھتا ہون تو دشمنون کی تعداد اتنی ہے کہ اُن مین گھر کر اپنے کل آدمیون کے قتل یا پراگندہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

خانہ بدوشانہ زندگی کا یہ ایک ایسا موقع تھا جسمین قطعاً نیست و نابود ہو جانے کا خوف تھا، اور جسمین سردار قوم کے لیے لازمی تھا کہ کوئی ارادہ مصمم کرکے فوراً اسپر عمل کرے، دیر مطلق نہ ہو،

تموچن نے اس شدید خطرے کو دیکھتے ہی فوراً اپنے طریقے پر اسکو رفع کرنے کی تدبیر کی، دشمن کی خبر سنتے ہی جسقدر مغل وادی مین پھیلے ہوئے چل رہے تھے وہ سب جمع ہو کر اپنے اپنے جھنڈے کے نیچے آگئے، تموچن نے اسیوقت انکی صف بندی شروع کی، فوج کا ایک بازو جنگل کی طرف رکھا اور دوسرے بازو پر جسقدر گاڑیان ساتھ تھین ان کو ایک مربع کی شکل مین کھڑا کیا، بیچ مین جو جگہ خالی رہی اسمین مویشیون کو بھر دیا، اور گاڑیون مین عورتون کو جلدی سے بٹھا دیا، لڑکے بھی سب عورتون کے ساتھ بیٹھے مگر ان سب کے ہاتھون مین تیر و کمان تھے،

اب تموچن تیس ۳۰ ہزار دشمن کے دھاوے کو روکنے کے لیے جو وادی سے گذرنا چاہتا تھا تیار ہو گیا، دشمن پورے ساز و سامان کے ساتھ پانچ پانچ سو کے ساٹھ ۶۰ دستون مین تقسیم تھا، ہر دستہ مین سو سو سوارون کی پانچ پانچ صفین تھین،

آگے کے دو دستون کے سوار زرہ بکتر سے آراستہ تھے، لوہے کے چار آئینے سینون پر چمڑے کے

تسمون سے بندھے تھے، سر پر آہنی خود یا سخت چمڑے کی ٹوپیان تھین جنپر گھوڑے کے بالون کے
طرّے تھے، گھوڑون پر جسیم پڑے تھے، گردن، سینہ، پٹھے سب چمڑے سے ڈھکے تھے، سوارون کے پاس
چھوٹی گول ڈھالین اور برچھے تھے جنکے پھلون سے کچھ اوپر گھوڑے کے بالون کے پھندنے لگے تھے،
تائیجوت کے یہ زرہ دار دستے کچھ آگے بڑھکر ٹھہر گئے اور اُن کے ٹھہرتے ہی عقب سے سوارون کے
دوسرے دستے نکل کر زرہ پوش دستون کے آگے آگئے، یہ سوار زرہ بکتر نہ رکھتے تھے، صرف رنگین چمڑے
کا لباس پہنتے تھے، چھوٹی برچھیان اور کمانین اُنکے پاس تھین، گھوڑے اُن کے چھریرے جسم کے
نہایت تیز تھے، اب تائیجوت کے یہ سوار مغلون کے دستون کے سامنے اسطرح آکر کھڑے ہوگئے کہ اپنے
زرہ پوش سوارون کی صفین مغلون کی نظر سے چھپی رہین،

مغلون کی فوج بھی اسی طرح مسلح تھی، دشمن کے حملے کا جواب مغلون نے تیرون سے کیا، یہ
تیر لمبی کمانون سے جنکو سینگھ لگاکر مضبوط کیا تھا، بلا کی طاقت سے چھوڑے جاتے تھے،

چھوٹے چھوٹے معرکے شروع ہوئے مگر یہ سب اس وقت بند ہوگئے جبکہ تائیجوت کا ہلکا رسالہ
جو اس وقت تک مغلون کے سامنے تھا مڑ کر پیچھے ہٹا اور اسکی جگہ بھاری زرہ پوش دستے مغلون
کے سامنے آگئے، اور سامنے آتے ہی انھون نے سخت دھاوا مغلون پر کر دیا،

تموچن نے بھی اپنے سوارون کو ایلغار کا حکم دیا، تموچن نے اپنی فوج آراستہ کی تھی کہ ایک
ایکہزار کے تیرہ ۱۳ دستے قائم کئے تھے، اور ہر دستے مین سَو سَو کی دس دس صفین تھین، تموچن کے
پاس گو اس وقت صرف ۱۳ دستے تھے اور تائیجوت ۶۰ دستے رکھتے تھے لیکن لڑنے کا میدان تنگ
تھا، اور چونکہ تموچن کے ہر دستے مین تائیجوت کے ہر دستے سے دو چند صفین تھین، اس لیے تموچن کے
دستے زیادہ دبیز تھے، اس وجہ سے مغلون نے تائیجوت کے دھاوے کو روک دیا اور انکی آگے کی صفون

کو توڑ کر انھین بے ترتیب کر دیا،

اب تموچن کو موقع ملا کہ اپنے زرہ دار رسالون کو دشمن کے ہلکے ہتھیار رکھنے والے رسالون پر لپکا دے، مغلون کے رسالے کبھی ملکر اور کبھی علٰحدہ ہو کر دشمن پر حملہ کرتے تھے اور اپنے اپنے علم کے سایہ مین دائین بائین تیر چلاتے ہوئے آگے بڑھتے تھے،

صحرا کی خونریز لڑائیون مین یہ بڑے معرکے کی لڑائی تھی، فریقین گھوڑون پر سوار غصے مین چیختے چلاتے تیرون کے بارش مین آخرکار آپس مین گتھ گئے، تلوار چلنے لگی، کمندین پھینک کر یا تبر تیشون کے سرون پر جو لوہے کے کانٹے لگے تھے اُن سے کام لیکر دشمن نے دشمن کو گھوڑے سے گرانا شروع کیا، فوج کا ہر ایک دستہ اپنے اپنے سردار کی ماتحتی مین دشمن سے لڑتا تھا، اگر کوئی دستہ مخالف کے حملے سے ٹوٹ جاتا تھا تو اس کے منتشر سوار پھر دستہ قائم کر کے لڑنے لگتے تھے، غرض تمام وادی مین کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہان ہنگامۂ کارزار گرم نہ ہو،

جب تک دن رہا لڑائی ہوتی رہی، آخرکار تموچن کو پوری فتح حاصل ہو گئی، پانچ یا چھ ہزار تائیجوت قتل ہو گئے، اور اب ان کے ستر افسر گردن مین تلوارین اور ترکش لٹکائے اسیرانِ جنگ کی حیثیت سے تموچن کے سامنے حاضر کئے گیے،

بعض کتابون مین بیان ہوا ہے کہ مغلون کے سردار تموچن نے ان ستر افسرون کو دیگون مین زندہ بند کر کے ابلوا ڈالا، اس ظلم مین کسی قدر مبالغہ کی چاشنی ہے، لیکن تموچن مین رحمدلی بہت کم تھی، گو اچھے ہاتھ پاؤن والے مضبوط قیدیون کو اپنی خدمت کے لیے زندہ رکھنے کی قدر بھی وہ خوب جانتا تھا،

تموچن اور اوس کے قیات،

جب اس سرخ بالون والے خان تموچن نے اپنی پہلی لڑائی جو دشمن اس کے مقابلہ مین جم کر لڑا تھا جیت لی تو وہ ایک چھوٹی قسم کا عصا، جسکی وضع گرز کی سی تھی اور جسے چوماق کہتے تھے، مثل دیگر امرائے قوم اور سردارانِ فوج، فخریہ اپنے ساتھ رکھنے لگا،

تموچن کو آدمی اکھٹے کرنے کا ہوکا تھا، یعنی جسطرح ہو دلیر اور جری لوگ اس کے پاس جمع ہوتے جائین، اس شوق کی ابتدا اُس بےکسی اور بےبسی کے زمانے سے ہوئی تھی جب کہ گھوڑے چوری گئے تھے اور بغورچی کو اس کے حال پر رحم آیا تھا یا اُسوقت سے سمجھنا چاہیئے جب سے وہ شروع مین تایجوت سے بھاگا تھا اور بھائی قستار نے تیر چلا کر اسکی جان بچائی تھی،

قوت کا اندازہ سیاسی اقتدار یا دولت کی زیادتی سے تموچن نہ کرتا تھا کیونکہ سیاسی اقتدار پر ابھی تک اُس نے غور نہ کیا تھا اور دولت کا کوئی مصرف نہ تھا، مغلون کو صرف وہی چیزین درکار ہوتی تھین جنکی اشد ضرورت ہو، قوت کے معنی تموچن کے نزدیک صرف انسانی زور بازو کے تھے جسوقت وہ اپنے بہادرون کی تعریف کرتا تھا تو کہتا تھا "تم وہ ہو جنھون نے پتھرون کو پیس کر آٹا کر دیا،

پہاڑون کو الٹ دیا اور زور سے بہتے ہوئے دریاؤن کو روک دیا"

جس چیز کا سب سے زیادہ خیال رہتا تھا وہ یہ تھی کہ قوم مین خیرخواہی اور وفاداری قائم رہے، قبیلے کے کسی آدمی سے دغا یا فریب کا ظاہر ہونا ایسا گناہ سمجھا جاتا تھا جو کسی حال مین بھی معافی کے قابل نہ تھا کیونکہ ممکن تھا کہ ایک اکیلا باغی و بدخواہ تمام یورت کو غارت کرا دے، اور اپنی ہی قوم کو ایسی جگہ لا کر جہان دشمن کمینگاہ مین بیٹھا ہو موت کے گھاٹ اتروا دے، اپنے قبیلے اور اپنے خان کے ساتھ وفاداری و جان نثاری کا شمار اُن چیزون مین تھا، جو زندگی کا اصلی اور ضروری مقصود تھین، کسی کا قول تھا کہ "اُس شخص کی نسبت کیا کہا جا سکتا ہے جو صبح اقرار کرے اور شام کو اُس اقرار سے پھر جائے"

یہ آرزو کہ کثرت سے دلیر اور بہادر آدمی اپنے پاس جمع ہو جائین اُن الفاظ سے بھی ظاہر ہوتی ہے جو دعا کے وقت تموچن کی زبان سے نکلا کرتے تھے، تموچن کی عادت تھی کہ ایک بے برگ و بار پہاڑی کی سب سے اونچی چوٹی پر چلا جاتا تھا سمجھتا تھا کہ یہ اونچی جگہ تنگری کا مقام اور آسمانی روحون کا مسکن ہے، جو برق و باد کے طوفان اِس دنیا مین بھیجا کرتی ہین، یا فضائے غیر محدود مین جسقدر خوفناک مظاہر قدرت پیش آتے ہین یہی روحین اُن کا باعث ہوتی ہین، پہاڑ کی چوٹی پر تموچن کمر سے پیٹی کھول کر کندھے پر ڈال لیتا اور فضا کے چارون گوشون کی طرف جہان سے تیز و تند ہوائین اٹھتی تھین باری باری منھ کر کے دعا مانگتا کہ "اے فلک لامتناہی مجھ پر مہربان رہ، عرش سے روحین بھیج جو میری رفاقت کرین اور زمین سے ایسے آدمی پیدا کر جو میری مدد کرین"

اور اب تموچن کے پاس آدمی جمع ہونے شروع ہوئے دو چار خاندان یا دس پانچ آدمی نہین بلکہ صدہا لوگ آنے لگے، ایک صحرائی قبیلہ کے آدمی جو اپنے سردار سے برگشتہ ہو گئے تھے تموچن کی تعریف

مین کہنے لگے، "شکار مین کوئی جس قدر شکار مارتا ہے، تموچن اُسے کل شکار لیجانے کی اجازت دیتا ہے، لڑائی کے بعد جسقدر مال ایک سپاہی لوٹتا ہے تموچن اسے کل مال کو اسی سپاہی کا سمجھتا ہے، یہ وہ خان ہے جو اپنے گلے سے قبا اتار کر دوسرے کو انعام مین دیدیتا ہے، اور خود گھوڑے سے اتر کر اپنا مرکب دوسرے کو بخش دیتا ہے"

حقیقت یہ ہے کہ کسی نادر چیزون کے جمع کرنے والے کو بھی نادر چیزون کے جمع کرنے کا اتنا ہی شوق ہوگا جتنا شوق تموچن کو مضبوط اور دلیر آدمیون کے جمع کرنے کا تھا،

تموچن اس زمانہ مین اپنا ایک دربار پیدا کر رہا تھا، مگر یہ دربار ایسا تھا جسمین وزیر و مدبر نہ تھے، صرف جان فروشون کا ایک مجمع تھا، جسمین مکتب کارزار کے پرانے ہم سبق نغورچی اور قسار تو پہلے ہی سے موجود تھے، بعد کو ارغون اور مقولی اور بیان اور بڑے بڑے میدانون کے زخم کھائے ہوئے جانباز اور شامل ہوگئے، یہ سب بڑے بہادر، ہوشیار اور ہمت والے سردار تھے، سوبہادر مشہور تیرانداز کا شمار بھی انہی مین تھا،

معلوم ہوتا ہے کہ ان سردارون مین ارغون بڑا ہی بے پروا اور زندہ دل آدمی تھا، اسکا ایک قصہ پڑھنے مین آیا ہے کہ تموچن کے پاس ایک سونے کا بربط تھا جسے وہ بہت عزیز رکھتا تھا، ارغون نے جو بربط خوب بجاتا تھا، خان سے یہ بربط مانگ کو لیا اور لیکر اُسے کھو دیا، تموچن کا مزاج برقِ جوالہ سے کم نہ تھا، یہ سنکر کہ بربط کھو یا گیا غصہ سے آگ ہوگیا اور دربار کے دو آدمیون کو حکم دیا کہ ابھی جاکر ارغون کی گردن اڑادو، یہ درباری فوراً روانہ ہوگئے، انھون نے ارغون کو گرفتار کیا لیکن گردن اڑانے کی جگہ شراب کے دو مشکیزے پورے بھرے ہوئے اُسے پلا دیئے اور پھر اُسے کہین چھپا دیا، دوسرے دن اُن درباریون نے ارغون کو نشے کی حالت سے کچھ ہوشیار کیا اور اُسے ساتھ لیے صبح ہوتے ہی

خان کے دروازے پر آکر آواز لگائی، "اے خان تیرے یورت مین دھوپ نکل آئی ہے، دروازہ کھول اور رحم کر"، دروازہ جب تک کھلے ہر طرف سناٹا دیکھکر ارغون دو چار اشعار اس مضمون کے میٹھے سرون مین الاپنے لگا،

"بلبل نے غزل سرائی شروع کر دی تھی مگر ابھی مقطع کا بند نہ آیا تھا کہ عقاب اُس پر گرا اور اس طرح گرا جیسے کہ خان کا عتاب اس وقت مجھ پر نازل ہی، ہیہات ہیہات، جام لبریز کا متوالا ضرور ہون مگر چور نہین ہون"،

چوری کی سزا موت تھی، ارغون کا قصور معاف کر دیا گیا لیکن سونے کے بربط کا بھید اب تک نہ کھلا کہ وہ کہان گیا،

تموچن کے یہ درباری دشت گوبی مین ہر جگہ "قیات" کہلاتے تھے، قیات جمع ہے قیان کی اور قیان کے معنی "سیلاب قوی" کے ہین، ان قیات مین دو آدمی ایسے تھے، جو اس زمانے مین لڑکے تھے لیکن جوان ہو کر ان دونون نے روئے زمین پر عرض بلد کے نوے درجون مین تباہی اور غارتگری کا طوفان برپا کر دیا، ان مین ایک قدر اندازون کا بادشاہ جبی نویان اور دوسرا بہادرون کا بہادر سوبدای تھا،

جبی نویان شروع مین اسطرح نظر آتا ہے کہ ایک قبیلۂ مخالف کو شکست دیکر تموچن چند مغلون کو ساتھ لیے جبی کا تعاقب کر رہا ہے، جبی مغلون مین گھر گیا ہے، گھوڑا بھی اُسکا زخمی ہو کر گر چکا ہے، اور اب وہ پیدل ہے، جب یہ حال ہوا تو جبی نے بے تکلف تموچن سے للکار کر کہا، "ایک گھوڑا دو، پھر جس مغل سے کہو گے لڑنے کو تیار ہو جاؤنگا"، تموچن نے جبی کی درخواست منظور کی اور فوراً ایک سفید دہن کا گھوڑا اُسے دیا، گھوڑے پر سوار ہوتے ہی جبی مغلون کی صفون مین گھس پڑا، اور دائین بائین تلوار کے ہاتھ لگاتا دوسری طرف صحیح سلامت نکل فرار ہوا، اس واقعہ کے کچھ

دنون بعد جبی خود تموچن کے پاس آیا اور کہا "اب مین خان کی خدمت مین رہنا چاہتا ہون"۔

اس واقعہ کے برسون بعد جبی نویان کوہستان طیان شان مین فوجین لیے بادشاہ قراختائی کوشلوک کا تعاقب کرتا تھا کہ ایک ہزار سپید دُھن کے گھوڑے پکڑ کر اُس نے تموچن کی خدمت مین بطور نذر کے بھیجے، یہ نذر بھی تھی اور اس بات کا ثبوت بھی تھا کہ جبی تموچن کے اُس عطیہ کو نہین بھولا ہے جس کی بدولت ایک مرتبہ اسکی جان بچی تھی،

دوسرا نامور سوبدای بہادر تھا، اسکا نسب اوسِ اریانجی (بارہ سنگھون والی قوم) سے چلیتا تھا، سوبدای نوجوان جبی کی طرح تیز و تندخو نہ تھا، مزاج مین سختی کم تھی مگر اس کے ساتھ ہی دانا اور زیرک بہت تھا، عزم و ارادے مین کسی قدر رنگ اسی ہیبت ناکی کا موجود تھا جو تموچن رکھتا تھا، ایک موقع ایسا آیا کہ تاتاریون سے لڑائی ٹھن گئی، لڑائی سے پہلے تموچن کو ایک ایسے افسر کی ضرورت ہوئی جسکی سرکردگی مین پہلا حملہ تاتاریون پر کیا جائے، سوبدای کو جب اسکا علم ہوا تو خود تموچن کے پاس اس خدمت کے لیے حاضر ہوا، تموچن اُس کی اس جرأت سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ ہمارے رسالون مین سے سّو سوار جو تمھین بہت ہی دلیر اور جوانمرد معلوم ہون چن لو تاکہ وہ تمھاری فوج محافظ کا کام دین،

سوبدای بہادر نے عرض کیا کہ مین ایک سوار کو بھی اپنے ساتھ نہین رکھنا چاہتا، لشکر مین تاتاریون کے وارد ہونے سے پہلے مین اُن مین تنہا جانا چاہتا ہون،

تموچن کو اسمین تذبذب ہوا لیکن سوبدای کے اصرار پر اُس نے تنہا جانے کی اجازت دیدی، سوبدای تاتاریون کے لشکر مین آیا اور تاتاریون پر ظاہر کیا کہ وہ اپنے خان سے باغی ہو کر اُن کے پاس آیا ہے، اور اس بات کا پورا یقین انھین دلادیا اور اُن سے یہ بھی کہا کہ مغلون کا لشکر تاتاریون

سے قریب نہین ہے، اس خبر سے تاتاریون کو اطمینان ہوا اور وہ لڑائی کی طرف سے غافل اور بے پروا ہو گئے، مغلون کا لشکر فی الواقع قریب تھا، اور اب مغلون نے یکایک تاتاریون پر حملہ کر کے انکو پراگندہ کر دیا،

سوبدای نے ایک مرتبہ تموچن سے وعدہ کیا کہ "مین اپنے خان کو اُس کے دشمنون سے اسطرح بچاؤنگا جیسے خیمے کا کپڑا خیمے کے اندر بیٹھنے والون کو ہوا سے بچاتا ہے، اور یہی جانبازی ہے جو مین اپنے خان کے لئے کر سکتا ہون"۔

تموچن کے قیات تموچن سے کہتے تھے کہ "جب ہم حسین عورتین اور اچھے گھوڑے گرفتار کرینگے تو اُن سب کو خان کے سامنے نذر مین پیش کرینگے اگر ہم خان کے حکم کے خلاف چلین یا اُسکو کسی طرح کا نقصان پہنچائین تو خان کو اختیار ہوگا کہ ہم کو صحرا کے کسی ویران وحشتناک مقام مین مرنے کے لیے چھوڑ دے"

تموچن قیات سے کہتا تھا کہ "جسوقت تم میرے پاس آئے ہو تو میرا حال ایک سوتے ہوئے آدمی کا سا تھا، ہروقت افسردہ خاطر بیٹھا رہتا تھا، مگر تم نے آکر مجھے جگا دیا"

اب تمام قیات نے نعرے بلند کر کے نہایت خوشی سے یکہ مغلون کے خان کو جیسا کہ وہ پہلے سے تھا اپنا بھی خان تسلیم کیا تموچن نے خاصانِ دربار مین سے ہر ایک کی تعریف اور عزت افزائی اسکی خوبیون کا لحاظ کر کے فرمائی،

بغورچی کی نسبت حکم ہوا کہ جب کبھی توریلتای ہو تو بغورچی کا شمار ان امرا مین کیا جائے جو ہمارا ترکش اور کمان لیکر چلتے ہین، اور اسکی نشست بہ نسبت اور امراء کے ہم سے قریب تر ہو، باقی سرداروں کو گلون کی نگہبانی سپرد کر کے رسد وغیرہ کا بھی مہتمم مقرر کیا، چند افسرون کے ذمہ گاڑیون اور نوکرون کا انتظام رکھا گیا، قسار جو جسمانی قوت زیادہ اور عقل کم رکھتا تھا شمشیر بردار کے منصب پر مامور ہوا

تموچن اپنے نائبون کے مقرر کرنے مین علاوہ دلیرون اور شجاعون کے ایسے آدمی بھی منتخب کرتا تھا جو ہوشیار اور عقلمند ہوتے تھے، وہ ایسی دانائی اور کیاست کا پورا قدردان تھا جو غصے اور طیش کو روکنا جانتی ہون اور اس وقت کا صبر سے انتظار کر سکین جبکہ ضرب لگائی جائے اور ہاتھ کاری پڑے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مغلون کی طبیعت کا سب سے بڑا جوہر صبر و انتظار کشی تھا، جو لوگ دلیر و جوانمرد تھے مگر عقل کم رکھتے تھے ان کو گاڑیون اور رسد کے انتظام پر مقرر کیا جاتا تھا او جو عقل سے بالکل کورے ہوتے تھے انھین گلہ بانی کی خدمت ملتی تھی،

اپنے ایک سردار کی نسبت تموچن نے کہا تھا کہ "یسوتای سے بڑھکر جوانمرد اور بہادر اور عمدہ اوصاف رکھنے والا یہان کوئی نہین ہے، لیکن چونکہ بڑی بڑی منزلین طے کرنے مین بھی وہ نہین تھکتا اور بھوک اور پیاس سے بھی بالکل متاثر نہین ہوتا اس لیے سپہ سالاری کی خدمت اُسے سپرد نہین کیجا سکتی، سپہ سالار کے لیے لازمی ہے کہ بھوک اور پیاس کا اُس پر اثر ہوتا کہ وہ اپنی سپاہ کی ضرورتون اور تکلیفون کو سمجھ سکے اور اپنے زیردستون اور مویشیون کی قوت کا کہ وہ کم نہ ہونے پائے برابر خیال رکھے،

ان زہر کے بجھے لڑنے والون پر حکومت کرنے کے لیے ضرورت تھی کہ تموچن اپنے عزم و ارادے پر ہمیشہ ثابت قدم رہے، اور داد گستری کو ہمیشہ مدنظر رکھے، جو سردار اس کے تابع تھے وہ بے حد دلاور اور خونخوار تھے، تاریخ مین بورتہ کے باپ (منلیک) کا قصہ بیان ہوا ہے کہ وہ کس طرح چند سوارون کو ساتھ لیے اپنے سات جوان بیٹون کو خان سے ملانے لایا، ملاقات کے وقت جانبین سے تحائف پیش ہوئے، ساتون بیٹون نے اپنا درجہ خان کے برابر سمجھ کر اردو مین طرح طرح کے فساد پھیلانے شروع کئے، ان بیٹون مین سے ایک بیٹا شامان (یعنی متعبد) کا درجہ رکھتا تھا اور اُسکا نام تب تنگری تھا، چونکہ وہ شامان تھا اس لیے لوگون کا عقیدہ تھا کہ وہ اپنے جسدِ خاکی کو دنیا مین

چھوڑکر عالمِ ارواح مین چلا جاتا ہے، اور وہان سے واپس ہوکر پھر اپنے قالب مین آجاتا ہے اور آیندہ کا حال بتانے مین اُسے بڑا ملکہ حاصل ہے،

اب اس تب تنگری کو نہایت آزاردہ طریقون سے بادشاہی حاصل کرنے کا شوق ہوا، مختلف امرا، کے خیمون مین کچھ کچھ زمانہ گذار کر ایک دن وہ مع اپنے بھائیون کے تموچن کے بھائی قسار پر پل پڑا اور اُسے خوب گھونسون اور مکون سے مارا۔

قسار نے اِسکی شکایت اپنے بھائی تموچن سے کی،

تموچن نے قسار سے کہا کہ "جب تمھین اپنی جسمانی طاقت اور سمجھ پر اسقدر ناز تھا تو تم اِن آدمیون سے پٹ کیسے گئے"

بھائی کی زبان سے یہ جملہ سنکر قسار شرمندہ ہوا اور چپکا اپنے خیمے مین چلا آیا، اور پھر تموچن کے سامنے نہ گیا، اِسی زمانہ مین ایک دفعہ تب تنگری تموچن سے ملا اور کہنے لگا "حال کا ذکر ہے کہ میری روح عالمِ بالا کی سیر مین مصروف تھی، اتنے مین ایک آواز میرے کانون مین آئی اور جو کچھ مین نے اُس وقت سنا مجھے یقین ہو کہ وہ سب سچ ہے، کیونکہ یہ خبر آسمان سے میرے پاس آئی ہے، اور خبر یہ ہے کہ تموچن کچھ مدت تک اپنی قوم پر حکومت کریگا، اس کے بعد حکومت قسار کے قبضے مین چلی جائے گی، پس اگر تم نے قسار کا کام تمام نہ کر دیا تو پھر سمجھ لو کہ تمھاری یہ حکومت اب چندروزہ ہے"

اِس مفسد شامان کے یہ جملے تموچن کے دل مین اتر گئے اور چونکہ ان جملون کو ایک شامان کی زبان سے سنکر انھین ندائے غیب سمجھ لیا تھا اس لئے وہ کسی طرح بھولتے نہ تھے، چنانچہ اُسی دن شام کو تموچن گھوڑے پر سوار ہو چند آدمیون کو ساتھ لیے قسار کو گرفتار کرنے نکلا، اسکی خبر تموچن اور قسار کی مان اولون کو ہوگئی، اولون نے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ گاڑی مین ایک بہت تیز اونٹ

جوت کر گاڑی فوراً حاضر کرین، سواری کے آتے ہی اولون تموچن کی طرف روانہ ہوگئی،

اولون جب قسار کے خیمون کی طرف آئی تو معلوم ہوا کہ خیمون کے گرد مغل سوارون کا پہرا بیٹھا ہے، اولون ان پہرے والون مین سے نکلتی ہوئی بڑے خیمے مین آئی تو دیکھا تموچن کھڑا ہے اور اسکے سامنے قسار گردن جھکائے دوزانو بیٹھا ہے، مشکین کسی ہین، سر سے ٹوپی اور کمر سے پیٹی اتار لی گئی ہے اور تموچن نہایت خشمگین آواز مین اُس سے بات کرتا ہے، اور قسار پر جو تیراندازی مین شہرۂ آفاق تھا اس وقت جان کا خوف طاری ہے،

اولون بڑے دل گردے کی عورت تھی، آتے ہی قسار کی مشکین کھول دین، ٹوپی اور پیٹی اٹھا کر اُسے دی اور خود دونون گھٹنے زمین پر ٹیک سینہ کھول تموچن سے کہنے لگی کہ تم دونون نے انھی چھاتیون سے دودھ پیا ہے، تموچن تجھ مین بہت سی لیاقتین خداداد موجود ہین لیکن تیرے اس بھائی کو صرف تیراندازی مین کمال ملا ہے، تموچن ذرا وہ دن یاد کر کہ قوم والے تجھ سے باغی ہوگئے تھے اُس وقت یہی تیرا بھائی قسار تھا جس نے تیرون سے تیرے دشمنون کو ہلاک کیا تھا،

تموچن چپ کھڑا مان کی باتین سنتا رہا، جب مان کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو یہ کہتا ہوا یورت سے باہر آیا" قسار کے قتل کا جب ارادہ کرتا تھا تو دل مین ڈرتا ہی تھا، مگر اب سخت نادم اور شرمندہ بھی ہون"،

تب تنگری مغلون کے یورت مین طرح طرح کی جھوٹ باتین مشہور کر کے فساد ڈلواتا تھا چونکہ دعوی اس بات کا تھا کہ ہر وقت آسمان سے اُس کے پاس خبرین آتی رہتی ہین، اور انھی خبرون کو وہ اپنی سازشون کا باعث اور ضامن قرار دیتا تھا اس لیے وہ تموچن کے پہلو مین ہر وقت کانٹے کی طرح چبھنے لگا، اس اثنا مین تب تنگری نے بہت سے لوگون کو اپنے ساتھ کر لیا، طبیعت مین طمع

اور جاہ طلبی ہمیشہ سے موجود تھی اب اُسے یقین ہو چلا کہ وہ ایک نہ ایک دن تموچن کی خانی و سرداری کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیگا، لیکن بذات خود تموچن سے مقابلہ کرتے ہوئے ڈرتا تھا چنانچہ ایک دن اس نے تموچن کے سب سے چھوٹے بھائی تموجو اور اُس کے ساتھیون کو پکڑ لیا اور تموجو سے کہا کہ ہمارے سامنے جھک کر ہمین تعظیم دے اور ہمارا ادب کرے،

مغلون مین جب کبھی بات چیت مین جھگڑا ہو جاتا تھا تو ہتھیارون سے کام لینا اُنکی روایت اور دستور کے خلاف تھا، لیکن تب تنگری کی اس حرکت کے بعد تموچن نے اپنے چھوٹے بھائی تموجو کو بلایا اور کہا " دیکھو، آج تب تنگری ہمارے یورت مین آئیگا، اس وقت تم جسطرح چاہو اسکی گت بنا سکتے ہو "

تموچن کو ہر طرح پر مشکل تھی، بورتہ کے باپ منلیک نے جو اپنی قوم کا سردار تھا تموچن کو بہت سی لڑائیون مین مدد دی تھی، تموچن نے بھی اس کے اس سلوک کا خیال کر کے اسکی عزت افزائی کی تھی، (منلیک کا بیٹا) تب تنگری شامان کا درجہ رکھتا تھا، ساحر بھی تھا اور آیندہ جو کچھ ہونے والا تھا اسکی خبرین بھی سنایا کرتا تھا، مغلون مین جب کوئی نزاع پیدا ہوتا تھا تو سب لوگ سمجھتے تھے کہ تموچن فریقین مین انصاف کریگا نہ یہ کہ فقط اپنے دل کا کہنا کریگا،

تموچن اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کہ منلیک دفعتًہ اپنے ساتون بیٹون سمیت اندر آیا، تموچن تعظیم کو اٹھا اور وہ سب خان کے دائین طرف بیٹھ گئے، اتنے مین خان کا چھوٹا بھائی تموجو بھی خیمہ مین آیا، قاعدہ یہ تھا کہ خان کے خیمہ مین جو شخص اندر آتا تھا وہ اپنے ہتھیار خیمہ کے دروازہ پر چھوڑ دیتا تھا، تموجو نے آتے ہی تب تنگری کے دونون شانے پکڑ کر ہلائے اور کہا کل تم نے مجھے اپنے سامنے سرنگون کیا تھا آج مین تم سے زور آزمائی کرنی چاہتا ہون،

اب تب تنگری اور تموجوین کشتی ہونے لگی، منلیک اور اُس کے لڑکے بھی سب کھڑے ہو گئے،
تموچن نے للکار کر دونون لڑنے والون سے کہا، "خبردار جو یہان لڑے، لڑنا ہے تو باہر جا کر لڑو"
یورت کے دروازے پر تین بڑے طاقتور پہلوان کھڑے تھے، ممکن ہے کہ تموچن کے حکم سے خاص
اس موقع کے لیے وہ یہان کھڑے کئے گئے ہون، غرض جونہی تب تنگری خیمہ کے دروازے سے
نکلا پہلوانون نے اُسے اٹھا کر اس زور سے زمین پر پٹکا کہ اسکی کمر ٹوٹ گئی، اور اسی حال مین گھسیٹ
کر اُسے ایک طرف ڈالدیا، تب تنگری بے حس وحرکت ایک گاڑی کے پہیے کے پاس پڑا رہا،
اب خان کے خیمے مین تموجو پھر آیا اور تموچن سے کہنے لگا "تب تنگری نے کل مجھے اپنے سامنے
سرنگون کر کے ذلیل کیا تھا اور آج جب مین نے اُس سے لڑنے کو کہا تو خیمہ سے باہر زمین پر لیٹ
گیا ہے، اٹھکر لڑتا نہین،

اتنا سنکر منلیک اور اُس کے چھ بیٹے خیمے سے باہر آئے اور دیکھا کہ تب تنگری زمین پر پڑا
ہے، بڈھا سردار منلیک خیمہ مین واپس آیا اور تموچن سے کہنے لگا "خان مین ابتک تیری خدمتین
بجالاتا رہا مگر آج وہ سب ختم ہو گئین"

منلیک نے جو کچھ کہا تھا اسکا مطلب صاف تھا، اب اُس کے چھون بیٹے تموچن پر حملہ کرنے
کو آمادہ ہوئے، تموچن کھڑا ہو گیا، کوئی ہتھیار اسوقت پاس نہ تھا اور خیمہ سے نکلنے کا بھی صرف ایک
ہی دروازہ تھا، تموچن نے مدد کے لیے کسی کو آواز نہ دی، بلکہ منلیک کے بیٹون سے ایک دفعہ ہی
بگڑ کر غصے کے لہجے مین کہا۔ "ہٹ جاؤ، ہم باہر جاتے ہین"

اس ڈانٹ کو سنکر منلیک کے بیٹے رستہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور تموچن خیمہ سے نکل اپنے
محافظ سوارون کی چوکی پر پہنچ گیا، یہانتک یہ واقعہ اُن معمولی جھگڑون مین تھا جو خان کے گرد وپیش

ہمیشہ رہا کرتے تھے، لیکن تموچن چاہتا تھا کہ منلیک کے قبیلے سے کوئی ایسا نزاع نہ پیدا ہو جسمین ہمیشہ کو فریقین مین انتقام کشی لازمی ہو جائے، تب تنگری کی طرف نظر جاتے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ مر چکا ہے، جب رات ہوئی تو تموچن نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ ہمارا خیمہ اکھاڑ کر اس طرح نصب کیا جائے کہ تب تنگری کی لاش اس کے اندر آ جائے، خیمہ جب حکم کے مطابق نصب ہو گیا تو اسکا دروازہ مقفّل کر دیا گیا،

دوسری رات کو تموچن نے دو آدمی بھیجے کہ خیمے کی چھت مین جو سوراخ دھوان نکلنے کا ہے، اسمین سے شامان کی لاش کو اوپر اٹھا لین، اس حکم کی پابندی کیگئی،

جب لشکر مین چرچا ہونے لگا کہ آخر تب تنگری گیا کہان تو تموچن نے خیمہ کا دروازہ کھلوایا اور لوگون سے کہا:

"تب تنگری نے میرے بھائیون کے خلاف سازشین کین اور ان کو مارا پیٹا، اس قصور کی سزا دینے کو روحین آسمان سے اترین اور تب تنگری کی جان اور جسم دونون کو اٹھا کر لے گئین"

لیکن منلیک اور تموچن مین جسوقت تخلیہ ہوا تو تموچن نے پیشانی پر بل ڈال کر کہا "افسوس ہے تم نے اپنی اولاد کو فرمانبرداری نہین سکھائی حالانکہ اس بات کا سکھانا ان کے حق مین بہت ضروری تھا، تمھارے اس فرزند تب تنگری نے مجھ سے برابری کا دعوی کرنا چاہا، بس جسطرح مین اپنے اور دشمنون کا کام تمام کرتا رہتا ہون اُسکو بھی مین نے ختم کر دیا، اب رہے تم تو تم سے مین وعدہ کر چکا ہون کہ تمھاری موت کا باعث مین ہرگز نہ ہونگا، بس اب اس قصے کو سمجھ لو کہ ختم ہوا"[۱]

---

[۱] سانگ ست زین کی نظمون مین یہ قصے تشبیہ اور افسانون کی شکل مین بیان ہوئے ہین، اس شاعر کے خیال مین گوبی کے صحرا مین جسقدر باتین پیش آئی تھین وہ سب چند آدمیون کی عقل اور مکاری کی وجہ سے پیش آئی تھین لیکن واقعہ یہ تھا کہ یہ بغاوت جسکا بانی تب تنگری ہوا تھا بہت مدت تک جاری رہی، اور اسمین جانبین کے بڑے بڑے زبردست قبیلے شریک ہوتے رہے، یہ نزاع اس قماش کا تھا جیسے اس زمانے سے کچھ بعد یورپ مین بادشاہ اور کلیسکے درمیان بادشاہ فریڈرک اور پوپ انوسنٹ چہارم کے زمانے مین ہوا تھا،

دشت گوبی مین قبیلون کی لڑائیان بلکہ یہ سمجھیے کہ زبردست قومون کی گرگ آسا خصومتین جنمین قتل وغارت کے وقوعے اور انسان کا شکار معمولی باتین تھین کبھی ختم ہونا نہ جانتی تھین مغل گو ابھی تک اور قبیلون کی بہ نسبت کمزور تھے لیکن ایک ہزار خانوار (مغلون کے خاندان) تموچن کے زیر سایہ آچکے تھے اب بجائے چند خاندانون کے ایک بڑی قوم اور اسکی ذمہ داریان اُس کے سپرد ہوچکی تھین، سابق کی طرح اب تموچن کو ہر وقت اپنی جان کا خوف نہ رہا تھا، راتون کو آرام سے سو سکتا تھا، مویشیون کا عشر ملنے کا جو قاعدہ چلا آتا تھا اسکی وجہ سے تموچن کے گلّون مین بھی بہت اضافہ ہوگیا تھا، اور روز بروز اضافہ ہوتا ہی جاتا تھا، تموچن کی عمر اب تیئیس[۲۳] برس کی ہوگئی تھی، اور اس کے قوائے جسمانی اس وقت پوری طاقت پر تھے، لڑکے بھی اُس کے اب اتنے بڑے ہوگئے تھے، کہ گھوڑون پر سوار ہوکر اُسکے ساتھ نکلتے تھے، اور ان لڑکون کو بھی بیویون کی تلاش اب اسی طرح ہوگئی تھی جیسے تموچن کو اپنے باپ کیساتھ صحرا مین دورے کے وقت ہوئی تھی، تموچن نے اپنے باپ کی ریاست اور جائداد دشمن کے قبضے سے نکال لی، اور ارادہ کرلیا کہ کبھی اس پر سے اپنا قبضہ نہ اٹھنے دے گا،

لیکن اس ارادے کے علاوہ اور چند منصوبے بھی دل مین تھے۔ ان مین ایک منصوبہ ایسا تھا کہ ابھی اس کی پوری شکل بھی قائم نہ ہوئی تھی، اور جسکا ذکر بھی دوسرون سے ابھی تک اچھی طرح نہ کیا تھا، تموچن ایک مرتبہ کہنے لگا،

”ہمارے بزرگون کا قول تھا کہ کئی مختلف دل اور کئی مختلف طبیعتین کسی جسم واحد مین جمع نہین ہوا کرتین، مگر میرا ارادہ ہے کہ یہی کر دکھاؤن اور قرب وجوار کی مختلف قومون اور قبیلون کو اپنے تحت مین لے آؤن“

ان زبردست خونخوار لڑنے والون کو ایک متحدہ جماعتِ حکمران کے قالب مین ڈھال دینا

اور ایسے صاحبِ حکومت سرداروں کو جو دشمن ہو گئے تھے مغلوب کر کے اپنی رعایا بنانا تموچن
کا سب سے بڑا عزم تھا، اور اب نہایت صبر و استقلال کے ساتھ جسے واقعی صبر و استقلال
کہتے ہین تموچن نے اپنے ارادہ کو عمل مین لانا شروع کیا،

تموچن کا علم کوہ چیتہ پر بلند ہوتا ہے

تاتار و مغل، مکریت و قرایت، نایمان و ایغوران سب کا شمار خانہ بدوش قومون مین تھا، اور اُن کی آپس کی لڑائیان دیوارِ چین سے لیکر وسطِ ایشیا کے پہاڑون تک صحراؤن اور کاہستانون مین کبھی بند اور کبھی جاری رہا کرتی تھین ہم کو اِن لڑائیون سے کچھ بحث نہین ہے، بارہوین صدی عیسوی اب ختم ہونے کو ہے، تموچن کے بزرگون نے جس بات کو ناممکن بتایا تھا اب تموچن اسی کو امکان مین لانے کے درپے ہے، یعنی مختلف صحراگرد قومون کی ایک حکومتِ اجتماعی پیدا کرنے کی فکر مین ہے، لیکن اس طرزِ حکومت کو پیدا کرنے کی کوئی صورت تھی تو یہی تھی کہ تمام خانہ بدوش قومون مین سے صرف ایک قوم باقی تمام قومون پر حکومت کرنے لگے،

ختا کی سرحد کے شمالی درون سے جو سڑک مغرب کو گئی تھی اس کے کنارے قومِ قرایت کے شہر آباد تھے، اور اس قوم کو اس وقت یہ اقتدار حاصل تھا کہ وہ مختلف صحرائی قومون مین توازن قوت قائم رکھنے کی اہل تھی، پس تموچن، حاکمِ قرایت طغرل خان (پریسٹر جون) کے دربار مین حاضر ہوا کہ اُس سے باغراضِ حکومت اتحاد پیدا کرے، مغلون مین اب اتنی قوت آگئی تھی کہ اُن کا

سردار اس قسم کی جرأت کرے،

تموچن نے خانِ قرایت سے کہا" پدرم، بغیر آپکی مدد کے نہ مجھے کوئی چین سے بیٹھنے دیگا اور نہ بغیر میری رفاقت کے آپکی زندگی امن وعافیت سے بسر ہوگی آپ کے بھائی اور عم زاد یورشین کرکے آپ کے چراگاہون کو باہم تقسیم کرلینگے، آپ کا فرزند شنگون ابھی ان باتون کو سمجھتا نہین ہے، لیکن اگر دشمن کا قابو چل گیا تو آپ کی حکومت بھی جائیگی اور جان بھی، ان دونون چیزون کو سلامت رکھنے کی صورت یہی ہے کہ مجھ مین اور آپ مین ایسا مضبوط اتحاد ہوجائے جو کسی کے توڑے نہ ٹوٹ سکے، اس اتحاد کے ساتھ اگر آپ مجھ کو اپنا فرزند بھی سمجھنے لگین تو کل معاملات ہم دونون کے حق مین آسانی سے طے ہوجائین،

تموچن کو اس بات کی درخواست کا حق حاصل تھا کہ بڈھا طغرل اسکو اپنا بیٹا بنائے، تموچن کی راے سے اتفاق کرکے طغرل نے اتحاد کا عہد وپیمان کرلیا، اسکی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ طغرل کا اب بڑھاپا تھا اور وہ مغلون کے اِس نوجوان خان تموچن کو پسند بھی بہت کرتا تھا،

اس پیمانِ اتحاد کا تموچن ہمیشہ پابند رہا، چنانچہ جب مغرب کی قومون نے جنمین زیادہ تر مسلمان اور بودھ مذہب کے لوگ تھے اور جو قرایت کے ملے جلے شامانی عیسوی طریقون سے متنفر تھین قرایت کو ان کی زمینون اور شہرون سے نکال دیا تو تموچن نے اپنے قیات کو جو اسم بامسمٰی "سیلاب" تھے طغرل خان کی مدد کو بھیجا، اور جو اتحاد قائم ہوا تھا اسکی بنا پر تموچن نے طغرل خان کے امورِ سلطنت مین دخل پیدا کرنا چاہا،

اتفاق سے تموچن کو ایک موقع اچھا ہاتھ آیا، اور وہ یہ تھا کہ دیوارِ چین کی دوسری طرف شہنشاہِ ختا خوابِ غفلت سے یکایک بیدار ہوا اور جھیل بویر نور کے تاتاریون نے سرحدِ ختا

پر جو یورشین کی تھین وہ اُسے یاد آئین، فوراً فرمان جاری کیا کہ "مابدولت خود دیوارِ چین کے اُسطرف ایک زبردست مہم لےکر تمام سرکش قبیلون کو سزا دینے کے لیے جانے والے ہین"، اس خبرِ وحشت اثر سے تمام رعایا مین ایک کھلبلی پڑ گئی، مگر نتیجہ یہ نکلا کہ خود مابدولت تو نہ گئے انکی جگہ ایک لائق فوجی سردار کی سرکردگی مین ختائیون کا ایک لشکرِ جرار تاتاریون کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا گیا، تاتاری اس لشکر کو اپنی طرف آتا دیکھکر بغیر کسی قسم کا نقصان اٹھائے یا سزا بھگتے ختا کی سرحدون سے ہٹ گئے، ختای اُن کا تعاقب نہ کرسکے کیونکہ وہ پیدل تھے اور تاتاری گھوڑون پر سوار تھے،

تموچن کو جب معلوم ہوا کہ ختا کا لشکر تاتاریون سے لڑنے نکلا ہے تو اس نے فوراً طغرل کے پاس اپنے قاصد دوڑائے اور اپنی قوم کے آدمیون کو خان کے پاس بھیجکر یہ بات یاد دلائی کہ انھی تاتاریون نے اُس کے باپ یسوکای بہادر کو جان سے مارا تھا، پس یہ موقع بہترین ہے کہ قرایت اور مغل ختائیون کا ساتھ دیکر تاتاریون سے لڑین، طغرل نے تموچن کی درخواست منظور کی اور اب مغل اور قرایت دونون مل کر تاتاریون کے مقابلہ مین آئے، تاتاری پیچھے نہ ہٹ سکتے تھے کیونکہ اُس طرف ختا کی پیدل فوجین مقابلہ کے لیے موجود تھین،

آخر کار لڑائی ہوئی اور اس لڑائی مین تاتاریون کی قوت بالکل ٹوٹ گئی، فتحیاب مغلون نے تاتاریون کو کثرت سے گرفتار کیا اور لشکرِ ختا کے سپہ سالار کو موقع دیا کہ اس فتح کا سہرا وہ اپنے سر باندھے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، فتح کی خوشی مین طغرل خان کو اس نے "اونگ خان" کا خطاب دیا جسکے معنی "بادشاہون کے افسر" کے ہین، تموچن کو بھی "جاقوری" یعنی "فوجی سردار سرحد" کے لقب سے یاد کیا گیا، اس خطاب کے دینے مین ختائیون کا نقصان اس کے سوا کچھ نہ ہوا کہ ایک چاندی کا ہنڈولا جس پر زری کے پردے پڑے تھے تموچن کو انعام مین دینا پڑا، یہ
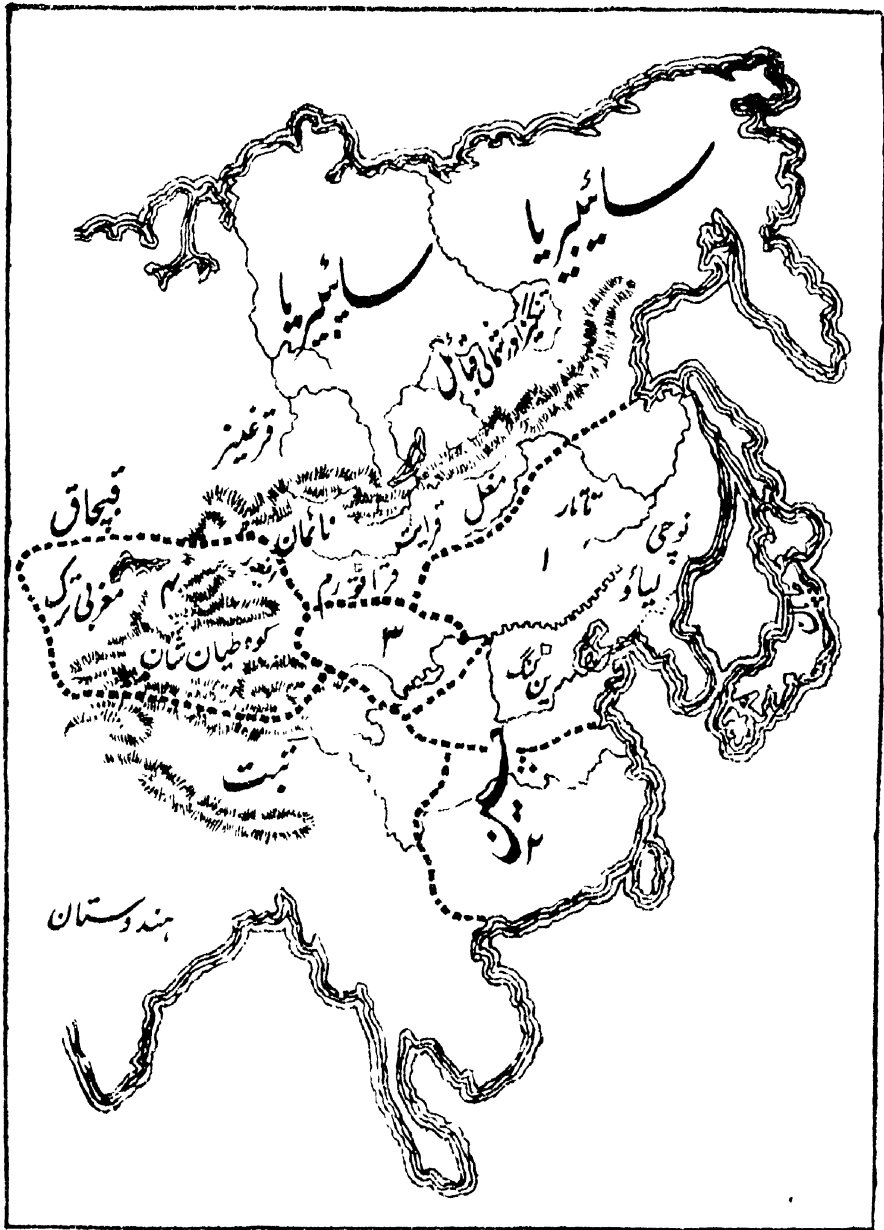
مشرقی ایشیا۔ بارہویں صدی عیسوی کے ختم پر

۱۔ سلطنت چین ۲۔ سنگ کی سلطنت ۳۔ ہیا کی سلطنت ۴۔ سلطنت قراختائی

خطاب اور انعام دونون تموچن کے جفاکش مغلون کی نظر مین عجیب چیز تھے، نمایش کے لیے تموچن کے خیمے مین یہ چاندی کا ہنڈولا رکھ دیا گیا، اور واقعہ یہ ہے کہ صحرا مین اس سے پہلے کسی نے ایسی عجیب چیز دیکھی بھی نہ تھی،

اب تموچن کے قیات مین نئے نئے بہادر شامل ہونے شروع ہوئے، جبی نویان کے ساتھ تموچن کے فرزند بھی لڑائیون پر جانے لگے، جبی فوج کا سالار سمور کے موزے اور نقرئی کام کی زرہ پہننے کا بڑا شوقین تھا، یہ قیمتی زرہ اُس نے ختا کے کسی مسافر سے راستہ مین لوٹی تھی، اس فوجی سردار کے ساتھ ایک رسالہ بہادر سوارون کا ہمیشہ رہتا تھا، اور سردار کے پیچھے گھوڑے سرپٹ ڈالے چلتا تھا، تموچن کے بڑے فرزند جوجی کو جبی نویان سے بہتر استاد کہان ملتا، جوجی جس کے صحیح النسب ہونے مین باپ کو ہمیشہ شبہہ رہا بدمزاج اور سرکش تھا، لیکن شجاعت و مردانگی مین ایسا طاق تھا کہ تموچن ہمیشہ اُس سے خوش رہا۔

اب بارہوین صدی عیسوی کا آخری زمانہ ہے، تموچن اپنے خاندان والون کو شکار کھیلنے کیلئے لیجاتا ہے، شکار جہان تجویز کیا ہے وہ مقام دریاؤن والی زمین مین قرایت کے علاقے کی طرف ہے، یہان پہنچکر جانورون کو گھیرنے کے لیے سوارون نے ایک بڑا حلقہ باندھا جسمین آہو اور گوزن اور قسم قسم کے چرندے اور درندے گھر گئے، سوارون نے حلقہ کو تنگ کیا اور جسقدر جانور گھیرے مین آئے اُن کو شکار کر ڈالا، اخیر مین ایک ہرن رہ گیا تھا وہ بھی تیرون سے زخمی ہو کر تھپرون پر پڑا ہے، مغلون کا شکار موت کا ایک ہنگامہ ہوتا تھا،

مغلون کی گاڑیان جنمین اونٹ جُتے تھے گھاس کے میدان مین ایک طرف کھڑی تھین، جب شکاری واپس آئے تو گاڑیون سے اونٹ کھول دیئے گئے اور خیمون کے چار چوبے نصب

کر کے اُن پر نمدہ منڈھا گیا، اور جب یورت تیار ہو گیا تو آگ روشن کی،

شکار جسقدر مارا تھا اسکا بڑا حصہ بڈھے خانِ قرایت طغرل کے لئے جسکا لقب اب اونگ خان تھا علیحدہ کر دیا گیا، مگر اونگ خان کے لشکریون نے یہ زیادتی کی کہ تموچن کے آدمیون نے جو شکار مارا تھا اُسپر بھی اپنا قبضہ کیا، مغل نقصان مین رہے،

قرایت کے علاقون مین تموچن کے بہت سے دشمن بھی تھے، یہ لوگ بھی تموچن کی طرح بوزرجین کی نسل کے تھے اور چاہتے تھے کہ تموچن کو اسکی خانی سے محروم کر دین اور قرایت کے بادشاہ اونگ خان کی نظرون سے بھی اُسے گرا دین، اس قسم کی سازشون کے علاج کے لیے تموچن اونگ خان سے ملاقات کرنے روانہ ہوا، کیونکہ دونون مین یہ بات پہلے سے قرار پا چکی تھی کہ اگر کسی قسم کی ناچاقی آپسمین ہو تو لڑائی نہ کیجائے بلکہ ملاقات کر کے بالمشافہ معاملہ صاف کر لیا جائے،

تموچن زندگی کے نشیب و فراز دیکھکر بہت سے سبق حاصل کر چکا تھا، یہ وہ خوب سمجھے بیٹھا تھا کہ جسدن اونگ خان مرا اسی دن سے ایک نئی لڑائی شروع ہو جائے گی، لیکن قرایت مین ایسے لوگ بھی تھے جو تموچن پر مہربان تھے، تموچن کے دشمنون نے بہت چاہا کہ اونگ خان کی فوجِ خاصہ کے سوار تموچن کو گرفتار کر لین لیکن ان سوارون نے اِس قسم کی حرکت سے قطعی انکار کیا، قرایت کی طرف سے مغلون مین شادی بیاہ کرنے کی بات چیت بھی ہونے لگی تھی، اور انھون نے اپنی قوم کی ایک لڑکی یعنی اپنے حاکم اونگ خان کے خاندان کی ایک لڑکی کا پیغام تموچن کے بڑے فرزند جوجی سے دے دیا تھا،

جب تموچن اونگ خان سے ملاقات کو چلا ہے تو راستے مین جہان منزل کرتا اپنے لشکر سے باہر کم جاتا، اور قرایت کے لشکرون سے دور دور رہتا، جب کوچ کرنے کو ہوتا تو پہلے قراولون کو بھیجکر

تیرہویں صدی عیسوی کے شروع میں خوازم کی سلطنت
دوسری اسلامی حکومتوں کے موقعے بھی دکھائے
گئے ہیں

معلوم کرلیتا کہ راستے مین کوئی خطرہ تو نہین ہے، جب قراول واپس آکر اطلاع دیتے کہ راستہ صاف ہی
تو اپنا یورت ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتا، ایک دن ایسا ہوا کہ قراول واپس نہ آئے بلکہ دو نوعمر گلہ بان
جو گھوڑون کی رکھوالی کرتے تھے گھوڑون پر سوار دوڑتے ہوئے یہ خبر لیکر آئے کہ قرایت کا لشکر تموچن
کی طرف آرہا ہے، یہ خبر خوفناک تھی،

وجہ یہ ہوئی تھی کہ قرایت کے کئی سردارون نے باہم سازش کرکے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ تموچن
کو جان سے مار ڈالین، اہل سازش مین ایک بڑا فسادی آدمی جاموقہ تھا، دوسرا شخص زبردست قوم
قرایت کا حاکم توقتا (تایانک خان) تھا، اور اونگ خان کا بیٹا سنگون اور خود تموچن کے چچا بھی اس
سازش مین شریک تھے، جاموقہ کو ان لوگون نے گور خان کا خطاب بھی دیدیا تھا (جو قراختای کے
بادشاہ کا لقب ہوا کرتا تھا) اور اونگ خان کو بھی سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ کرلیا تھا، اونگ خان بہت
کچھ تامل اور تذبذب کے بعد اُن کے کہنے مین آیا تھا، اور تموچن کو قتل کرنے کے لیے اہل سازش کا ساتھ
دینا اُس نے منظور کرلیا تھا، تموچن کے لڑکے جوجی سے قرایت کی ایک لڑکی کا پیغام دینا بھی قرایت کا
ایک دھوکا تھا، تموچن اس دھوکے کو پہلے ہی سمجھ گیا تھا،

اونگ خان کے انتظام حکومت مین جو دخل تموچن نے پیدا کرنا چاہا تھا اس مین کامیابی
نہین ہوئی، اس مین تموچن کی غرض بظاہر یہ تھی کہ اطراف مغرب مین تو قرایت کو ترکی قومون
سے لڑنے مین مصروف رکھا جائے اور مشرق مین خود اپنی قوت کو ترقی دیتا رہے، اور اونگ خان
کو اُس وقت تک اپنا دوست بنائے رکھے جبتک کہ مغل اتنے طاقتور ہو جائین کہ برابر کی جوڑ بنکر
قرایت کا مقابلہ کرسکین، تموچن اپنی اس چال کو قرین انصاف سمجھتا تھا، لیکن تموچن کے اس
دھوکے کا جواب قرایت اس سے بھی بڑھکر دھوکون سے کرتے رہے، اور اب جو کچھ پیش آیا اسمین

علانیہ دغا اور عہد شکنی کیگئی،

دونون نوعمر چرواہون نے خبر دی کہ قرایت تموچن کے لشکر کی طرف آرہے ہین، اور دم بدم قریب ہوتے جاتے ہین، اور اُنکی نیت یہ ہے کہ رات ہوتے ہی مغلون کے یورت پر حملہ کرکے تموچن کو اُس کے خیمے ہی مین تیرون سے ہلاک کردین۔

اب تموچن کی حالت واقعی بہت نازک ہوگئی، اسوقت وہ اونگ خان سے دوستانہ ملاقات کے لیے جارہا تھا، اور قرایت اُس سے لڑنے کے لیے آرہے تھے، ظاہر ہے کہ اس حالت مین ان کی تعداد زیادہ ہوگی، مسلح سوار اس وقت تموچن کے پاس صرف چھ ہزار تھے، بلکہ بعض مورخون نے لکھا ہے کہ تین ہزار سے بھی کم تھے، مگر دونون نوعمر چرواہون سے غنیم کی خبر پاتے ہی تموچن نے ایک لمحہ ضائع نہ کیا۔

فوراً اپنے خرگاہ کے پہرے والون کو لشکر مین بھیجا کہ سوتون کو جگائین، افسرون کو خبردار کرکے گلہ بانون کو ہوشیار کرین کہ سورج نکلنے سے پہلے سب گلون کو ہانک کر جنگل مین چھوڑ آئین اور ادھر اودھر کردین، اس کے سوا اُن کے بچانے کی کوئی تدبیر نہ تھی، لشکر کے لوگ بیدار ہوتے ہی کسے کسائے گھوڑون پر جو ہر وقت قریب رہتے تھے سوار ہوگئے، اونٹ گاڑیون مین سامان کے صندوق اور عورتین بھردی گئین، اور اسطرح پورا لشکر چپ چاپ بغیر بولے بات کیئے اپنے اصلی یورت کو جہان سے آیا تھا واپس چلا،

بیلون کی گاڑیان اور خیمے جسطرح لشکر مین نصب تھے اسی طرح چھوڑے اور کچھ سوارون کو اس بات پر مقرر کیا کہ لشکر مین جہان جہان آگ روشن تھی اُسکو برابر جلتا رہنے دین، اور اب تموچن اپنے فوجی سردارون اور قوم کے بہترین شجاعون کو ساتھ لیے کوچ کرنے لگا، آگے خود تھا

اور لشکری پیچھے تھے، مگر قرایت کا جو طوفان تاریکی مین اسکی طرف بڑھتا چلا آتا تھا اس سے بچنے کی کوئی صورت نہ تھی،

تموچن اور اُس کے ہمراہی اور جسقدر لشکر ساتھ تھا آٹھ یا نو میل چلکر (موضع قلاطین مین) پہاڑون کے ایک سلسلے کے قریب پہنچے، یہ پہاڑ دور تک چلے گئے تھے، اور ایسے تھے کہ اگر قرایت نے مغلون کے لشکر کو پراگندہ کیا تو مغلون کو چھپنے کے لیے وہان اچھی جگہ ملجانی ممکن تھی، یہان تموچن نے ایک ندی اتر کر گھوڑون کے تھکنے سے پہلے رسالون کو ایک پہاڑ کے دامن مین ٹھہرا دیا،

سورج ابھی نکلا نہ تھا کہ قرایت اُس لشکرگاہ مین جہان سے تموچن ابھی کوچ کر چکا تھا، پہنچ گئے، یہ تو وہ سمجھے نہین کہ لشکرگاہ بالکل خالی ہے، نہ انسان کا پتا ہے نہ حیوان کا، آتے ہی تموچن کے خیمے پر جو سپید نمدے کا تھا تیرون کا مینھ برسا دیا، تھوڑی دیر کے بعد قرایت کچھ گھبرائے سے آپسمین مشورہ کرنے لگے، آگ روشن دیکھکر سمجھے تھے کہ مغل اپنے خیمون مین ہونگے لیکن جب قریب جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ خیمے خالی پڑے ہین مگر کل سامان فرش فروش، گھوڑون کے زین، دودھ کے مشکیزے بدستور موجود ہین اب سمجھ مین آیا کہ اُن کے آنے کی خبر مغلون کو پہلے ہی مل گئی تھی اور وہ خوف سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگے ہین،

مشرق کی سمت مین مغلون کے کوچ کرنے کی علامتین ایسی تھین جو اندھیرے مین بھی ظاہر تھین، اب قرایت مغلون کے کھوج پر چلے، گھوڑے سرپٹ ڈالے پیچھے پیچھے گرد کے بادل اڑاتے سورج نکلنے سے پہلے وہ ان پہاڑون تک پہنچ گئے، جہان تموچن مع اپنے رسالون کے اترا ہوا تھا، تموچن ایک بلند مقام سے قرایت کی نقل و حرکت دیکھ رہا تھا، اور یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ اس تیزروی مین قرایت کی صفین ٹوٹ کر بے ترتیب اور سوارون کے دستے متفرق ہوگئے

ہین، اور جنکے پاس تیز گھوڑے ہین وہ آگے ہوگئے ہین اور جنکے پاس سست جانور ہین وہ پیچھے رہ گئے ہین،

اب تموچن نے اِسکا انتظار نہ کیا کہ دشمن وہان تک پہنچ جائے جہان مغلون کا لشکر اسوقت اترا ہوا تھا، فوراً اپنے بہادرون کو پہاڑون سے باہر کھلے میدان مین صف بستہ کیا، مغلون کے گھوڑے آرام لینے کے بعد تازہ دم ہوگئے تھے، تموچن نے اب اُس ندی کو جسے پہلے عبور کیا تھا پھر عبور کیا اور قرایت کے رسالے جو آگے آرہے تھے ان پر حملہ کرکے انھین تتر بتر کردیا، پھر تموچن کے بہادر اپنے چند دستون کو اسطرح دشمن کے سامنے لے آئے کہ مغلون کا باقی لشکر حالتِ فرار مین دشمن کو نظر نہ آسکے، اور اب اونگ خان اور اس کے فوجی سردار بھی آن پہنچے اور ان سوارون نے اپنی صفون کو درست کرکے لڑائی شروع کردی، اور یہ لڑائی ان لڑائیون مین تھی جسمین ایک فریق دوسرے فریق کو قطعی نیست و نابود کرنا چاہتا ہے،

تموچن کو ایسی مجبوریون کا کبھی سامنا نہ ہوا تھا، اس وقت اسکو صرف اپنے قیات پر جنکا نام ہی سیلاب تھا بھروسا تھا، یہی وقت تھا کہ وہ اپنے خاص خاص ایل و الوس سے پوری جوانمردی و جانبازی کا متوقع تھا، ان خاص قبائل مین ارت اور منکوت کے مسلح دستے شامل تھے جنھون نے مشکل وقتون مین تموچن کی بڑی بڑی خدمتین کی تھین، تموچن کی فوج تعداد مین اتنی نہ تھی کہ سامنے آکر قرایت پر حملہ کرتی یہی غنیمت تھا کہ مغلون کے رسالے جس جگہ تھے وہین قائم رہے اور اس قیام سے بہتر کوئی دوسری صورت نہ تھی، مگر یہ آخری نوبت تھی اس کے بعد مغلون کو صبر نہ رہا، جب شام ہونے لگی تو تموچن کو یقین ہوگیا کہ اب لڑائی جیتنی ممکن نہین، اِس حال مین اُس نے گلدار کو اپنے قریب بلایا، گلدار اس وقت لشکر مغل کا عملدار تھا جب وہ قریب آیا تو تموچن نے کہا

کہ قرایت کی صفون کے پیچھے جا کر بائین ہاتھ کو جو پہاڑی نظر آئے اسپر فوراً قبضہ کر لو، اور قبضے کے بعد
اُسے ہرگز ہاتھ سے نہ نکلنے دو، اس پہاڑی کا نام جبتیہ تھا، گلدار اسوقت بہت تھکا ہوا تھا مگر اُس نے
کہا: اے خان، میرے بھائی، مین اپنے بہتر سے بہتر گھوڑے پر سوار ہو کر جاتا ہون، رستے مین اگر
دشمن مقابلہ پر آیا تو اُسے کاٹتا مارتا موقع پر پہنچ جاؤنگا، اور تمھارا رایت جبتیہ کی پہاڑی پر بلند کر دونگا
لیکن اگر مین مارا جاؤن تو میری اولاد کی پرورش تمھارے ذمہ ہوگی، موت آج آئے یا کل میرے
لیے ایک ہی بات ہے"
لڑائی کے میدان مین چکر کاٹ کر دشمن کے پیچھے آجانا مغلون کا چڑھا ہوا داؤن تھا، اس چال
کو وہ تولغمہ کہتے تھے، ایک طرف سے عقب مین پہنچکر حملہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ دشمن کی صفون کا ایک
بازو بالکل ٹوٹ جاتا تھا، تموچن کی فوجین اسوقت بے ترتیب ہو چلی تھین، اور قرایت نے مغلون کی
اکثر صفون کو توڑ دیا تھا، رات ہونے کو تھی، روشنی کم ہوئی جاتی تھی، اسوقت لڑائی کو جاری رکھنا گویا
حالت کی آخری کوشش تھی، مگر یہ جو کچھ ہو گلدار بہادر جبتیہ کی پہاڑی پر پہنچ ہی گیا، اور پہنچتے ہی تموچن
کا عَلَم نہ پایہ نصب کر کے پہاڑی پر کسی اور کا قبضہ نہ ہونے دیا، قرایت مغلون کو مغلوب کر کے بڑھے
چلے آتے تھے، اس پہاڑی پر مغلون کا قبضہ ہو جانے سے وہ کچھ رُکے، مگر اس رُکنے کی وجہ یہ بھی
تھی کہ اونگ خان کے فرزند شنگون کا چہرہ ایک تیر سے زخمی ہو گیا تھا،
جب رات ہو گئی تو مغل نہین بلکہ قرایت لڑائی کے مقام سے کسی قدر پیچھے ہٹے، تموچن نے
بھی کوچ کیا اور اس کوچ کرنے مین ایک جگہ ٹھہرنا پڑا تا کہ گلدار پہاڑی سے اتر کر ساتھ ہولے اور
جو مغل سردار زخمی ہوئے ہین وہ بھی آجائین، زخمیون مین تموچن کے دو فرزند بھی تھے، یہ دونون
فرزند اور زخمی سردار ایک ایک گھوڑے پر دو دو سوار تموچن سے جا ملے، اُن کے آنے پر تموچن مشرق

کی طرف اپنا لشکر لے کر بھاگا، دوسرے دن سے قرایت نے مغلوں کا تعاقب شروع کر دیا،
یہ لڑائی تموچن کی لڑائیون مین بہت سخت شمار ہوئی ہے، ہمین اُسے بالکل شکست ہو گئی
تھی، لیکن تموچن نے اپنے لشکر کے قلب کو بالکل درست رکھا تھا، خود بھی زندہ تھا اور لشکر بھی محفوظ
حالت مین تھا،

اونگ خان نے کہا۔ "افسوس آج ہم ایسے شخص سے لڑے ہین جس سے کبھی لڑنا نہین
چاہیئے تھا"

مغلون کے افسانون مین ابتک مشہور ہے کہ گلدار نے حبتیہ کی پہاڑی پر تموچن کا علم بلند کیا تھا،
اب تموچن بہت دور و دراز کا قصد کئے مشرق کی طرف اپنی اصلی یورت کو جا رہا ہے، لشکر کی
سب خستہ حال ہین، گھوڑون پر سوار زخمون کو منہ سے پھونکتے اور زبان سے چاٹتے جا رہے ہین
مگر زندگی کی ضروریات بھی عجیب ہوتی ہین، اس حال مین بھی شکار کے لیے حلقہ باندھنا پڑا، یہ شکار
شوق کا نہ تھا بلکہ پیٹ کا دھندا لشکر کے لیے کھانے کی چیزین مہیا کرنے کا معاملہ تھا،

چھٹا باب

پریسٹر جون (طغرل اونگ خان) کی موت

قوم قرایت کی اس فتح کا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ جن قبائل نے تموچن کے خلاف اتحاد کیا تھا اس اتحاد کو زیادہ قوت حاصل ہو گئی، خانہ بدوش قبائل کے سرداروں کا یہ شیوہ تھا کہ جو قوم یا قبیلہ زیادہ طاقتور ثابت ہوا اُسی کا ساتھ دینے لگتے تھے، کیونکہ اِس مین اپنی حفاظت بھی مدِ نظر ہوتی تھی اور مال و دولت پیدا کرنے کا بھی موقع ملتا تھا،

تموچن نے اونگ خان سے شکایت کی اور جن الفاظ مین شکایت کی وہ بہت ہی طنز آمیز تھے، الفاظ یہ تھے:

"اے خان، میرے باپ، کیا دشمن جسوقت آپ کے تعاقب مین تھا تو مین اپنے چار بہادر مردون کو آپکی مدد پر نہین بھیجا تھا، کیا آپ کو یاد نہین رہا کہ جسوقت آپ میرے پاس آئے ہین تو ایک اندھے گھوڑے پر آپ سوار تھے، آپ کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور صرف ایک بھیڑ کے گوشت پر آپ گذر کر رہے تھے، کیا مین وہ نہین ہون جس نے بھیڑین اور گھوڑے آپ کو کثرت سے دیئے تھے"

"کچھ زمانہ ہوتا ہے کہ ایک لڑائی مین نے فتح کی تھی، اُس کے مالِ غنیمت کا مین مستحق تھا،

لیکن آپ کے آدمیون نے اُس مال پر تصرف کیا، مگر وہ مال آپ کے پاس بھی نہ رہا، دشمن نے اُسے آپ سے چھین لیا، پھر وہ میرے ہی بھا در تھے جنھون نے اُس مال کو دشمن سے چھین کر آپ کو واپس کیا، یاد کیجئے کہ دریائے قراسو کے کنارے ہم دونون مین کس بات پر حلف ہوا تھا، وہ حلف اِس بات کا تھا کہ ایسے لوگون کی بات ہم کبھی نہ سنین گے جو ہم مین تفرقہ ڈلوانا چاہین، اور اگر اتفاق سے ایسا پیش بھی آیا تو ہم دونون باہم ملاقات کر کے معاملہ کا تصفیہ کر لین گے، مین نے کبھی آپ سے اِس بات کی شکایت نہین کی کہ آپ نے مجھے صلہ کم دیا حالانکہ مین زیادہ کا مستحق تھا"

"جب گاڑی کا پہیہ ٹوٹ جاتا ہے تو گاڑی نہین چلا کرتی، کیا مین آپ کی گاڑی کا ایک پہیہ نہ تھا، کیا مین ہی آپ کے عتاب کا ایسا موجب تھا کہ مجھ پر بے خبری مین حملہ کیا گیا"

ان الفاظ مین طنز اور شکایت کوٹ کوٹ کر بھری ہے، اور ایسے شخص کی فضیحت کی ہے جسے خود اپنے مقصد اور ارادے پر قابو نہ تھا، طغرل واقعی اِسوقت اندھے گھوڑے پر سوار تھا،

تموچن اب پختہ ارادے سے ایک سلطنت قائم کرنے کی تدبیر سوچنے لگا، قرب وجوار کے قبیلون کو قاصد روانہ کئے، جہانتک اپنا علاقہ تھا اُس کے قبیلے اور اُس کے آس پاس کے قبیلون کے سردار تموچن کے پاس چلے آئے، تموچن اپنے خیمے مین مسند خانی پر بیٹھا تھا، مسند سپید گھوڑے کی کھال کی تھی، جسقدر سردار اور خان حاضر ہوئے وہ اِسی مسند کے حاشیہ پر دوزانو بیٹھے، لمبی لمبی قباؤن پر کامدار پٹیان لگی تھین، چہرے خشک اور موسم کی سختیون سے تاریک تھے، خیمہ مین ایک طرف آگ جل رہی تھی اور اس کے دھوئین مین یہ سوکھی اور کلھائی ہوئی صورتین نظر آرہی تھین، یہ خانہ بدوش سردارون اور خانون کی کونسل تھی،

ہر قبیلے کے خان نے باری باری تقریر کی، ان مین نسل بوریچن کے امراء اور سردار بھی تھے

جنمین سے اکثر تموچن کے ہاتھون شکست کھا چکے تھے، بعض خانون نے کہا کہ قرایت کی قوم اسوقت بہت صاحب اقتدار ہے، اس لیے اُس کے ساتھ رہنا مناسب ہوگا، اور اُس کے حاکم اونگ خان اور اُسکے بیٹے شنگون کی اطاعت قبول کرنی درست ہوگی، حاضرین مین ایسے بے باک اور ہمت والے آدمی بھی تھے، جنھون نے کہا، ہرگز نہین، اطاعت کیسی قرایت سے لڑنا ضروری ہے اور جب اس قوم سے جنگ ہو تو جنگ کا سردار تموچن کو بنانا چاہیے، اور لڑائی کا کل انتظام تموچن ہی کے سپرد رہے "، یہ اخیر رائے مقبول ہوئی،

تموچن نے سرداری قبول کی مگر اس شرط سے کہ تمام قبائل اُس کے حکمون کی پابندی کرین اور اُسے اختیار رہے کہ جس کسی کو سزا دینی چاہے اُسے سزا دے، تموچن نے کہا "مین شروع ہی سے کہتا آیا ہون کہ تینون دریاؤن یعنی کلوران، اونان اور تولہ کے درمیان جسقدر زمینین ہین ان کا کوئی ایک آدمی مالک اور بادشاہ ہونا چاہیے، مگر تم اس بات کو کبھی نہ سمجھے، جب تمھین خوف ہوا کہ اونگ خان تمھارے ساتھ بھی وہی کریگا جو میرے ساتھ کیا ہے تو تم مجھے سردار بنانے پر آمادہ ہوئے، تم وہ ہو جنھین مین نے لڑائی کے قیدی دیئے ہین، عورتین دی ہین، خیمے اور مویشی دیئے ہین، پس اب مین تمھاری طرف سے ان تینون دریاؤن والی زمینون پر مالکانہ قبضہ رکھونگا، اور قبضہ رکھکر قدیم رسم و رواج وہان اسی طرح جاری کرونگا جیسا کہ ہمارے بزرگون کے وقت مین دستور تھا،

اس سال کے جاڑے مین گوبی مین دو بڑے فریق پیدا ہوگئے، جھیل بیکال کے مشرق مین جسقدر قبیلے تھے وہ ایک فریق ہوگئے اور مغرب کے قبیلے جو پہلے سے متحد ہو چکے تھے دوسرا فریق بنگئے، اب ان دونون مین لڑائی شروع ہوئی، اور وادیون مین ابھی برف پگھل کر پانی

بھی نہ ہوئی تھی کہ تموچن سب سے پہلے میدانِ جنگ مین اُتر آیا، اور جسقدر قبیلے ساتھ ہوئے انھین لیکر اونگ خان پر بغیر اطلاع کے حملہ کر دیا،

مورخ نے جو حالات اِس لڑائی کے لکھے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خانہ بدوش قومین لڑائی مین کیسی کیسی چالین چلتی تھین، تموچن نے اپنے لشکر سے ایک مغل کو یہ سمجھا کر دشمن کے لشکر مین بھیجا کہ وہان پہنچکر مغلون کی شکایت کرے کہ اُنھون نے اس کے ساتھ بہت ہی بُرا سلوک کیا ہے اور یہ بھی کہے کہ مغلون کا لشکر ابھی اُن کے لشکر سے بہت دور ہے، اس مغل نے یہی کیا، مگر قرایت ایسے نہ تھے کہ کسی کی بات کا آسانی سے یقین کر لیتے، اُنھون نے اپنے لشکر سے چار سوارون کو جنکے گھوڑے ہوا سے باتین کرتے تھے اِس مغل کے ساتھ کر دیا تاکہ یہ سوار اصلی حالات دریافت کرکے اِس مغل کے بیان کی تصدیق یا تکذیب کرین،

قرایت کے یہ سوار اور مغل لشکر سے نکل کر تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ رستے مین ایک پہاڑی آئی، سب نے اُسپر چڑھنا شروع کیا، قرایت کے سوار بے فکر تھے لیکن مغل کی نظر چارون طرف دوڑ رہی تھی کہ اتنے مین اُسے پہاڑی کی دوسری طرف تموچن کے جھنڈے کی چوٹی رفتہ رفتہ اونچی ہوتی نظر آئی، مغل گھبرایا کہ اگر کہین قرایت کے سوارون کی نظر اس جھنڈے پر پڑی تو قرایت کے گھوڑے بہت ہی تیز ہین وہ فوراً ایلٹ کر اپنے لشکر کو ہوشیار کر دینگے، مغل کو کچھ اور تو بن نہ پڑا فوراً گھوڑے سے اتر اُس کے سُمون کو دیکھنے لگا، قرایت کے سوارون نے پوچھا کہ گھوڑے سے کیون اتر پڑے تو مغل نے جواب دیا،

"کچھ نہین، گھوڑے کے سُم مین کنکر اٹک گیا ہے"

جب تک یہ مغل گھوڑے کے سُم سے فرضی کنکر نکالے تموچن کی فوجِ قراول پہاڑی

کے اوپر پہنچگئی اور قرایت کے سوارون کو دیکھتے ہی اُس نے گرفتار کر لیا، اب اونگ خان کے لشکر پر تموچن نے غضب کا حملہ کیا، اور بڑی خونریزی کا معرکہ شروع ہو گیا،

رات ہونے سے پہلے قرایت کو شکست ہو گئی، اُن کی صفین ٹوٹ گئین، اونگ خان اور اسکا فرزند سنگون زخمی ہو کر دونون میدان سے بھاگے، اونگ خان کے لشکرگاہ پر اب تموچن کا قبضہ ہوا اور یہان قرایت کا جسقدر مال و اسباب تھا تموچن نے اُسے اپنے سردارون مین تقسیم کر دیا، اِس سامان مین نہایت نفیس کاٹھیان تھین جنپر رنگ برنگ کے ریشمین کپڑے یا نرم چمڑے کے غلاف چڑھے تھے، فولاد کی تلوارین بہت تیز اور سبک اور چاندی کی طشتریان اور پیالے بھی بہت سے تھے، یہ چیزین تموچن کے کسی مصرف کی نہ تھین، اونگ خان کے سراپردے مین زربفت کے پردے تھے، یہ پردے اتار کر اُن دونو عمر چرواہون کو دیئے گئے جنھون نے اُوہ جھیپتہ کے قریب تموچن کو قرایت کے آنے کی خبر دیکر اُن کے حملہ سے ہوشیار کیا تھا،

اب تموچن نے اپنے رسالے آگے بڑھا کر اونگ خان کے قلب لشکر کو گھیر لیا، اور قرایت کے سردارون سے کہا کہ اگر اطاعت قبول کرتے ہو تو جان سلامت رہیگی ورنہ سب کی گردن اُڑا دی جائے گی، تموچن کے الفاظ تھے کہ "تمھارے جوانمرد ہونے مین کلام نہین کیونکہ تم نے اپنے آقا کو بچایا، لیکن جسطرح اپنے پہلے آقا کے وفادار تھے اب میرے وفادار بنجاؤ اور میری ملازمت قبول کرو"

قرایت جو اس لڑائی سے زندہ بچے تھے تموچن کے ساتھ ہو گئے، اور اب تموچن قرایت کے دار الحکومت قراقورم کی طرف دشتِ گوبی مین بڑھا،

تموچن کا عمزاد جاموقہ جو مکر و فریب مین مشہور تھا گرفتار ہو کر تموچن کے سامنے لایا گیا، تموچن نے جاموقہ سے پوچھا "کس طرح کی موت چاہتے ہو"

جاموقہ نے بلا تامل جواب دیا" اسی طرح کی موت جو مین تیرے حق مین تجویز کرتا اگر تو میرے قبضہ مین آجاتا، مین ایسی موت کا متوقع ہون جسمین سخت عذاب کے ساتھ رفتہ رفتہ جان دینی پڑے"

جاموقہ کا مطلب سزائے موت کے اُس طریقہ سے تھا جو چینیون مین رائج تھا، یہ سزا بڑی اذیت کے ساتھ اس طرح شروع کیجاتی تھی کہ پہلے دن چھنگلیون کے جوڑون کو کاٹ دیا جاتا تھا پھر کچھ کچھ وقفون سے ایک ایک عضو قطع کرکے سزا خاتمہ کو پہنچائی جاتی تھی، یہ ظاہر ہے کہ بوزنچیجن کی اولاد مین برداشتِ اذیت کی کمی نہ تھی لیکن تموچن نے سزا کے اس طریقے کو پسند نہین کیا اور اپنی قوم کے قاعدے کے مطابق موت تجویز کی، اس قاعدے مین یہ تھا کہ ایسے سردارون کا جو شریف نسل سے ہون خون بہانا جائز نہین، اس لیے تموچن کا آخری حکم جاموقہ کی نسبت یہ ہوا کہ جاموقہ کو سامنے سے لیجائین اور کمان کے بٹے ہوئے ریشم کے چلّے سے اُسکا گلا گھونٹ دین، یا نمدون مین اُسے اسطرح دبائین کہ دم گھٹ کر مرجائے،

اونگ خان اس لڑائی مین بادل ناخواستہ شریک ہوا تھا، شکست ہونے پر جان سے مایوس ہوا اور ملک سے نکل کر بھاگا، راستے مین ایک ترکی قبیلے کے دو سپاہیون نے اُسے قتل کردیا، مورخ لکھتا ہے کہ اونگ خان کا سر کاٹ کر کھوپڑی کو چاندی سے منڈھا گیا اور پھر کھوپڑی جو چاندی کا پیالہ بنکر ترکی سردار کے خیمے مین بطور تبرک کے رکھی گئی[1]،

ایک خانہ بدوش سردار سے توقع ہوسکتی تھی کہ اِس فتح سے جو فوائد حاصل ہوئے تھے اپنے حق مین کافی سمجھتا، صحرانشینون کی فتوحات کے نتیجے یہی ہوتے تھے کہ رفتہ رفتہ بہت سامال غنیمت جمع کرلیا اور جب کچھ اندوختہ ہوگیا تو کاہل وجود اور آرام طلب ہوگئے یا فساد اٹھا کر دوبارہ

[1] دیکھو نوٹ " پریسٹر جون ایشیا کا بادشاہ "

آپس مین لڑنے لگے، یا اگر فتح سے کوئی ریاست پیدا کی تو اُسکے حصے بخرے کرکے ریاست کو برباد کرنے لگے،

تموچن کا رنگ یہ نہ تھا، اُسے قرایت کی یہ چھوٹی سی ریاست اپنی آیندہ سلطنت کی بنیاد قائم کرنے کو مل گئی، قرایت نے زمینون پر کھیتیان کی تھین شہر تعمیر کئے تھے، گو اُن مین مٹی کے گھر اور چھپر ہی تھے مگر پھر بھی وہ شہر تھے جہان قرایت مستقل سکونت رکھتے تھے، تموچن نے فتح پاکر برابر اس بات کی کوشش کی کہ قرایت بدستور اپنے شہرون مین آباد رہین، اور اُن سے مغلون کا اچھا سلوک اور ملاپ رہے، مگر اب تموچن نے نئے نئے ملک تسخیر کرنے کی طرف توجہ کی،

اپنے فرزندون سے کہا "کام کرنے کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اُسے شروع کرکے خاتمہ تک پہنچایا جائے"

قرایت سے اِس جنگ کے بعد تموچن تین برس کے اندر تمام گوبی کا مالک ہو گیا، پھر اُس نے اپنے آزمودہ کار شہسوارون کو مغرب کی ترکی قومون پر لپکا دیا، یہ ترکی قومین نائیمان اور ایغور تھین، تہذیب اور شایستگی مین وہ مغلون سے بڑھی ہوئی تھین، اور حاکم قرایت اونگ خان کی دشمن رہچکی تھین، ممکن تھا کہ اسوقت آپسمین اتحاد کرکے تموچن کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتین مگر تموچن نے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ وہ اپنا انجام سوچ سکین، شمال کے سپید پہاڑون کے سلسلے سے لیکر دیوارِ چین اور بیش بالیغ اور ختن کے پرانے شہرون تک تموچن نے اپنے باد رفتار رسالے دوڑا دیئے،

مارکوپولو سیاح نے تموچن کا حال اس موقع کا اسطرح لکھا ہے،

"جسوقت تموچن ایک علاقے کو فتح کرلیتا تھا تو وہان کی رعایا کے مال و جائداد کو نقصان نہ پہنچاتا تھا، بلکہ وہان کچھ مغلون کو مقیم کرکے باقی کو ساتھ لیے اور علاقون کی طرف فتح کی غرض سے بڑھتا تھا، جو لوگ مغلوب ہو جاتے تھے ان پر جلد ثابت ہو جاتا تھا کہ انھین اُن کے دشمنون سے محفوظ رکھنے کا طریقہ تموچن کا کس قدر اچھا تھا۔ اسی وجہ سے مفتوحہ قومین دل سے تموچن کی خیر خواہ ہو جاتی

تھین اس طریقہ سے اس کے پاس آدمی اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ اُن کی تعداد سے روے زمین ڈھک گئی، پھر تموچن نے دنیا کے ایک بڑے حصّے کو تسخیر کرنے کا ارادہ کیا،

اپنے پرانے دشمنون سے تموچن کا برتاؤ ایسا اچھا نہ تھا، جہان کسی پرانے دشمن قبیلے کا زور توڑا پھر اس قبیلے کے حاکم کو اور حاکم کے خاندان کے ایک ایک متنفس کو تموچن کے مغل ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرتے تھے، اور اس قبیلے کے ایسے لوگون کو جو لڑنے کے قابل ہوتے تھے ان قبیلون پر تقسیم کر دیتے تھے جنپر دوستی کا بھروسا ہوتا تھا، عورتین جو صورت شکل کی اچھی ہوتی تھین انھین تموچن کے فوجی سردار اپنی بیویان بنا لیتے تھے، باقی لونڈیان سمجھی جاتی تھین، لاوارث بچون کو مغلون کی عورتین لے پالک بنا کر پرورش کرتی تھین، چراگاہ اور گلّے مفتوحہ قبیلے کے سب فاتحون کے قبضہ مین آجاتے تھے،

تموچن کا طرز زندگی جو ابتک رہا تھا وہ درحقیقت اس کے دشمنون کا وضع کیا ہوا تھا، مصائب نے جسم کو قوی کیا اور ایک بھیڑیئے کی سی عقل اس مین ایسی پیدا کر دی کہ جو کام اس عقلِ حیوانی سے عمل مین آیا وہ ٹھیک اترا، اب تموچن ایسا صاحب قوت ہو گیا تھا، کہ اپنے بل بوتے پر ملک فتح کرتا تھا اور جو لوگ اس سے لڑتے تھے انھین شکستین دیکر ان کا مہربان آقا اور مالک بن جاتا تھا،

اب نئے نئے ملکون مین اور پرانے کاروانی راستون پر جو خدا جانے کب سے چلے آتے تھے اور وسط ایشیا کے پرانے شہرون مین تموچن داخل ہوا، اور ان شہرون سے بھی آگے کے بلاد و امصار دیکھنے کا اُسے شوق پیدا ہوا، لڑائیون مین جو لوگ گرفتار ہو کر آتے تھے انھین دیکھتا تھا کہ بعض اُن مین بڑے قیمتی لباس پہنے ہین، رفتار و گفتار سے بڑے آدمی معلوم ہوتے

ہین، مگر وہ جنگ پیشہ نہین ہین، ان مین بعض نجومی نکلے جو ستارون اور سیارون کے حال سے واقف تھے، بعض طبیب تھے جو نباتات اور ریوند چینی سے بیارون کی دوا دارو کرنا جانتے تھے اور عورتون کا علاج بھی کر سکتے تھے،

تموچن نے اِس زمانہ مین ایک بڑے حاکم کو شکست دی تھی، اِس حاکم کا ایک ملازم تھا جو ایغور کی قوم سے تھا، جب یہ ملازم گرفتار ہو کر سامنے لایا گیا تو تموچن نے دیکھا کہ اُس کے پاس کوئی چیز سونے کی بنی ہوئی عجیب ہے،

ملازم سے پوچھا کہ "یہ کیا چیز تمھارے پاس ہو جسکی تم اسقدر حفاظت کرتے معلوم ہوتے ہو"

ایغور نے جواب دیا، "یہ چیز جس نے میرے سپرد کی ہے مین چاہتا ہون کہ جب تک وہ زندہ ہے اسکی چیز کی حفاظت کرون"

تموچن نے کہا، "تم بڑے نمک حلال ہو، لیکن جس نے یہ چیز تمھین سپرد کی تھی یعنی تمھارا آقا اب زندہ نہین ہے، اسکی زمین اور اسکا مال و متاع اب ہمارا ہو گیا ہے، بس بتاؤ کہ جو چیز تمھارے پاس ہو وہ کس کام مین آتی ہے"

ایغور نے جواب دیا، "میرا آقا جب چاندی یا غلے پر محصول لگانا چاہتا تھا تو اپنی رعایا مین سے کسی کے نام حکم جاری کرتا تھا، جو حکم محصول لگانے کی غرض سے جاری ہوتا تھا اس پر اِس مہر کا نقش کر دیا جاتا تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ حکم فی الواقع بادشاہ کا دیا ہوا ہے"

تموچن نے اتنا سنکر حکم دیا کہ ہمارے واسطے بھی ایک مہر تیار کیجائے، چنانچہ ایک مہر سبز یشب کی تیار کی گئی، ایغور کی جان بخشی ہوئی اور دربار مین اُسے جگہ دی گئی، اور یہ بھی حکم ہوا کہ وہ ہمارے بچون کو ایغوری خط سکھائے، ایغور کا طرز کتابت غالباً شامی تھا، اور قیاس غالب یہ ہے

کہ کسی زمانے مین نسطوری پادریون نے جنھین مرے ہوئے اب قرن گذرے تھے یہ خط ایغوریون کو سکھایا تھا،

جو لوگ تموچن کے مصاحبون اور بہادرون مین تھے انعام واکرام ان کو سب سے زیادہ ملتا تھا، ان مین بھی خاص طور پر ایسے لوگون کی عزت افزائی سب سے زیادہ ہوتی تھی، جنھون نے کسی بڑے نازک وقت مین مدد کی تھی، ایسے وفادارون کو ترخان کا درجہ عطا کیا جاتا تھا، ترخانون کا مرتبہ سب سے اونچا تھا، ان لوگون کو شاہی سراپردہ مین جس وقت وہ جانا چاہین داخل ہونے کی اجازت تھی، غنیمت کا مال جب جمع ہوتا تھا تو ان کو سب سے پہلے موقع دیا جاتا تھا کہ جو چیز چاہین پسند کر کے لے لین، محصولون سے بھی وہ مستثنیٰ تھے، ان کے علاوہ کسی قصور کی سزا بھی انھین نہین دی جاتی تھی، ایسے جرائم جنکی سزا مین موت کا حکم ہوا کرتا تھا اگر اُن سے سرزد ہوتے تھے تو ایک مرتبہ نہین بلکہ ۹ مرتبہ انھین معافی حاصل کر لینے کا حق تھا، زمینون مین جس زمین کو وہ پسند کر لین اُسپر قبضہ پانے کا اختیار رکھتے تھے، اور یہ کل رعائتین نہ صرف اُن کو حاصل تھین بلکہ انکی اولاد مین بھی نو پشتون تک حاصل رہتی تھین،

بادیہ گردون مین اس سے بڑھکر کوئی آرزو نہ تھی کہ ترخانی کے منصب پر ممتاز کئے جائین، فتوحات نے ان صحرانوردون کا دل بڑھا دیا تھا، اور گذشتہ تین سال مین جو ترک و تاز انھون نے کیا تھا اس سے انکی ہمتین بلند ہو گئی تھین، لیکن اب تموچن کے خوف سے وہ قتل وغارت مین رُکے رہتے تھے،

تموچن کے پاس اب ایشیا کی نہایت وحشی قومین یعنی "ترکی مغل" قومون کے بہادر جو سمندر سے لیکر طیان شان کے پہاڑون تک آباد تھے جمع ہو گئے، طیان شان کے وسیع کوہستان

مین قراختای کا ملک وہی ہے جس پر آیندہ زمانے مین کوشلوک سلطنت کرنے والا تھا، قبائل مین آپس کی لڑائیان کچھ زمانے کے لیے بند ہوگئین، بدھ متی، شامانی، بت پرست، مسلمان، نسطوری عیسائی سب بھائی بھائی بنکر واقعات آیندہ کا انتظار کرنے لگے،

حالت یہ تھی کہ جو کچھ پیش آئے اُسے ناچار دیکھو اور جو کچھ پیش آیا، وہ یہ تھا کہ مغلون کے خان تموچن نے اپنے بزرگون سے بھی بڑھکر حدود سلطنت وسیع کرلین، اور تمام خانانِ قبائل کی ایک کونسل جسے قوریلتای کہتے تھے جمع کی، مقصد اس مجلس کے انعقاد کا یہ تھا کہ ایشیائے مرتفع کے کوہستانی ملکون کی تمام قومون پر حکومت کرنے کے لیے کسی ایک شخص کا انتخاب کیا جائے، زمانہ اس قوریلتای کا سنہ ۱۲۰۶ع تھا،

تموچن نے ارکان قوریلتای سے کہا کہ اُن کو اپنے ہی زمرے سے کسی ایک آدمی کو باقی تمام مخلوق پر حکومت کرنے کے لیے پسند کرنا چاہیے، گذشتہ تین سال کے واقعات ایسے تھے کہ اُسوقت قوریلتای نے تموچن ہی کو اس منصب کے لیے منتخب کیا، اس مجلس مین ایک نجومی بھی آیا تھا، اُس نے کھڑے ہو کر کہا کہ تموچن کا نام آج سے "چنگیز خان" ہونا چاہیے" چنگیز خان" کے معنی بادشاہون کے بادشاہ یا کل بنی نوع انسان کے بادشاہ کے تھے،

نجومی کی اِس تحریک سے ارکانِ قوریلتای خوش ہوے اور سب نے اتفاق کر کے تموچن کے لیے اِس خطاب کو منظور کرلیا، اور اُس دن سے تموچن کا نام "چنگیز خان" ہو گیا،

ساتواں باب

"یاسا"

ختا کی مغربی سرحد پر ایک حاکم، شہنشاہِ ختا کی طرف اِس کام پر مقرر تھا کہ دیوارِ چین کے شمال مین جسقدر قبائل بادیہ گردی کرتے ہین انکی نقل وحرکت سے خبردار رہے اور اُن سے خراج اور محصول وصول کیا کرے، ۱۲۰۶ء مین اِس حاکم نے شہنشاہِ چین کی خدمت مین کیفیت پیش کی کہ دور و دراز کے تمام قبیلون اور قومون مین بالکل امن وسکون ہے یہ وہی زمانہ تھا کہ قوریلتای مین "ترکی مغلی" قومون نے چنگیز خان کو اپنا فرمانروا تسلیم کرکے باہم اتحاد کرلیا تھا، اور یہ اتحاد وہ تھا جسکا موقع اب کئی صدیون کے بعد پھر آیا تھا،

ان قومون کو چنگیز خان کے ساتھ جوشِ عقیدت ایسا پیدا ہوا کہ انھون نے اُسے "بگدو" یعنی خدا کا بھیجا ہوا انسان سمجھ لیا، اور یقین کرنے لگے کہ اُسے خدا کی مثل قوت اور قدرت حاصل ہے، مگر باوجود اس عقیدت مندی کے اِن قومون سے یہ نہ ہوسکا کہ خدا کی خدائی مین کسی قانون وآئین کی پابند ہوکر رہتین، کچھ پُرانے رسم ورواج چلے آتے تھے، انھی پر سب کا عمل تھا، مگر رسم ورواج کا قاعدہ ہے کہ انسان کی طبیعت کے ساتھ وہ بھی بدلتے جاتے ہین، ان صحراگرد قومون کی روک تھام اور اُن کو قابو مین رکھنے کے لئے چنگیز خان کے پاس

اُس کے مغل تھے جنمین بڑے بڑے پرانے معرکہ آرا اور جنگ آزما موجود تھے، نظر برین چنگیز خان نے اعلان کیا کہ اُس نے ایک "یاسا" مرتب کیا ہے جس سے قومون پر حکومت کرنی ممکن ہے، یہ "یاسا" چند قوانین کا ایک مجموعہ تھا جسمین چنگیز خان نے قبیلون کے رسم و رواج اور اپنی مرضی کے احکام شامل کئے تھے[۱]

اس مجموعۂ قوانین سے ظاہر تھا کہ چنگیز خان نے تمام جرائم مین سرقے اور زنا کو سب سے زیادہ سنگین جرم قرار دیا ہے، اور اُس کے لیے موت کی سزا رکھی ہے، گھوڑا چرانے پر بھی چور قتل کیا جاتا تھا، چنگیز خان کا قول تھا کہ "جب مین سنتا ہون کہ اولاد نے والدین کی اور چھوٹے بھائیو نے بڑے بھائیون کی نافرمانی کی ہے یا شوہر کو اپنی بیوی پر اعتبار نہین رہا ہے یا بیوی نے خاوند کی تابعداری چھوڑ دی ہے تو مجھے بے حد غصہ آتا ہے، اور ایسی ہی تکلیف مجھے اسوقت ہوتی ہے جب سنتا ہون کہ دولتمند مفلسون کی طرف سے بے پروا ہین اور جو ادنی طبقے کے لوگ ہین وہ قوم کے بزرگون کا ادب نہین کرتے"

شرابخواری مغلون کا سب سے بڑا عیب تھا، اسکی نسبت چنگیز خان نے کہا کہ جو شخص شراب پیکر بدمست ہوجائے سمجھ لینا چاہیئے کہ اُس نے خود اپنے دماغ کو معطّل کرلیا، اب اسکی عقل اور اُسکا ہنر دونون اُس کے حق مین بیکار ہین، پس کوئی آدمی ایک مہینے مین تین مرتبہ سے زیادہ شراب نہ پیئے، بہتر تو یہی ہے کہ شراب مطلق نہ پیئے لیکن شراب سے بالکل پرہیز کون کرسکتا ہے

دوسری کمزوری مغلون مین یہ تھی کہ بادل کے گرجنے سے بہت ڈرتے تھے، گوبی مین رعد و باران کے طوفان سخت آیا کرتے تھے اور بعض وقت کڑک اور بجلی کا خوف ایسا غالب

---

[۱] دیکھو نوٹ ۳ - قوانین چنگیز خانی،

آتا تھا کہ لوگ اِس آسمانی بلا سے بچنے کے لیے دریاؤن مین کود کر ڈوب مرتے تھے، پس یاسا مین محکوم ہوا کہ طوفان جسوقت آیا ہوا ہو تو کوئی آدمی نہ تو نہائے اور نہ پانی کو چھوئے،

گو چنگیز خان خود بڑا جلاد و سفاک تھا مگر اُس نے اپنی رعایا کو قتل و غارت گری سے جو اُنکا پسندیدہ شغل تھا روک دیا، یاسا نے ممانعت کر دی کہ مغل آپس مین ہرگز نہ لڑین، اور ایک بڑا امر جسپر چنگیز خان کو بے حد اصرار تھا یہ تھا کہ سوائے اُس کے کسی دوسرے کو خاقان (یعنی خانون کا خان) تسلیم نہ کیا جائے، چنگیز خان اور اُس کے فرزندون کے نام جب سرکاری کاغذات مین تحریر کئے جاتے تھے تو یا تو وہ آبِ زر سے لکھے جاتے تھے یا جگہ خالی چھوڑ دیجاتی تھی، رعایا مین ہر متنفس کے لیے خاقان کا نام لینا سخت گستاخی اور بے ادبی پر محمول کیا جاتا تھا،

چنگیز خان چونکہ خود کوئی مذہب نہ رکھتا تھا اور اُس نے گوبی کے شامانون مین جو نہایت سخت اور بُری طبیعت کے لوگ تھے، پرورش پائی تھی، اس لیے اُس نے یاسا مین غیر مذاہب کے ساتھ رواداری ظاہر کی، چنانچہ ادیانِ غیر اُن کے پیشوا اور امام اور فقرا اور درویش، مسجدون کے موذن اور ملا محصولون سے معاف رکھے گئے، مغلون کا لشکر جب ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا تو اس کے ساتھ کئی مذہبون کے معلّم بھی چلا کرتے، ان مین اکثر لاما ہوتے تھے جو لال یا جوگیا رنگ کی نیچی نیچی کفنیان پہنے ہوتے تھے، ہاتھون مین مالا اور سمرن رکھتے تھے، بعض کے لباس پر سامنے کے رُخ عیسائیون کے سے شیطان کی صورت بڑی مہیب بنی ہوتی تھی، یہ بیان پادری روبریک کا ہے، مارکو پولو سیاح نے لکھا ہے کہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے چنگیز خان ہر مذہب کے نجومی سے سعد و نحس کی خبر پوچھتا تھا، پادری روبریک لکھتا ہے کہ مسلمان نجومی تو آیندہ کا حال بتانے مین کبھی کامیاب نہ ہوتے تھے لیکن نسطوری

عیسائی فال بہت ٹھیک نکالتے تھے، یہ فال نکالنے والے دو چھڑیون سے کام لیتے تھے، ہر چھڑی پر لڑائی کے ایک فریق کا نام لکھدیتے تھے، اِس کے بعد جب وہ زبور پڑھنا شروع کرتے تھے تو ایک فریق کے نام کی چھڑی دوسرے فریق کی چھڑی پر چڑھجاتی تھی، چنگیز خان اِس مین شبہہ نہین کہ نجومیون کی زبان سے خبرین سنتا ضرور تھا اور ختا کے ایک نجومی کی بتائی ہوئی خبرون کو ایک زمانہ مین بہت مانتا بھی تھا لیکن جب کسی بات کا ارادہ کرلیتا تھا تو پھر کوئی نجومی یا رمال اُسکو اُس کے قصد سے باز نہ رکھ سکتا تھا،

جاسوسون اور جھوٹے گواہون، لوطیون اور ساحرون کے بارے مین یاسا ناطق تھا، یہ سب واجب القتل تھے،

یاسا کی سب سے پہلی دفعہ قابلِ غور ہے، اور وہ یہ ہے کہ "جملہ آفریدگان کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ خدائے واحد پر ایمان رکھین جو خالقِ ارض وسما ہے، دولت اور افلاس کا دینے والا ہے، موت اور زندگی اُسی کے اختیار مین ہے، اور تمام اشیائے عالم پر اُس کو کامل قدرت حاصل ہے"، اِس یاسا مین نسطوری عیسائیون کی تعلیم کا رنگ موجود ہے[1] جو پرانے وقتون مین یہان کے لوگون کو پہنچی تھی، مگر خدا کو ایک ماننے کی ہدایت اذنِ عام کے ساتھ نہین کیگئی تھی، چنگیز خان کو یہ منظور نہ تھا کہ کسی بات سے اُسکی رعایا مین تفرقہ پیدا ہو، یا مذہبی اختلاف اور عناد کی آگ جو دبی تھی اُسے کرید کر تیز کیا جائے،

---

[1] مسلمان یہ کہین گے کہ اسلام کی تعلیم کا رنگ ہے، توحید کی تعلیم عیسائیون مین کبھی خصوصیت کیساتھ نہین رہی، بلکہ اسلام کے مقابلہ مین توحید سے عیسائی بچتے ہی رہے، جیسا کہ مصنف کے آگے کے فقرہ سے ایک قسم کا اطمینان ظاہر ہوتا ہے، (مترجم)

کوئی ماہرِ نفسیات شاید اِس نتیجے پر پہنچے کہ یاسا کے صرف تین مقصد تھے، ایک یہ کہ چنگیز خان کی اطاعت کیجائے، دوسرے یہ کہ مختلف قبائل اور ایماق کو شیر و شکر کرکے انھین ایک قوم بنا دیا جائے، تیسرے یہ کہ خطاکارون اور مجرمون کو نہایت بے دردی سے سزا دیجائے، یاسا کو زیادہ تر تعلق آدمیون سے تھا، آدمیون کے مال سے نہ تھا، کوئی آدمی جب تک عین ارتکابِ جرم کی حالت مین نہ پکڑا جائے یا خود جرم کا اقبال نہ کرے سزایاب نہ ہوسکتا تھا، اور یہ بات ضرور ذہن مین رکھنی چاہیئے کہ مغل جو پڑھے لکھے نہ تھے، اُن مین زبان سے کہی ہوئی بات بہت بڑی چیز تھی،

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کوئی خانہ بدوش کسی الزام مین گرفتار ہوتا تھا اور فی الواقع وہ خطاوار ہوتا تھا تو وہ خود ہی جرم کا اقبال کرلیتا تھا، بعض مثالین ایسی تھین کہ مجرم جرم کرنے کے بعد خود چنگیز خان کے پاس چلے آئے ہین اور خان سے کہا ہے کہ اُن کو سزا دیجائے،

چنگیز خان کی عمر کے آخری حصہ مین اسکی اطاعت ہر شخص کے لیے ناگزیر ہوگئی تھی، حالت یہ تھی کہ اگر ایک معمولی قاصد بھی کسی دہ ہزاری سپہ سالار کے نام ایک ہزار میل کے فاصلہ پر خان کا حکم لیجاتا تھا کہ سالارِ مذکور فوراً اپنی جگہ سے علٰحدہ ہوکر سزائے قتل کو پہنچے تو لشکر کا یہ سالار بلا عذر اپنے منصب سے علٰحدہ ہوکر جلاد کے سامنے گردن رکھدیتا تھا،

پادری کارپینی لکھتا ہے کہ "کوئی قوم اپنے حاکمون کی ایسی مطیع اور فرمانبردار نہین ہے جیسے کہ مغلون کی قوم ہے، مغل اپنے حاکمون کا بے حد ادب کرتے ہین اور قول سے یا فعل سے کبھی اُنسے دھوکا نہین دیتے، آپس مین لڑائیان اور کشت و خون شاذ و نادر بھی ان مین نہین ہوتے، سارق اور رہزن کہین نظر نہین آتے، کھلی گاڑیون اور گھرون مین اُن کا مال و اسباب پڑا رہتا ہے، دروازون مین قفل و زنجیر تک نہین ہوتی، اگر گلّے سے کوئی جانور بھٹک گیا ہے تو اُسکا پانے والا

یا تو اُسے اُس کے گلّے کی طرف ہانک دیگا یا خود ہانکتا ہوا اُن افسرون کے پاس لیجائیگا جن کے سپرد
آوارہ مویشیون کی نگہداشت ہے، مغلون کی قوم ناداری کی حالت مین بھی صابر اور قانع رہتی ہی
دو دو دن کے فاقون سے ہوتے ہین پھر بھی انھین خوش اور بشاش ناچتے اور گاتے دیکھا گیا ہی
سفر مین سردی گرمی کی برداشت بغیر کسی شکایت کے کرتے ہین اور جب شراب پینے بیٹھتے
ہین تو آپسمین لڑتے نہین، (یہ بات خصوصًا یورپ کے سیّاح کو ضرور عجیب معلوم ہوئی ہوگی عجب
بھی ایسی کہ لکھنی پڑی)

"مستانہ نوشی مغلون مین کمال کی بات سمجھی جاتی ہے، شراب زیادہ پینے کے بعد اگر سے قے
ہو جاتی ہے تو بھی برابر پیتے رہتے ہین، غیر ملک والون کے سامنے مغل بہت مغرور اور نخوت زدہ
بنجاتے ہین اور اپنی قوم کے سوا غیر قوم کے آدمی کو خواہ وہ کتنا ہی شریف ہو ذلیل و حقیر جانتے
ہین، کیونکہ ہم نے خاقان کے دربار مین روس کے بادشاہ کو جو شاہ جرجستان کا فرزند تھا اور اُس کے
علاوہ اور بڑے بڑے معززین اور سلاطین کو دیکھا کہ دربار مین انکی کچھ عزّت و توقیر نہ تھی یہانتک
کہ جو تاتاری دربار کی طرف سے اِن والیانِ ملک کی خدمت پر مقرر ہوتے تھے اور درجہ مین
ادنیٰ طبقہ کے آدمی تھے وہ بھی اِن رئیسون اور بادشاہون سے آگے چلتے تھے اور دربار مین
اُن سے زیادہ ممتاز جگہ پر بیٹھتے تھے،

"غیرون کے حق مین یہان کے آدمی بہت تند مزاج اور درشت ہین اور اتنا دھوکا
دیتے ہین جسکا یقین آنا مشکل ہے، جو کچھ شرارت سوچتے ہین اُسے چھپائے رکھتے ہین تاکہ دوسرا
آدمی اُسکا تدارک نہ کر سکے، باہر والون کو قتل کر دینا اُن کے نزدیک کوئی بات نہین ہوتی"
آپس مین مدد کرنا اور اغیار کو غارت کرنا درحقیقت یاسا کی صدائے بازگشت تھی مختلف

قبائل کے لوگون کو جو لڑائی کے بھوکے اور پرانی جنگون پر ہمیشہ پیچ وتاب مین رہتے تھے متفق و متحد کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا جو چنگیز خان کے ذہن مین تھا، اگر اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ اپنے پرانے مشغلے مین کہ ایک دوسرے کو غارت کیا کرے مصروف رہتے، لوٹ کے مال اور چراگاہون پر لڑا کرتے، مگر جیسا درخت لگایا تھا ویسا ہی پھل توڑنے کے لیے چنگیز خان تیار ہوگیا آندھی بوئی تھی بگولے کاٹے،

چنگیز خان اِس نکتے کو پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھا چنانچہ اُس کے آیندہ کامون سے یہ بات صاف ظاہر ہونے لگی، خانہ بدوشون مین وہ شیر خوار بچے سے جوان ہوا تھا، وہ جانتا تھا کہ اپنی قوم والون کو ایک دوسرے کا گلا کاٹنے سے باز رکھنے کے لیے اِس کے سوا کوئی تدبیر نہین کہ اُنھین کسی غیر ملک مین لڑنے بھیجدیا جائے، خاصہ یہ کہ چنگیز خان نے دشت گوبی سے اُٹھی بگولون پر چار جامے کس کر اُن کو باہر کے ملکون پر آندھی کی طرح جا چڑھایا،

مورّخ نے چنگیز خان کے حالات اُس زمانے کے کچھ خفیف سے دکھائے ہین، قوریلتائی کی ضیافتین جو مدت تک رہتی تھین ابھی ختم نہ ہوئی تھین، دولن بلداق کا پہاڑ چنگیز خان کے یورت اصلی پر سایہ کئے تھا کہ اِسی پہاڑ کے ایک دامن پر خان نے اپنا "علم نہ پایہ" نصب کیا اور اُس کے نیچے کھڑے ہو کر قوم بوُرجیجن اور دیگر الوس کے سردارون کو جنھون نے اطاعت قبول کر لی تھی اسطرح خطاب کیا،

"جو کلفت وراحت دونون مین میرا ساتھ دینے والے ہین اور جنکی وفاداری و جان نثاری بلور کے تودون کیطرح صاف وشفاف ہے مین چاہتا ہون کہ اُن سب کو "مغل" کے نام سے پکارا جائے، اور مین ہر ذی حیات سے جو روئے زمین پر آفریدہ ہے بڑھکر اُن کی قوت اور

سطوت کو ترقی دینا چاہتا ہون "۔

چنگیز خان مین اتنا تخیل موجود تھا کہ وہ بہت سے سرکش و بے لجام انسانی گروہون کو قوم واحد بنانے کی ترکیب سوچ سکے، چنانچہ اُس نے ایغور کے قبیلون کو جنکا بھید کسی پر نہ کھلتا تھا اور قوی الجثہ قرایت اور جفاکش مغلون اور وحشی تاتاریون اور برفستان کے قبائل مرکیت (مکریت) کو جو مصائب کی برداشت مدت تک کر سکتے تھے شیر و شکر کر کے اُن سے ایک عظیم الشان قوم مرتب کر لی اور خود اس قوم کا سردار اور پیشوا بن گیا،

یہ قومین اور قبیلے اگلے وقتون مین بھی ایک بار متحد ہوئے تھے لیکن تھوڑے زمانے کے لیے، اور وہ زمانہ ملکِ چین مین شاہانِ "انگ نو" کا تھا، متحد ہو کر یہ قومین اور قبیلے بلادِ ختا کو اس وقت تک تاخت و تاراج کرتے رہے جب تک کہ اُن کے روکنے کے لیے دیوارِ چین تعمیر نہ ہو گئی، لیکن اب چنگیز خان نے جسوقت مختلف قبائل کو متفق کر کے اُن سے ایک قوم بنائی تو اِس قوم کے دل مین اپنی سحر بیانی سے نئی نئی امنگین پیدا کر دین، خود اپنی نسبت کہ وہ سرداری کے لائق ہے چنگیز خان کو کبھی شبہہ تک نہ گذرا،

چنگیز خان نے اس متحدہ قوم کے سامنے اجنبی ممالک مین فتوحات کرنے کے نقشے کھینچ دیئے، اور کشور ستانی کا شوق پیدا کر کے انھین لڑائی پر تیار اور آمادہ کر دیا، اور یاسا مرتب کر کے اُسکی پابندی بھی لازمی کر دی،

یاسا مین لشکر کے ہر سپاہی کو سخت تاکید تھی کہ اپنے دستے کے کسی سپاہی کا ساتھ کبھی نہ چھوڑے اور نہ میدان مین اپنے زخمی کو پڑا رہنے دے، اسی طرح حکم تھا کہ اردو کا کوئی آدمی جب تک کہ اپنا رایت ہٹ نہ جائے میدانِ جنگ سے قدم باہر نہ نکالے اور دشمن کے مال

پر اسوقت تک ہاتھ نہ ڈالے جب تک کہ افسر بالا سے اسکی اجازت نہ ہو جائے،

(مال لوٹنے کی ترغیب جہان لوٹنا ممکن ہو لشکر کے ہر سپاہی کو اِس وجہ سے ہوتی تھی کہ جسقدر مال وہ لوٹتا تھا وہ سب اوسی کا سمجھا جاتا تھا، اور یہ قاعدہ کچھ سپاہیون ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ اُن کے افسرون کو بھی اجازت تھی کہ جو مال خود لوٹین اُسے اپنا ہی تصور کرین،)

پادری کارپینی ہر چیز کو گہری نظر سے دیکھتا تھا، اِسی پادری کی سند پر ہم کہہ سکتے ہین کہ چنگیز خان یاسا کے اِن قواعد کی پابندی مین نہایت سخت تھا، کیونکہ کارپنی ایک جگہ مغلون کی نسبت لکھتا ہے کہ جب تک مغلون کا علم بلند رہتا ہے ممکن نہین کہ کوئی مغل میدان سے ہٹ جائے، مغل اگر دشمن کے ہاتھ مین گرفتار ہو جاتا ہے تو وہ کبھی امان نہین مانگتا، اسی طرح اگر دشمن مغل کے قبضے مین آجائے تو مغل کبھی اُسے زندہ نہین چھوڑتا،

چنگیز خانی لشکر قومون اور قبیلون کا کوئی اناپ شناپ مجمع نہ تھا، بلکہ رومانی اقوام قیصری کی طرح وہ بھی ایک مستقل اور باقاعدہ انتظام رکھتا تھا، پیدل فوجون مین دس دس جوانون کے دستون سے لیکر دس دس ہزار کے تومان اسمین موجود تھے، مرکب سوار فوجین ان کے علاوہ ہوتی تھین، فوجون کی افسری اُرخانون کے سپرد ہوتی تھی، اُرخان خاقان کے سپہ سالار اور مارشل ہوتے تھے، ان مین سوبدای بہادر جس سے جنگ مین کبھی خطا نہ ہوتی تھی اور مقولی بہادر جو ایک مسن اور نہایت تجربہ کار سالارِ فوج تھا اور جبی نویان جسکا مزاج برق و آتش سے تیزی مین کم نہ تھا شمار کئے جاتے تھے، لشکر کے اِن امرائے اعظم کی مجموعی تعداد گیارہ تھی،

ہتھیارون مین خصوصاً نیزے اور برچھے، زرہ بکتر، ڈھالین اور چیز سلح خانے مین جس پر خاص افسر نگران ہوتے تھے محفوظ رہتے تھے، یہان کل ہتھیارون کو صاف اور درست رکھا

جاتا تھا، جسوقت لشکر لڑائی پر کوچ کرنے کو ہوتا تو سلح خانے سے یہ ہتھیار نکالے جاتے، فوج کے اُرخان اُن کو معائنہ کرتے، اس کے بعد وہ سپاہ مین تقسیم کر دیئے جاتے، چنگیز خان ہر بات مین بے حد محتاط تھا، کبھی ایسا نہین ہوا کہ سپاہ کو ہتھیار دیکر دس لاکھ مربع میل میدانون اور کوہسارون مین بے قاعدہ طریقہ پر پھیلا دیا ہو،

سپاہ کی تفریح کے لیے یاسا مین ایک قاعدہ رکھا گیا تھا کہ ہر موسم زمستان مین جو پہلی برف باری سے شروع ہو کر زمین مین سبزہ اُگنے کے زمانے تک رہتا تھا تمام لشکر بہت بڑے پیمانے پر صید و شکار مین مصروف رہے، گویا یہ زمانہ انسان سے مقابلے کا نہ تھا بلکہ جنگل کے ہرنون و گورخرون پر ہلاکت و تباہی لانے کا تھا،

بہار کے موسم مین قوریلتای کرنے کا حکم تھا، اسمین تمام سردارون، بہادرون اور نوئینان سے شرکت کی توقع کیجاتی تھی، چنگیز خان کہا کرتا تھا کہ جو لوگ میرے پاس خود حاضر ہو کر حکم احکام لینے کی جگہ اس بات کو پسند کرتے ہین کہ اپنے لشکر مین بیٹھے رہین انکی قسمت اُس پتھر کی سی ہوگی جو گہرے پانی مین گرا دیا جاتا ہے اور پھر اسکا پتہ نہین چلتا کہ کدھر گیا، یا انکی مثال اُس تیر کی سی ہوگی جو نرسلون کے بن کی طرف چھوڑا جائے اور پھر ڈھونڈے سے کہین اُسکا پتہ نہ چلے،

اس مین شبہہ نہین کہ بزرگون کی روایات سنکر چنگیز خان نے بہت کچھ حاصل کیا تھا، اور ان طریقون کی جو اگلے وقتون سے چلے آتے تھے بہت پابندی کی تھی، لیکن مستقل جنگی تنظیم کیسا تھا ایک لشکرِ جرار کا پیدا کر دینا خاص چنگیز خان کا کام تھا، یاسا مین یہ تنظیم درج کر دی تھی اور اُس کے ساتھ حکومت کا تازیانہ بھی تھا جس نے لشکر کے کل انتظام کو جس طرح پر کیا گیا تھا قائم رکھا،

لڑنے کے لیے چنگیز خان کو ایک نئی قوت حاصل ہو گئی تھی، اور وہ یہ تھی کہ نیزہ گذار سواردن

کا ایک پورا قواعد دان لشکر اس کے قبضے مین تھا، اس لشکر کے پاس وزنی سامان اور ہتھیار تھے اور وہ اس قابل تھا کہ ہر قسم کی زمین پر نہایت تیزی سے حرکت کر سکتا تھا، اس سے قبل ایرانیون اور پارتھیون کے پاس تعداد[۱] کے اعتبار سے اِس سے بھی زیادہ مرکب سوار فوجین تھین لیکن تیراندازی اور وحشیانہ جوانمردی سے قتل و غارت مین وہ مغلون کی مثل چالاک اور سفاک نہ تھے،

چنگیز خانی لشکر ایک ایسا زبردست ہتھیار تھا کہ جس کسی کو اُسے چلانا اور قابو مین رکھنا آجاتا وہ دنیا کے بڑے سے بڑے ملکون مین تباہی و غارتگری کا طوفان برپا کر سکتا، اور اب چنگیز خان نے ارادہ کیا کہ دیوارِ چین سے گذر کر ختا کے ملک پر جہان کی سلطنت بہت قدیم تھی اور نہایت کاہل تھی اِس ہتھیار کو چلائے،

[۱] دیکھو نوٹ ۴ - مغلون کے لشکر کی تعداد،
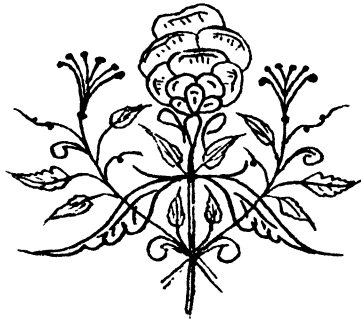
دوسرا حصہ

آٹھواں باب

ختا

دشت گوبی کی طرف سے دیکھئے تو دیوار چین کی پشت پر حالات کی صورت ایشیائے مرتفع کے حالات سے جداگانہ ہے، یہاں تقریباً پانچہزار برس پرانا تمدن شایع ہے، گذشتہ تیس[۳۰] صدیون کے نوشتے اور دفتر موجود و محفوظ ہین، اور ملک مین ایسے لوگ آباد ہین جو عبادت اور مبارزت دونون مین زندگی بسر کر رہے ہین،

اُن کے بزرگ کسی زمانہ مین بادیہ گرد تھے، گھوڑون پر سوار صحرا مین خانہ بدوش رہتے تھے، تیراندازی مین کمال پیدا کر چکے تھے، اب تین ہزار برس سے بادیہ گردی ترک کر کے شہر تعمیر کر لیے تھے، یہ زمانہ اتنا تھا کہ اس مین بہت کام ہو سکتے تھے، تعداد بھی اُن کی بڑھتی رہی، اور قاعدہ ہے کہ جب کسی جگہ آدمیون کی کثرت ہو جاتی ہے تو وہ فصیلین اور حصار بنا کر اور مختلف گروہون مین تقسیم ہو کر آباد ہو جاتے ہین،

گوبی کے باشندے دوسری قماش کے تھے، لیکن دیوار چین کی پشت پر چین مین شاد

گدا، رئیس اور فقیر، عالم اور سپاہی، کسان اور غلام سب ہی بستے تھے، باشندگانِ ملک کا ایک بادشاہ بلکہ شہنشاہ ہوتا تھا اور اس کا لقب تی ان تسی یعنی "فرزندِ آسمان" اور اُس کے دربار کا نام "ابرِ آسمان" ہوا کرتا تھا،

۱۲۱۱ء مین جو مغلون کی تقویم بہایم مین سال "گوسپند" تھا ختا کے اورنگ شاہی پر خاندان قِن کا ایک تاجدار متمکن تھا، (قِن یا کِن یا چِن سونے یا زر کو کہتے ہین، زر کے لیے دوسرا لفظ التان ہے، چنانچہ شہنشاہِ قِن کو فارسی کتابون مین اکثر التان خان لکھا ہے) پایۂ تخت اس شہنشاہ کا ین کنگ کا شہر تھا جسکا موقع موجودہ شہر پیکن کے قریب بتایا جاتا ہے،

ختا کی حالت ایسی بڑھیا کی سی تھی جو سر جھکائے کسی فکر مین بیٹھی ہو، کپڑے خوب بہار کے پہنے ہو اور بہت سے بچے بھی آس پاس ہون مگر سب میلے کچیلے خستہ حال، ختا کے لوگون کے تمام اوقات معین تھے، خواب اور بیداری کے وقت بھی مقرر تھے، وہان کے رئیس سواریون مین نکلتے تھے، نوکرون چاکرون کا ایک میلا سا لگا رہتا تھا، بزرگون کے مزارون کو پوجتے تھے، نرم ریشم کا لباس طرح طرح کے رنگون کا پہنتے تھے، غلام سوتی کپڑے پہنے ننگے پاؤن پھرتے چلتے نظر آتے، بڑے بڑے منصب دار جب گھر سے نکلتے تو غلام ان پر چتر لگائے ہوتے، گھرون کے دروازون پر نقشین اوٹین کھڑی کرتے تاکہ کوئی بھوت پریت گھر مین نہ گھسنے پائے، عبادت مین سر جھکاتے تھے اور ایسی باتون پر غور و خوض کرتے تھے جنسے اُن کے اخلاق اور اطوار درست ہون اور وہ دوسرون کے لیے بہترین مثال بنجائین،

صحرائی قومین سمتِ شمال سے ختا مین داخل ہوئی تھین، خود ختای اور قِن جنکا خاندان اب ایک صدی سے ملک مین فرمانروا تھا دونون کسی وقت مین صحرائی تھے، شمال سے یہ لوگ آکر

قومون کے اِس بحرِ بے پایان مین جو دیوارِ چین سے اسطرف موجین مار رہا تھا قطرے کی طرح شامل ہو کر فنا ہو چکے تھے، قدیم باشندون اور نو واردون مین کسی طرح کی تمیز نہ رہی تھی، صحرائیون نے بھی رفتہ رفتہ ختائیون کے طور طریقے لباس اور مذہب اختیار کر لیا،

ختا کے شہرون مین تفریح کے لیے بڑے بڑے خوشنما تالاب اور قدرتی جھیلین تھین، اُن مین خوبصورت کشتیان اور بجرے پڑے رہتے تھے، شوقین ان مین بیٹھ کر بادہ نوشی کرتے اور ان کے سامنے گانے والیان چاندی کے مجیرے ہاتھ مین لیئے گاتی بجاتین، کبھی مندرون اور عبادت خانون پر جنکی چھتون پر کاشی کاری کے نقش و نگار ہوتے تھے میلے لگتے، اور مندرون سے گھنٹے کی آواز جو پرستش کے لیے بلاتی تھی بہت سے عیش کے بندون کو بھی ہوشیار کر دیتی، کبھی پرانے مذہبی صحائف جو بانس کے کاغذ پر لکھے ہوتے تھے پڑھے جاتے تھے، یہ اسقدر پرانے وقتون کے نوشتے تھے کہ کسی کو اُنکی قدامت کا صحیح اندازہ نہ تھا، مذہبی کتابین پڑھنے کے بعد لوگ ضیافتون مین شریک ہونے چلے جاتے، یہان شاہی خاندان تانگ کے مبارک عہد پہ بحثین چھڑ جاتین، مگر یہ سب لوگ دودمانِ قن کے ہواخواہون اور شہنشاہِ وقت کے جان نثارون مین تھے، روایاتِ سابقہ کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے، اور انھی روایات کے مطابق سب سے بڑا فرض انسان کا یہ تھا کہ شاہی خاندان کی اطاعت اور تابعداری ہمیشہ جان و دل سے ادا ہوتی رہے، اس مین چاہے ایسے موقعے ہی کیون نہ آجائین جیسے کہ مصلحِ قوم کو انگ (کنفوسیوس) کے وقت مین آئے تھے کہ شاہی جلوس نکلا ہے اور لوگ دیکھتے ہین کہ شہنشاہِ وقت ایک شاہدِ بازاری کو پہلو مین لیے گاڑی مین بیٹھا ہے، اور قوم کا دردمند اور غمخوار کو انگ اس جلوس کے پیچھے پیادہ پا ہے، خلقت اس بات پر ناراض ہوتی ہے، شور مچاتی ہے، اور پکار پکار کر کہتی ہے

"دیکھو عیش و ناپاکی آگے آگے ہین اور نیکی ان کے پیچھے چل رہی ہے"

کبھی کوئی آوارہ حال شاعر شراب پیئے دریا کے کنارے چاندنی کی بہار دیکھنے مین ایسا محو ہوتا ہے کہ دریا مین گر کر ڈوب جاتا ہے، مگر باوجود اس بے احتیاطی کے اس کے شاعر ہونے مین کسی کو کلام نہین، حصولِ کمال کی کوشش بڑی محنت اور وقت کی محتاج ہے لیکن ختا مین وقت اتنا ارزان تھا کہ جتنا چاہے صرف کیجئے،

کہین مصوّر مو قلم سے نقّاشی مین مصروف ہے، تصویر مین شاخ پر پرند یا پہاڑ کی چوٹی بنائی ہے جس پر برف پڑی ہے، ہر نقش مین ایک ایک چیز کو بال بال دکھایا ہے، کہین تقدیر کا باپنچنے والا نجومی بھی گھر کی چھت پر بلور کے کُرون اور ربع دائرون مین بیٹھا کواکب کی گردشین لکھ رہا ہے، کہین رزمہائے پیشین کا قوال پرانے وقتون کی ایک لڑائی کی داستان اسطرح الاپ رہا ہے،

"شہر کی فصیلین سنسان پڑی ہین، اس عالمِ خاموشی مین پرندے کی آواز تک مخل نہین، ہوا البتہ زفیل دیتی سیٹھیان بجاتی لمبی راتون مین ایسے مقامون مین چلتی ہے جہان تاریکی مین مُردون کی روحین بھٹکتی پھرتی ہین، ڈوبتے ہوئے چاند کا عکس اجلی اجلی برف پر چمکتا ہے، دیوارون کے نیچے خندق مین پانی کے ساتھ خون بھی سردی سے جم گیا ہے اور لاشین برف کی سطح پر اکڑی ہوئی پڑی ہین، ترکش مین تیر ختم ہوئے اور کمانون کے چلّے ٹوٹ گئے۔ لڑائی کے گھوڑون مین چلنے کی طاقت نہین رہی، بس سُن لو، یہ حال ہے دشمن کے ہاتھ مین شہر نان لی کا"

موت کا یہ نقشہ کھینچ کر مطرب نے بھی جیسا کہ پرانے وقتون سے چلا آتا تھا تقدیر کے

سامنے سر جھکا دیا،

ختائیون کے پاس آلاتِ حرب بھی بہت تھے، رتھ ایسے تھے جنمین بیس بیس گھوڑے جوتے جاتے تھے، مگر اب وہ سب پرانے اور بیکار ہو چلے تھے، پتھر پھینکنے کے بڑے بڑے منجنیق اور کندے دار کمانین رکھتے تھے، یہ کمانین ایسی سخت ہوتی تھین کہ دس دس آدمیون کی طاقت بھی اُن کے چلّے چڑھانے پر قادر نہ تھی، منجنیق ایسے رکھتے تھے جنکے رسون کو چرخی پر بل دینے کے لیے توپ خانے کے دو دو سو جوان لگائے جاتے تھے، ان آلاتِ حرب کے ساتھ "آتش پران" بھی اُن کے پاس تھی اور بانس کے ٹوٹون مین باروت بھرے خدنگ بھی تھے جنھین وہ دشمن پر پھینکا کرتے تھے،

لڑائی لڑنا ختا مین ایک بڑا فن تھا، اور یہ اسوقت سے تھا جب سے کہ مسلّح فوجین اور لڑائیون کے رتھ ایشیا کے وسیع میدانون مین قواعد کیا کرتے تھے، لڑائی مین لشکر جہان ہوتا تھا وہان ایک عبادت خانہ بھی بنا لیتے تھے تاکہ امیرِ لشکر وہان بیٹھکر خدا کی حضور مین لڑائی کے نقشے پر غور کرے اور کوئی مخل نہ ہو، کوانتی یعنی لڑائی کے دیوتا کے پوجنے والے بھی وہان کم نہ تھے، ختا کی سب سے بڑی قوت اسمین تھی کہ اسکی بےشمار رعایا قواعد دان تھی اور قواعد کی پابند بھی تھی، اس کیساتھ ہی ایسی قومون کی انتہا نہ تھی جنسے لڑنے والے حاصل کئے جاتے تھے، پانی کے خزانے تھے جنکے قطرون کا شمار نہ تھا، لیکن انکی کمزوریان بھی ایک عبارت سے ثابت ہوتی ہین جسے صدہا برس ہوئے کہ ختا کے ایک سپہ سالار نے اس طرح قلمبند کیا تھا،

"ایک لشکر کا سپہ سالار اپنے لشکر پر اسطرح تباہی لاسکتا ہے کہ مثل ایک ریاست کے حاکم کے اپنی فوجون پر حکومت کرنی چاہے، اور حالت یہ ہو کہ جن مشکلات سے اُس کی فوجون کو باہر

مقابلہ کرنا ہے یا لشکر کے اندر جو حالات پیش ہین ان سے وہ قطعی لاعلم ہو، پھر ایسے لشکر کی قسمت پھوٹ جاتی ہے، اور اس کے معنی یہ ہوتے ہین کہ خود اس سپہ سالار نے لشکر کو اپنے ہاتھون اپاہج کر دیا، اس سے کل سپاہ مین ناراضی اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے، اور جب فوجین مضطرب اور بدگمان ہو جاتی ہین تو اُسکا نتیجہ ہمیشہ بغاوت اور انتشار ہوتا ہے، اور فتح ہاتھ سے نکل جاتی ہے،

سلطنتِ ختا مین جس قدر کمزوری تھی وہ درحقیقت اُس کے شہنشاہ کی کمزوری تھی، شہنشاہ نے اپنے لیے یہ قاعدہ مقرر کر رکھا تھا، کہ وہ اپنے دارالحکومت ین کنگ سے قدم باہر نہ نکالے، فوجون کی افسری اور سالاری امیرون اور سردارون کے سپرد کر رکھی تھی، اپنا کام دوسرون پر ڈال دیا تھا، لیکن دیوارِ چین کی دوسری طرف جو صحراگرد قومین رہتی تھین اُنکی فوجی طاقت کا دار و مدار مطلقاً ان کے خان کی عقل و ذہانت پر تھا اور لڑنے مین ملکہ اس خان کو خداداد تھا،

چنگیز خان کی مثال قرطاجنہ کے امیر لشکر حنی بعل کی سی تھی جس زمانہ مین کہ وہ اٹلی کی فتح مین مصروف تھا، مغلون کے خان کے پاس لڑنے والے تعداد مین زیادہ نہ تھے، اس کے بادیہ گرد گردون کو ایک شکست بھی ہو جاتی تو وہ اپنے صحراؤن کو واپس چلے جاتے، اور اگر انھین فتح ہوتی مگر فتح پوری نہ ہوتی تو بھی ان کا کوئی نفع نہ تھا، پس چنگیز خان چاہتا تھا کہ فتح ہو اور پوری فتح ہو، جس مین کسی طرح کی کسر نہ رہے، اور نہ زیادہ آدمی کام آئین، وہ جانتا تھا کہ اپنے تومانون یعنی وہ ہزاری فوجون کو ایسی فوجون سے لڑنا پڑیگا جنکے افسر لڑائی کی چالون مین استاد مانے جاتے ہین، بہرکیف قراقورم مین چنگیز خان ابھی تک سلطنتِ ختا کے عطا کردہ خطاب "چوخوری" سے پکارا جاتا تھا، اور شہنشاہِ قن (التان خان) کی رعایا مین اُسکا شمار تھا،

گذشتہ زمانے مین جب کبھی ختا کا نیّرِ اقبال عروج پر ہوتا تھا، تو اُسکا شہنشاہ بادیہ گرد قومون سے جو دیوارِ چین کی دوسری طرف رہتی تھین خراج وصول کیا کرتا تھا، لیکن جب حالت ضعف اور انحطاط کی آئی تو ان قومون کو خاندانِ قِن کے شہنشاہون نے روپیہ دیکر راضی رکھا، چاندی، ریشم چمڑا، تراشیدہ یشب، غلے اور شراب کے پورے پورے کاروان ان کے پاس بطور تحائف کے اس غرض سے بھیجے کہ ملک ختا مین صحرا کی یہ قومین قتل و غارت سے باز رہین، اپنی عزت قائم رکھنے کے خیال سے یا شرمندگی مٹانے کو قِن کے شہنشاہ ان چیزون کو بجائے "خراج" کہنے کے "تحائف" کہا کرتے تھے لیکن جب ان شہنشاہون کو قوت حاصل ہوتی تھی تو جسقدر مال وہ ان صحرائی قومون سے وصول کرتے تھے اُسے "خراج" کہتے تھے۔

خانہ بدوش قومین نہ تو شہنشاہون کے قیمتی تحائف کو بھول سکتی تھین اور نہ ختا کے محصول جمع کرنے والون کی سخت گیری اور ختا کے فوجی حملون کو فراموش کر سکتی تھین، غرض جب حالت یہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مشرقی گوبی کے باشندے اُس زمانے مین شہنشاہ قِن (التان خان) کی برائے نام رعایا تھے، اور اُن پر حکومت کرنے کا انتظام سرحدِ ختا کے حاکم کے سپرد محض برائے بیت تھا، یہ حاکم اکثر اپنی جگہ سے غیر حاضر بھی رہا کرتا تھا، چنگیز خان سلطنت ختا کی طرف سے منصب "جوخوری" رکھنے کی وجہ سے ختا کے سرداران فوج مین شمار کیا جاتا تھا، اب ایک وقت ایسا آیا کہ ین کنگ کے سرکاری دفترداروں نے بہت سی مسلین دیکھ بھالکر چنگیز خان کے پاس ایک قاصد اس حکم سے دوڑایا کہ خانہ بدوشون سے خراج مین گھوڑے اور مواشی وصول کر کے جلد سرکار مین داخل کرو، چنگیز خان نے یہ خراج داخل نہین کیا،

اس پر وہ حالت پیش آئی جسے خصوصیت کیساتھ چینی کہنا چاہئے، چنگیز خان کے دل کا حال بیان کرنے کیلئے صرف دو لفظ کافی ہین، ہوشیاری اور انتظار یعنی ہوشیار اور خبردار رہنے کیساتھ کسی بات کا منتظر ہو جانا،

جس زمانے مین گوبی مین لڑائیان ہو رہی تھین تو چنگیز خان کو اپنے وطن سے دیوارِ چین تک آنے کا اتفاق ہوا تھا، اور اِس گارے اور اینٹون کی دیوار اور اُس کے دروازون اور دروازون کے اوپر کے برجون کو اُس نے بہت غور سے دیکھا تھا اور دیوار کے آثار پر بھی غور کیا تھا کہ اُس کے اوپر چھ سوار دوش بدوش گھوڑے دوڑا سکتے تھے،

اس عظیم الشان دیوار کا ایک مُدوّر حصہ دشتِ گوبی سے زیادہ قریب تھا، اور اسمین ایک دروازہ بھی تھا، اِس دروازے کے اوپر چنگیز خان نے اپنا پرچم خوب اڑایا، مگر سرحد کے حاکم اور ختا کے شہنشاہ کو مطلق توجہ نہ ہوئی، لیکن جب سرحدِ ختا اور گوبی کے درمیان جو قبائل دیوارِ چین کے سایہ مین بادیہ گردی کرتے تھے انھون نے چنگیز خان کو اپنا عَلم نصب کرتے دیکھا تو اس حرکت پر وہ سمجھے کہ شہنشاہِ قِن خانہ بدوش مغلون کے سردار سے ضرور خائف ہے،

مگر بات یہ نہ تھی، ختا کی کروڑون مخلوق اپنی شہرپناہون مین محفوظ بیٹھی تھی، وہ جانتی تک نہ تھی کہ پچیس ۲۵ لاکھ خانہ بدوش لڑنے والے کیا چیز ہوتے ہین، لیکن جس زمانے مین شہنشاہِ قِن نے ختا کے جنوب مین ینگ تزی کا دریا اتر کر بادشاہ سانگ سے لڑائی کی تو شہنشاہ کو مغلون کے پاس اِس درخواست سے قاصد بھیجنے کی ضرورت ہوئی کہ چنگیز خان چند رسالے خانہ بدوش سوارون کے لڑائی مین مدد دینے کے لیے جلد مہیّا کرے،

چنگیز خان نے کئی تومان (ایک تومان دس ہزار سوارون یا پیدلون کا ہوتا ہے) تاجدارِ ختا کے پاس بطورِ کمک کے فوراً روانہ کئے، یہ نہین معلوم کہ مغلون کے ان رسالون نے شہنشاہ کی کیا خدمت کی لیکن اس ملک کی ایک ایک چیز کو اُنھون نے بہت غور سے دیکھ لیا اور بہت سے سوال بھی اپنے دل سے کئے،

سفر مین ہر موقع و محل کو دیکھکر یاد رکھنے کا مادہ صحرا گرد قومون مین بہت ہوتا ہے، مغلون مین بھی یہ بات موجود تھی، چنانچہ جب اُن کے تومان ختا سے گوبی کو اپنے یورت مین واپس آئے تو اُن کو ختا کی ارضی کیفیت کا علم خاصا ہو گیا تھا،

اور جب مغل اپنے لشکر مین آئے تو اپنے دوستون عزیزون کو ختا کی عجیب و غریب باتین قصون کی طرح سنانے بیٹھ گئے، اور کہا کہ وہان کی سڑکین ایسی ہین کہ زمین تو زمین اگر دریا بھی آگیا ہے تو پتھر کے چبوترون پر دوڑتی ہوئی آگے نکل گئی ہین، لکڑی کی گاڑیان دریا مین چلائی جاتی ہین، اور بڑے شہرون کی شہر پناہین اتنی اونچی ہین کہ گھوڑا انھین نہین پھاند سکتا،

ختا کے باشندے پہلے سوتی اور ہر رنگ کے ریشمین پارچون کی صدریان پہنتے تھے، مگر اب انکی دولت کا یہ حال ہوا کہ ایک صدری کے نیچے سات سات صدریان اور پہننے لگے، پرانے لڑائیون کے قصہ خوانون کی جگہ اب جوان جوان شاعر پیدا ہوئے جو بزرگون کے کارنامون کو نظم کرکے گاتے نہین بلکہ قصیدے کہکر اُن کو ریشم و حریر پر لکھتے ہین، اور ان شاعرون کے کلام مین عورتون کا حسن بھی بیان ہوتا ہے، غرض یہ سب باتین ختائیون مین حیرت انگیز تھین،

چنگیز خان کے امرا اور تومنیان دیوار چین تک اپنی فوجین لیجانے کے شوق مین بے صبر تھے لیکن اگر اس شوق کو پورا کیا جاتا اور چنگیز خان اپنی صحرائی فوجون کو لیکر ختا پر حملہ کرنے روانہ ہو جاتا تو اس کے معنی اپنے وطن پر تباہی و بربادی لانے کے ہو جاتے، کیونکہ جس وقت وہ اپنی سلطنت سے باہر نکل کر مشرق مین شکست کھا جاتا اور وہ بھی ختا کے ملک مین تو جسقدر اُس کے دشمن تھے وہ مغلون کی سلطنت پر جو حال ہی مین قائم ہوئی تھی فوراً یورشین کر دیتے،

صحرائے گوبی بے شک چنگیز خان کا ہو گیا تھا لیکن جسوقت وہ جنوب اور جنوب مغرب اور

مغرب کی طرف نظر ڈالتا تھا تو بڑے بڑے دشمن اُسے نظر آتے تھے، جنوب مین ہان لوگی طرف
کاروانی سڑک سے جانے مین ہیاکی ریاست آجاتی تھی، یہان دُبلے سوکھے آوارہ گرد تبتی پہاڑون
سے اتر کر ملک کو لوٹنے آیا کرتے تھے، ختا سے جو لوگ کسی جرم مین ملک بدر کئے جاتے تھے وہ بھی ہیا
مین چلے آتے تھے، ریاستِ ہیا سے نکل کر مغرب کی جانب آئے تو قراختائیون کا ملک اور اُن کی
قوت و اقتدار کی علامتین شروع ہو جاتی تھین، قراختای پہاڑی سلطنت تھی اور اُس کے قریب ہی
صحرا گرد قرغیز کے گروہ پھرا کرتے تھے، مگر یہ مغلون کی راہ مین کسی قسم کی دست اندازی نہ کرتے تھے،
ان آزاد اور فتنہ انگیز دشمنون سے لڑنے کو چنگیز خان نے اپنی فوجین روانہ کین، بادیا گھوڑون
کے دس دس ہزار رسالے ارخانون کی سرکردگی مین دشمنون پر لپکا دیئے، چنگیز خان بذات خود بھی ہیا
کے ملک مین کئی بار لڑنے گیا، یہ معرکے چنگیز خان کے ایسے سخت تھے کہ ہیا کے باشندون نے آخر کار
صلح کرنے مین اپنی خیر دیکھی، صلح ہوگئی اور اسکو زیادہ استوار کرنے کے لیے شاہی خاندانِ ہیا کی ایک
شہزادی کو دلہن بنا کر چنگیز خان کے پاس بھیجا گیا، مغربی ملکون سے بھی مغلون نے تعلقات پیدا کیے
مگر یہ کل کام بنظرِ احتیاط تھے، جسے فوجی اصطلاح مین کہتے ہین کہ "دائین بائین کوئی خطرہ نہ رہے"
ان تعلقات کا اچھا نتیجہ یہ ہوا کہ باہر کے بہت سے سردار اور عوام مین سے بہت آدمی مغلون
کے لشکر مین شامل ہو گئے، اور اس لشکر کا اب لڑائی مین تجربہ بھی بہت بڑھ گیا،
اس اثنا مین ختا کا شہنشاہ مر گیا اور اسکا بیٹا اسکا جانشین ہوا، یہ لمبی ڈاڑھی کا بڑا قد آور شہزادہ
تھا، شکار اور مصوری کا بڑا شائق تھا، اُس نے اپنا خطاب وای ونگ رکھا، یہ خطاب ایک معمولی
لیاقت کے آدمی کے لیے بہت بڑا تھا،
ختا کے حکام مال نے اس نئے شہنشاہ کی طرف سے خراج کی فردین تیار کین اور ایک محصل

کو دشت گوبی مین چنگیز خان سے خراج وصول کرنے روانہ کیا، وائی ونگ کی تخت نشینی کا اشتہار بھی اِس محصّل کے ساتھ کر دیا، جب چنگیز خان کے سامنے خراج کی فردین اور شاہی اعلان پیش ہوا تو اس کا فرض عین تھا کہ دیکھتے ہی رسم "زانو زدن" ادا کرتا اور پھر ان کاغذات کو ہاتھ لگاتا، لیکن چنگیز خان نے یہ کچھ نہین کیا، معمولی طور پر محصّل کے ہاتھ سے کاغذات لیے اور جسطرح کھڑا تھا، کھڑا رہا، اور کسی ترجمان کی طرف بھی اشارہ نہ کیا کہ وہ فردین اور اشتہار پڑھکر اُسے سناتا، بلکہ ختا کے اہلکار سے پوچھا،

"یہ بادشاہ کون ہے"

جواب ملا کہ "وائی ونگ"۔

اب بجائے اِس کے کہ نام سنتے ہی جنوب کی طرف منھ کر کے تعظیماً جھکتا، چنگیز خان نے زمین پر تھوک کر کہا "مین تو سمجھا تھا کہ وائی ونگ کوئی بڑا آدمی ہوگا، لیکن یہ آسمان کا فرزند تو تخت شاہی پر بیٹھنے کے قابل بھی نہین ہے، مین کیون اس کے سامنے سر جھکاؤن"،

اتنا کہکر چنگیز خان گھوڑے پر سوار ہوا اور چلا گیا، اور یورتِ خانی مین پہنچکر تمام "ارخانون" کو طلب کیا، تمام اُرخان اور نئے نئے سردار جو فوجون مین بھرتی ہوئے تھے جنمین قوم نائمان کا سردار جسکا لقب ایدیقوت تھا اور مغربی ترکون کا سردار جسے "ضیغم" کہتے تھے فوراً حاضر ہوئے، دوسرے دن ختا کا محصّل جو ایلچی بنکر آیا تھا چنگیز خان کے سامنے طلب کیا گیا، اور اُسکو ایک خط ختا کے شہنشاہ وائی ونگ کے نام دیا گیا،

چنگیز خان نے اس ایلچی سے زبانی بھی کہدیا کہ ہماری سلطنت کا ضبط و انتظام اب ایسا اچھا اور اطمینان کے قابل ہو گیا ہے کہ ہم ختا پر بخوبی لشکر کشی کر سکتے ہین، کیا بادشاہِ قِن یعنی زرّین لقب

وائی ونگ کی سلطنت کا نظم ونسق ایسا ہے کہ وہ ہمارے استقبال کو حاضر ہو سکے، ہم اس کے مقابلہ مین ایسا لشکر بھیجین گے جو سمندر کی موجون کی طرح پرشور ہوگا ہمین اسکی پروا نہین کہ تمھارا شہنشاہ ہم سے دوست ہو کر ملے یا دشمن ہو کر، لیکن اگر اسکو ہمارا دوست بننا منظور ہے، تو ہم اُسے اجازت دین گے کہ ہماری سرپرستی مین وہ بادشاہی کرے، اگر وہ لڑنا پسند کرے گا تو ہم لڑین گے حتی کہ ہم مین سے ایک ہار جائے اور دوسرا جیت جائے "

شہنشاہِ ختا کے لیے اس سے بڑھکر توہین کا جواب کیا ہو سکتا تھا، چنگیز خان نے سمجھ رکھا تھا کہ ختا پر فوج کشی کا وقت اب قریب ہے، جب تک ختا کا شہنشاہِ سابق زندہ رہا چنگیز خان ختا کی سیادت کو تسلیم کرتا رہا، لیکن اس نئے شہنشاہ وائی ونگ سے اسے کیا تعلق تھا،

ختا کا ایلچی ین کنگ مین واپس آیا جہان شہنشاہ سکونت رکھتا اور دربار کرتا تھا، وائی ونگ چنگیز خان کے جواب پر بے حد خشمگین ہوا، حاکمِ سرحد سے دریافت کیا کہ مغل کیا ارادہ رکھتے ہین، اس نے جواب دیا کہ مغل آجکل کثرت سے تیر بنانے اور گھوڑے جمع کرنے مین مصروف ہین، اس جواب پر حاکمِ سرحد قید کر دیا گیا،

جاڑا ابھی باقی تھا اور مغل تیر بنانے اور گھوڑے جمع کرنے مین مصروف تھے[1]، وائی ونگ کی یہ بدقسمتی تھی کہ اس شغل کے علاوہ مغلون نے ایک اور کارروائی بھی اس کے خلاف شروع کر دی تھی اور وہ یہ تھی کہ ختا کے شمال مین لیا ؤتنگ کی سلطنت تھی[2]، چنگیز خان نے اس سلطنت کے بادشاہ

[1] بعض مورخون کا خیال ہے کہ جن (کن یا قن) کی فوجین گوبی کے ان صوبون پر جو ختا سے قریب تھے حملہ کرنے کو بھیجی گئی تھین، قیاس چاہتا ہے کہ ایسا ہوا ہوگا کیونکہ پڑھنے مین آتا ہو کہ دیوارِ چین کے باہر شمال مین مغل چین پر حملہ کرنے سے پہلے چینی فوجون سے لڑے تھے، [2] یہ نام لیاؤتنگ ہے اور آگے ایک نام لیاؤ ینگ آئیگا انہین خلط ملط نہ کرنا چاہیے، لیاؤتنگ ایک ریاست اور ریاستی خاندان کا نام ہے اور لیاؤ ینگ ایک شہر کا نام ہے جو لیاؤتنگ کی ریاست مین تھا، (مترجم)

کے پاس ایک سفارت مع تحائف کے روانہ کی چنگیز خان کو پہلے سے علم تھا کہ ختا کے شہنشاہ نے لیاؤ تنگ کے ملک پر سابق مین ایک فتح حاصل کی تھی، مگر لیاؤ تنگ کے باشندے دشمن کی اس فتح اور اپنی شکست کو ابھی تک بھولے نہین ہین اور ان مین اس دشمن سے لڑنے مرنے کا ارمان ابھی تک موجود ہے شاہی خاندان لیاؤ تنگ مین جو شخص اسوقت بادشاہ تھا اس سے اور چنگیز خان کے سفیرون سے ایک عہد ہوا، خون نکالا گیا اور تیر توڑے گئے تاکہ عہد پکا ہو، غرض یہ قرار پایا کہ لیاؤ تنگ کے باشندے یعنی "پولاد و آہن" کے لوگ ختا کے شمالی علاقون پر حملہ کرین، اور اس خدمت کے صلہ مین تموچن چنگیز اُن کے سابقہ علاقون کو جن سے اُن کا قبضہ اُٹھ چکا ہے واپس کر دیگا چنگیز خان نے اس عہد کی حرف بحرف پابندی کی اور آخر کار اس نے لیاؤ تنگ کے شہزادون کو اپنی سیادت مین ختا کا حاکم بنا دیا،

"خانِ زرین[1]"

یہ پہلا موقع ہے کہ خانہ بدوشون کا لشکر ایک مہذب اور جنگی قوت مین ممتاز سلطنت پر چڑھائی کرتا ہے، اور چنگیز خان بذات خود میدانِ جنگ مین سرگرمِ کار نظر آتا ہے،

دشتِ گوبی سے خانہ بدوشون کے کچھ جاسوس اور لڑنے والے پہلے ہی روانہ ہو چکے ہین تاکہ جو لوگ دشمنون کیطرف سے مخبری کرتے ہون انھین گرفتار کرکے گوبی مین حاضر کرین، یہ جاسوس اور لڑنے والے اب دیوارِ چین سے گذر کر ختا مین وارد ہو گئے ہین،

جاسوسون کے بعد لشکرِ پیش رو کا ایک دستہ دوسو[۲۰۰] سوارون کا چلا، یہ سوار گاؤن اور دیہات مین پھیل کر آگے بڑھے، اِن کے پیچھے کسی قدر فاصلے سے لشکرِ قراول کے تین تومان یعنی تیس[۳۰] ہزار اعلیٰ درجے کے جوان تیز گھوڑون پر سوار ہر ایک کے ساتھ ایک ایک گھوڑا کوتل ختا کی طرف جا رہے ہین، ان مین ایک تومان پرانے مردِ میدان مقولی بہادر کے تحت

[1] یعنی خاندان قِن کا شہنشاہ جسے فارسی تاریخون مین التان خان لکھا ہے، التان اور قِن دونون کے معنی سونے کے ہین، (مترجم)

مین اور دوسرا تومان جبی نویانؑ کی سرکردگی مین ہے، تیسرے تومان کا سردار چنگیز خان کے سپہ سالارون مین وہی درجہ رکھتا ہے، جو نپولین کے سردارون مین مارشل مسینا کو حاصل تھا،

اب لشکر کا قول جو فوج قراول کی نقل و حرکت سے قاصدون کے ذریعہ ہر وقت اطلاع حاصل کرتا رہتا ہے ملک کی بنجر اور مرتفع زمینون پر گرد کے بادل اڑاتا ہوا نمودار ہوتا ہے، اِس قول یعنی مرکز کی فوج مین ایک لاکھ سوار ہین جنمین نسل بحیہ مغل کے پرانے جان نثار شامل ہین، لشکر کے داہنی بائین بازوون یعنی برنغار اور جرنغار مین سپاہ کی تعداد بھی اِسی کے قریب ہے، قول کی سرداری چنگیز خود کرتا ہے اور تمام اردو مین حکم احکام پہنچانے کے لیے اپنے سب سے چھوٹے فرزند تولی کو حسب معمول اپنے قریب رکھا ہے،

نپولین کی طرح چنگیز خان کے پاس بھی فوج محافظ (کشیک) ہمیشہ حاضر رہتی تھی، اِس فوج کشیک مین ایک ہزار جوان ہوا کرتے تھے، اور انکی سواری کے گھوڑے سب مشکی رنگ کے ہوتے تھے، سوارون اور گھوڑون کا تمام سامان چمڑے کا ہوتا تھا غالباً اس پہلی لڑائی مین جو ۱۲۱۱ء مین ہوئی کشیک کی تعداد پوری ایک ہزار تک نہ تھی،

مغلون کا لشکر جب دیوارِ چین کے قریب پہنچا تو بلا تاخیر اور بغیر کسی کی جان ضائع ہوئے سرحد سے گذر کر ختا مین داخل ہوگیا، چنگیز خان نے سرحدی قبیلون سے ایسا ساز باز کر رکھا تھا کہ لشکر کے پہنچتے ہی ایک خیر خواہ قبیلے نے دیوار کا دروازہ مغلون کے لیے کھول دیا،

دیوارِ اعظم سے گذر کر ختا مین داخل ہوتے ہی تینون تومان جدا جدا ہو کر شانسی اور چہ لی

لہ فارسی کتابون مین یہ نام جبہ نویان اور یمہ نویان بھی آیا ہے، (مترجم)

کے صوبون مین پھیل گئے، ان تومانون کو چنگیز خان نے پہلے ہی ہدایتین کردی تھین انھین نہ گاڑیون کی ضرورت تھی نہ باربرداری کے جانورون کی، اور اس بات سے بھی اُن مین کوئی واقف نہ تھا کہ بڑی بڑی لڑائیون مین فوجون کے سامان رسد وغیرہ کیلیئے ایک صدر مقام بھی قرار دیا کرتے ہین،

ختائیون کی فوجِ قراول جو سرحد کے راستون اور درون کی حفاظت پر تھی مغلون کے ہاتھون بری حالت کو پہنچی، وای ونگ کی فوجون کو جو دور تک پھیلی ہوئی تھین اور زیادہ تر پیدل تھین، مغلون نے برچھون سے چھید کر گھوڑون کے سمون کے نیچے روند ڈالا، اور دوڑتے ہوئے مرکبون کی پیٹھ سے تیرون کا ایسا مینھ برسایا کہ ختا کی پیدل فوجون مین جنکی صفین بہت گندہ تھین، تہلکہ پڑ گیا،

لشکرِ ختا سے ایک فوج مغلون پر حملہ کرنے بڑھی، مگر ایسے راستے سے چلی جسمین چھوٹی چھوٹی پہاڑیان، پیچیدہ اور خشک نالے کثرت سے آتے تھے، اس فوج کا افسر نیا آدمی تھا، زمین کی کیفیت سے واقف نہ تھا، کسانون سے راستہ پوچھتا ہوا جا رہا تھا، مغلون کا سردار جبی نویان جب اس فوج کی طرف بڑھنے لگا، تو اُسے ملک کی تمام راہین، پہاڑیان اور گھاٹیان یاد آ گئین، چنانچہ جب رات ہوئی تو جبی نے ختائی فوج پر گھیرا ڈال کر عقب سے حملہ کر دیا، ختائی بالکل غافل تھے، کچھ کرتے بن نہ پڑا، مغلون نے ختائیون مین موت کا بازار گرم کر دیا، جو آدمی مرنے سے بچے وُہ بھاگ کر ختا کے بڑے لشکر مین آئے، جب اس بڑے لشکر کے آدمیون نے اُنکی شکست اور قتلِ عام کا حال سنا تو ان کے جسم پر بھی لرزہ پیدا ہوا،

ختا کا یہ بڑا لشکر بھی آخر کار ڈگمگایا، اور اُس کا سپہ سالار دار الحکومت کی طرف بھاگا، چنگیز خان اس فوجکشی مین تاہی تنگ فو پہنچ گیا، متحصن شہرون مین یہ پہلا شہر تھا جو چنگیز خان کو اس فوجکشی

کے زمانہ مین ملا تھا، پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا، اور پھر اپنے تومان کو لیے شہر ین کنگ کی طرف جو شہنشاہ
ختا کا پایۂ تخت تھا چلا، مغلون کے اسقدر قریب آجانے سے اور اُنکی غارتگری کا حال سنکر وای ونگ،
کے دل پر خوف وہراس طاری ہوا، اگر وزیرا ور مشیر منع نہ کرتے تو کیا عجب تھا کہ "اورنگ اژدر"[1]
کا یہ تخت نشین ملک چھوڑ کر کہین بھاگ جاتا، اب ختا کی رعایا مغلون سے سلطنت بچانے کو شہنشاہ
کے پاس جمع ہو گئی، ختا کا یہ ایک پرانا دستور تھا کہ جب کوئی غنیم چڑھکر آتا تھا تو کل رعایا بادشاہ کے
پاس حاضر ہو جاتی تھی، اِن مین متوسط درجے کے آدمی بکثرت ہوتے تھے اور ملک کے بڑے بڑے
خدامِ جان نثار و خیر طلب بھی جو پرانے جنگ آورون کی اولاد تھے شامل ہوتے تھے، اور تخت
کی خیر خواہی اور وفاداری کے سوا اور کوئی خیال ان کے دل مین نہ ہوتا تھا،

چنگیز خان نے لشکر ختا کے پہلے زور کو جب وہ مقابلہ پر آیا ہے اسقدر جلد توڑ دیا کہ سب کو
حیرت ہو گئی، چنگیزی فوجون نے بہت سے شہرون پر قبضہ کر لیا، تا ای تنگ فوج کا محاصرہ قائم کر کے
چنگیز خان خود آگے چلا گیا تھا سلطنتِ ختا کا مغربی دار الحکومت تھا، یہ شہر محاصرہ کی حالت مین
مغلون کا برابر مقابلہ کرتا رہا،

لیکن چنگیز خان کو ختا مین ختائیون کا مقابلہ اسطرح کرنا پڑا جیسے کہ قرطاجنہ کے سپہ سالار حنا بعل
کو رومتہ الکبریٰ کے سامنے ایک زبردست اور حوصلہ مند سلطنت کی پوری قوت سے مقابلہ کرنا پڑا
تھا، بڑے بڑے دریاؤن کے رستے ختائیون کے نئے نئے لشکر مغلون کے سامنے آتے رہے
اور جن شہرون کا مغل محاصرہ کئے تھے اُن کی قلعہ نشین فوجون مین باہر سے اضافہ ہوتا رہا، چنگیز خان
دار السلطنت ین کنگ کے باہر والے باغون تک پہنچ گیا اور آج تمام عمر مین پہلا موقع تھا کہ اُس نے

[1] شہنشاہ چین کے تخت کو "ڈریگن تھرون" لکھا ہے جس کے معنی ہین "اژدہے والا تخت" اژدہے کی تصویر چین مین اکثر چیزون پر بنائی جاتی ہے، شاید اسی خیال سے تخت اژدر کہا ہے، (مترجم)

قلعون اور محلون کی اونچی اونچی دیوارین برج وگنبد پل اور پشتے پہاڑیون پر مکانات ایک کے اوپر ایک اونچے اٹھے ہوئے دیکھے،

چنگیز خان کو اسوقت ضرور خیال ہوا ہوگا کہ فوج جسقدر ساتھ ہے وہ کم ہے، ایسی صورت مین اتنے بڑے شہر کا محاصرہ کرنا بالکل بیکار ہوگا، غالباً اسی خیال سے وہ ین کنگ سے ہٹ آیا اور خریف کی فصل آتے ہی فوجون کو گوبی واپس جانے کا حکم دیدیا،

دوسرے برس جب فصل بہار آئی اور گھوڑے آرام لے کر خوب تازہ دم ہو گئے تو چنگیز خان دیوار چین سے گذر کر پھر ختا مین نمودار ہوا، اور یہان آکر دیکھا کہ جن شہرون نے اطاعت قبول کر لی تھی اُن مین ختائیون نے اب اپنی فوجین بٹھا رکھی ہین، اور یہ فوجین مغلون کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہین، چنگیز خان نے ان شہرون پر از سرِ نو قبضہ کرنے کا بندوبست کیا، تای تنگ فو کا دوبارہ محاصرہ کیا اور وہین اپنے تمام لشکر کو جمع کر دیا،

اس مرتبہ تای تنگ فو کے محاصرہ مین چنگیز خان خود موجود رہا اور اس قصد سے موجود رہا کہ محاصرے کی خبر سنکر ملک کے تمام اطراف سے ختائیون کی فوجین ضرور امنڈ کر ادھر ہی آئینگی، اور جب وہ آئینگی تو ایک دم اُن کا کام تمام کر دیگا، ختا مین مغلون کی اس جنگ سے دو باتین ظاہر ہوگئین، ایک یہ کہ ختا کی فوجین لڑائی کے داؤن پیچ مین مغلون کی مرکب سوار فوجون سے کبھی نہین رہ سکتین اور مغل ان کو لڑائی مین بالکل غارت کر سکتے ہین، دوسری بات یہ ظاہر ہوئی کہ مغلون کے رسالون مین ابھی اتنی قوت نہین ہے کہ وہ ایسے شہرون پر جنکی شہر پناہین نہایت مضبوط و مستحکم ہین قبضہ کر سکین،

مگر جبی نویان نے یہ بھی کر دکھایا، اضلاعِ شمال مین ختا کی ساٹھ ۶۰ ہزار فوج نے چنگیز خان

کے اتحادیون یعنی خاندان لیاؤ کے امراء کا ناطقہ بند کر رکھا تھا جب حالت سخت ہوئی تو ان امرا نے چنگیز خان سے کمک طلب کی، چنگیز خان نے جبی نویان کو کمک پر روانہ کیا اور دس ہزار فوج یعنی پورا ایک تومان اس کے ساتھ کر دیا، جبی نویان اس تومان کو لئے ہوئے بڑھا اور ختا کی فوجون کے عقب مین شہر لیاؤ ینگ[1] کا محاصرہ کر لیا،

اس محاصرہ مین مغلون کی ابتدائی کوشش مین کوئی بات اُن کے فائدے کی نہ نکلی، لیکن جبی نویان نے جو نپولین کے سپہ سالار نے کی طرح جلد باز تھا ایک چال ایسی چلی جو چنگیز خان نے کھلے میدان کی لڑائی مین تو چلی تھی لیکن کسی شہر کے محاصرے مین اُس سے کام نہ لیا تھا، وہ چال یہ تھی کہ شہر کے سامنے لشکر کا تمام مال اور اسباب، گاڑیان، رسد کا سامان اسطرح چھوڑا کہ شہر کے محصور بھی اس بات کو دیکھ لین، اس کے بعد جبی نویان اپنے رسالون کو لیے شہر کے سامنے سے اس طرح ہٹا گویا اب لڑنا نہین چاہتا اور اس بات کا خوف غالب ہے کہ محصور ختائیون کی مدد پر کوئی بڑی زبردست فوج عنقریب آنے والی ہے،

شہر کے سامنے سے ہٹ کر دو دن تک جبی نویان کے رسالے آہستہ آہستہ کوچ کرتے رہے پھر یک لخت انھون نے اپنے گھوڑون کا رخ پلٹ دیا اور نہایت تیزی سے جس ہاتھ مین راسین اسی مین تلوارین علم کئے پھر لیاؤ ینگ کے سامنے ایک ہی رات مین صبح ہوتے ہوتے پہنچ گئے، ختائی اس خیال مین کہ اب مغل کیا واپس آئین گے شہر سے نکلے اور مغلون کا سامان لوٹ کر شہر مین لیجانے لگے، شہر کے سب دروازے چوپٹ کھلے چھوڑ دیئے، سپاہیون کیساتھ شہر کے آدمی بھی لوٹ مین شریک تھے، جب یکایک مغلون کو واپس آتے دیکھا تو سب کے

---

[1] کوریا کے مغرب اور منچوریا کے جنوب مین علاقہ شنگ کنگ کا شہر ہے، (مترجم)

اوسان خطا ہوئے، اور نتیجہ یہ ہوا کہ مغلون نے شہر لیاؤ ینگ کو فتح کر کے ختائیون کا قتل عام شروع کر دیا،
جبی نویان نے اپنا اور اپنے لشکر کا مال واپس لینے کے علاوہ اور بہت سی دولت سمیٹی،
لیکن مغربی علاقے کے دارالحکومت تاہی تنگ فو کے محاصرہ مین چنگیز خان زخمی ہوا
اور جس طرح سمندر کی موج حالت جزر مین ہٹتی ہے اور اس ہٹنے مین جو کچھ اُس پر ہوتا ہے اُسے
بھی ساتھ لیجاتی ہے چنگیز خان کی فوجین مع چنگیز خان کے ختا سے باہر نکل آئین،
ہر سال فصل خریف مین مغلون کو ختا (یعنی شمالی چین) چھوڑ کر وطن جانے کی ضرورت
ہوتی تھی، کیونکہ گوبی مین نئے گھوڑون کا فراہم کرنا لازمی تھا، گرمی کے موسم مین تو شمالی چین
مین آدمیون اور جانورون کے لیے دانہ چارہ ملجاتا تھا لیکن جاڑے مین پورے لشکر کی گذر کیلیے
اِس ملک مین سامان میسر نہ ہوسکتا تھا، اس کے علاوہ وطن جانا اسلیئے بھی ضروری ہوتا تھا کہ
پڑوس کے دشمنون کو اپنے سے دور رکھنے کا پورا انتظام کیا جائے،
دوسرے سال لڑائی کے موسم مین مغلون نے ختا مین چھوٹے چھوٹے دھاوون اور
یورشون کے سوا اور کچھ نہین کیا اور یہ بھی اسلیے کہ ختائی زیادہ دن تک آرام سے نہ بیٹھنے پائین،
چنگیز خان کی پہلی لڑائی ختا مین بہت بڑے پیمانے پر تھی، مگر اب حالت یہ تھی جیسے
کہ شطرنج مین کسی مہرے کے لیے سب گھر بند ہوجائین، قرطاجنہ کے مشہور سپہ سالار ہنابعل
نے ایطالیہ کی فتح کے وقت مفتوحہ شہرون مین اپنی فوجین مقیم کردی تھین لیکن چنگیز خان
ختا کی تسخیر مین ایسا نہ کرسکا، مغلون کو ابھی تک اِسکی مہارت نہ ہوئی تھی کہ وہ شہر پناہ کے
اندر آکر باہر کے دشمن سے لڑسکین، اسلیے شہرون مین فوجین مقیم کرنے مین اس بات کا
اندیشہ رہتا تھا کہ جاڑے کے موسم مین جب لشکر گوبی مین ہوگا تو ختائی شہرون کی مغل

فوجون کو بالکل ہی غارت کر دینگے،

میدان مین چنگیز خان نے بہت سے معرکے اسطرح سر کئے کہ ختائیون کی طرف سے آڑ کر کے لشکر کو حرکت مین لایا اور منتشر فوجون کو یکجا کر کے ختا کی فوجون کا مقابلہ کیا لیکن ان فتوحات کا نتیجہ یہی ہوتا رہا کہ ختائی میدانون سے بھاگ کر شہرون مین چلے گئے اور وہان انھین پناہ مل گئی، شہنشاہِ ختا تک پہنچنے کی کوشش مین چنگیز خان شہر ین کنگ کے اتنے پاس پہنچ گیا کہ شہر وہان سے خوب نظر آنے لگا، لیکن ین کنگ کا قلعہ اس قدر مضبوط تھا کہ شہنشاہ کو وہان سے باہر نکالنا ممکن نہوا، اس اثنا مین ختا کی فوجین لیاؤتنگ کی فوجون اور ریاست ہیا کے رسالون پر غالب آتی جاتی تھین مغلون کا تعلق ان فوجون اور رسالون سے یہ تھا کہ وہ اُن کے برنغار اور جرنغار کو مدد دیتے تھے، اگر اس موقع پر مغلون کا سردار کوئی اور شخص ہوتا تو اُس سے یہی توقع کی جاسکتی تھی کہ ختائیون پر حملے بند کر کے دیوارِ چین کے اسی طرف مالِ غنیمت سمیٹے بیٹھا رہے گا اور سابقہ فتوحات پر ناز کر کے ہاتھ پاؤن کچھ نہ ہلائے گا، لیکن چنگیز خان زخمی ہو کر اسوقت کے حالات کو ایک نیا تجربہ سمجھکر اس سے فائدہ اٹھا رہا تھا، غرض ادھر یہ حال تھا اور اُدھر قن کا شہنشاہ نجومیون سے بد فالین اور برے شگون سُن سُنکر سہما جاتا تھا،

پہلے تو شہنشاہ نجومیون کی بری خبرین اور نحس شگون سنتا اور دیکھتا ہی رہا لیکن جب ۱۲۱۴ء کی فصلِ بہار آئی تو اُس کے دل پر بے حد خوف و ہراس طاری ہوا، اس سال مغلون کے تین لشکرون نے تین مختلف مقامات سے حملہ کیا اور جنوب کی طرف بڑھکر چنگیز خان کے تین بیٹون نے صوبہ شانسی کا ایک بڑا ٹکڑا فتح کر لیا، شمال مین جوجی نے گوبی کی سمت سے کوہ خینگان کے سلسلے کو عبور کر کے لیاؤتنگ کی فوجون سے اپنی فوجین جا ملائین، اور خود چنگیز خان لشکر

کی فوج قول کو لئے سمندر کے کنارے تک پہنچ گیا، سمندر کا کنارہ شہر ین کنگ سے مشرق مین تھا،

مغلون کے تینون لشکرون نے عجیب طریقہ سے ملک پر حملہ کیا، شروع مین یہ لشکر جدا جدا رہے اور ہر لشکر نے کسی نہ کسی شہر کا محاصرہ کرکے اس کے سامنے ڈیرے ڈالدیئے، دیہات سے آدمیون کو گرفتار کیا اور ان اسیرون کو اپنی فوجون کے آگے رکھکر محاصرون مین کٹوا دیا، محاصرون کا نتیجہ بالعموم یہی ہوتا تھا کہ محصور ختائی اپنے شہرون کے دروازے غنیم پر خود کھولدین، ایسی صورتون مین مغل محصورون کی جان سلامت رکھتے تھے، مگر شہر کے اردگرد دیہات اور قصبات کو بالکل غارت کردیتے تھے، آدمیون کو قیدی بناکر ساتھ لیتے اور کھیتیان روند ڈالتے یا ان مین آگ لگادیتے تھے، مویشیون پر قبضہ کرتے تھے، مرد عورتین بچے ان سب کو قتل کر ڈالتے تھے،

ان سخت معرکون کو دیکھکر ختا کے بعض فوجی سردار اپنے شہنشاہ سے منحرف ہوکر مغلون سے جاملے، ایسے سردارون کو مغلون نے یاؤتنگ کے بعض افسرون کیساتھ ختا کے مفتوحہ شہرون کی حفاظت پر مقرر کیا،

قحط اور وبا یعنی تباہی اور غارتگری کے دو پرانے رفیق مغلون کے لشکر کے جاتے ہی نمودار ہوگئے، مغلون کی گاڑیان اور ہزارہا بیلون کی قطارین، سوارون کے دل بادل افق کے کنارے اترتی گھٹا کی طرح ختائیون کو نظر آنے لگے،

لڑائی کا موسم جب ختم ہوا تو مغلون کے لشکر مین بھی بیماریون نے لگان وصول کرنا شروع کیا، گھوڑے کمزور ہوکر بری حالت مین ہوگئے، ین کنگ کی فصیلون کے سامنے چنگیز خان نے قول کی فوجین مقیم کردی تھین، افسران فوج نے بہت اصرار کیا کہ شہر کو فوراً حملہ کرکے فتح کرلیا جائے لیکن چنگیز خان نے یہ بات منظور نہین کی اور ایک قاصد شہنشاہ وای ونگ کے پاس

اس پیغام سے روانہ کیا،

"اس جنگ کے بارے مین جو اس وقت ہم مین اور آپ مین ہو رہی ہے آپ کیا خیال کرتے ہین، دریائے ہوانگ نو سے ملا ہوا جسقدر ملک ہے وہ سب میرے قبضے مین آچکا ہے، اور اب مین اپنے وطن کو واپس جا رہا ہون، کیا آپ مین اتنی جرأت ہے کہ میرے سپہ سالارون کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے تحائف دینے پسند نہ کرین اور انھین خالی ہاتھ وطن جانے کی اجازت دیدین"

ظاہر ہے کہ چنگیز خان کی یہ درخواست بہت ہی غیر معمولی تھی، مغلون کا یہ خان بڑا ہی ہوشیار اور معاملہ فہم آدمی تھا، چال اسمین یہ سوچی تھی کہ اگر شہنشاہ نے تحائف دینے منظور کر لیے تو ایک نفع تو یہ ہوگا کہ ان تحائف کو لشکر کے سردارون مین تقسیم کر کے اُن کا اضطراب دور کر دیا جائے گا، اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ شہنشاہ کے اقبال مین بہت کمی ہو جائے گی،

شہنشاہ کے بعض مشیرون نے اس خیال سے کہ لشکرِ مغل کی حالت اسوقت سقیم ہے مشورہ دیا کہ ین کنگ کی فصیلون سے ختا کی فوجون کو باہر نکل کر مغلون پر حملہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، اس مشورہ کو اگر شہنشاہ مان لیتا تو معلوم نہین کیا انجام ہوتا لیکن شہنشاہ دشمن کے ہاتھون اتنا نقصان اٹھا چکا تھا کہ اب اُس مین لڑنے کی ہمت نہ تھی، چنانچہ اُس نے چنگیز خان کی درخواست منظور کی اور پانچسو غلام اور پانچسو باندیان اور کئی گلے اصیل گھوڑون کے اور کئی انبار ریشمین پارچون اور زر و سیم کے چنگیز خان کے پاس بھیجدیئے، ان تحائف کے پہنچنے پر فریقین مین مصالحت ہو گئی، اور ختائیون نے اس بات کا بھی عہد کیا کہ لیاؤتنگ مین وہان کے رؤسا بے اختیار سے جو چنگیز خان کے اتحادی ہین، کسی قسم کی مزاحمت نہ کیجائیگی،

چنگیز خان نے اس سامان کے ساتھ خاندانِ قِن کی ایک لڑکی سے شادی بھی کرنی چاہی

تاکہ جو صلح اسوقت ہوئی ہے وہ آیندہ قائم رہے، چنانچہ شاہی گھرانے کی ایک لڑکی عروس بنا کر چنگیز خان کے پاس بھیجدیگئی،

غرض اسی سال خریف مین چنگیز خان گوبی کو واپس ہوا، جب ختا کی سرحد سے نکلا تو جس قدر قیدی لشکر کے ساتھ تھے اُن کو قتل کروا دیا،

(معلوم ہوتا ہے کہ مغلون کا دستور تھا کہ جب لڑائی کے بعد وہ اپنے وطن کو واپس جایا کرتے تھے تو جسقدر قیدی اُنکے ساتھ ہوتے تھے اُنمین سے اہل حرفہ کو علیحدہ کر کے باقی سب کو قتل کر دیتے تھے، یہی وجہ تھی کہ اس زمانے مین مغلون کے وطن مین غلام بہت کم نظر آتے تھے، قیدیون کے گروہ نہایت برے حال، کمزور اور فاقہ زدہ ساتھ ہوا کرتے تھے، ان مین اتنی طاقت نہ ہوتی تھی کہ مغلون کے وطن تک جس کے چارون طرف صحرا اور بیابان واقع تھے پیدل سفر کر سکین، بجائے اس کے کہ انھین بالکل بے سر و سامان چھوڑ دیا جاتا مغل انھین اسی طرح تلف کر دیتے تھے جیسے ہم پرانے کپڑے پھینک دیتے ہین، مغلون کے نزدیک جان بہت ارزان شئے تھی، ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ایسے شہرون کو جو شاداب زمینون مین بسائے گئے تھے غارت کر کے چراگاہ بنا دین، ختا مین لڑنے کے بعد مغل بڑے فخر سے کہا کرتے تھے کہ ہم نے ختا کے اکثر شہرون کو ویران کر کے ایسا ہموار کر دیا ہے کہ سوار کا گھوڑا ایک سرے سے دوسرے سرے تک جانے مین کہین ٹھوکر نہین کھا سکتا)

مال و دولت اسقدر حاصل کرنے کے بعد بھی چنگیز خان نے ختا کے ملک کو کیون چین سے نہین بیٹھنے دیا، ایسا سوال ہے جسکا کوئی معقول جواب دینا ممکن نہین، شہنشاہ ختا نے بھی اپنی عقل کے مطابق جو کچھ مناسب سمجھا وہ کیا، چنانچہ اپنے سب سے بڑے فرزند کو ین کنگ مین چھوڑ کر اور اس مضمون کا ایک فرمان جاری کر کے کہ ہماری رعایا کو معلوم ہو کہ ہم نے آیندہ سے

جنوبی دار الحکومت کو اپنی جائے سکونت قرار دیا ہے، شہنشاہِ ختا جنوب کی طرف روانہ ہوگیا،
یہ فرمان حفظِ ناموس کی ایک کمزور علامت تھی، ین کنگ کے اعیان و شرفا نے
بہت اصرار کیا کہ رعایا کو معرضِ خطر مین نہ چھوڑا جائے لیکن شہنشاہ کو ین کنگ سے جانا منظور
تھا اور اِسلئے یہی کیا بھی، مگر اُس کے جاتے ہی دار الحکومت مین بغاوتین شروع ہوگئین،

دسواں باب

ختا میں مغلوں کی واپسی

ختا کا شہنشاہ جسوقت اپنے خدم وحشم کو ساتھ لیے دارالحکومت ین کنگ سے جانے لگا تو قصرِ شاہی مین اپنے فرزند کو جو ولیعہد بھی تھا چھوڑتا گیا، اُسے یہ گوارا نہ ہوا کہ مرکزِ قلمرو کو ترک کرتے وقت ین کنگ مین اپنی حکومت کی کوئی نشانی باقی نہ رکھے یا رعایا کے دیکھنے کے لیے اپنے ہی خاندان کے ایک آدمی کو تاج وتخت کا مالک نہ بنا تا جائے، ین کنگ کی حفاظت کے لیے اُس مین سپاہ بکثرت موجود تھی،

لیکن سلطنت کے اعیان واکابر جس بدنظمی کا اندیشہ رکھتے تھے اُس نے پھیل کر قن کی فوجون مین ابتری ڈالنی شروع کر دی، شہنشاہ کے ہمراہ جو شاہی رسالہ گیا تھا اُس کے بعض افسرون نے بغاوت کی اور شہنشاہ کا ساتھ چھوڑ کو مغلون سے جا ملے،

خود پائے تخت ین کنگ مین ایک عجیب سرکشانہ تحریک ہوئی، امرائے ختا جن کے ہان ریاست وسیاست موروثی چلی آتی تھی اور دیگر رؤسائے ملک اور حکامِ اعلیٰ جمع ہوئے اور خاندان قن کی اطاعت کا حلف دوبارہ لیا اور چونکہ شہنشاہِ سابق نے اُن کے سر سے اپنا سایۂ عاطفت

اٹھالیا تھا، اس لیے انھون نے خود مغلون سے لڑائی جاری رکھنے کا مصمم ارادہ کرلیا، ین کنگ کے تو ہیکل
سوار اور پیدل مینھ برستے مین ننگے سر بازارون مین کھڑے ہوئے اور قسم کھائی کہ امرائے دولتِ قن کے
وہ ہرحال مین اطاعت گذار رہینگے، غرض آج ایک فرمانروا کا دارالحکومت سے فرار ہونا رعایا کے اُس
جوشِ وفاداری کو سطح پر لے آیا جو قدیم زمانے سے اس کے دل مین جاگزین تھا،

لیکن اب شہنشاہ نے قاصد بھیجے کہ ولیعہد کو ہمارے پاس جنوب مین فوراً بھیجدیا جائے،
امرائے سلطنت کو اسمین عذر ہوا اور انھون نے عرض کیا کہ ولیعہد کو شہنشاہ اپنے پاس نہ بلائے
لیکن شہنشاہ کو اپنے حکم پر اصرار رہا، چونکہ بادشاہ کی زبان ابھی تک ملک کا قانون سمجھی جاتی
تھی، اس لیے رعایا کا کوئی عذر نہ سنا گیا اور ولیعہد تختگاہِ ین کنگ سے شہنشاہ کے پاس چلا گیا، یہ
حرکت کسی طرح پر بھی درست نہ تھی، اب دارالحکومت مین شاہی خاندان کی صرف چند مستورات اور
شہر کے حکام، کچھ خواجہ سرا اور تھوڑی سی فوج رہگئی، بہرکیف دولتِ قن کے اکابر و شرفا نے جو شعلہ روشن
کیا تھا اس نے مختلف مقامات مین آگ لگا دی، جن شہرون یا دور دور کے قلعون مین مغل اپنی
فوجین بٹھا گئے تھے، ان پر ختائیون نے حملہ کردیا اور صوبہ لیاؤ تنگ مین بھی جس کی حالت اب پہلے
سے بھی زیادہ ردی ہوگئی تھی، ختا کی ایک فوج پہنچ گئی اور اُس کے سردارون نے وہان بڑی کامیابی
حاصل کی،

اس وقت مغلون کا لشکر گوبی کو جارہا تھا جس وقت اُسے اطلاع ہوئی کہ ختا مین کل معاملات
درہم برہم ہوگئے ہین تو چنگیز خان جو لشکر کے ساتھ تھا چلتے چلتے ٹھہر گیا، اور اپنے مخبرون اور قراولون
کا انتظار کرنے لگا جو تیزی سے منزلین طے کرتے ہوئے ختا سے اُس کے پاس آرہے تھے تاکہ جملہ حالات
سے خان کو آگاہ کرین،

جب کل حالات سنکر اچھی طرح سمجھ لیے تو چنگیز خان نے اُن کا تدارک شروع کیا،
لشکر مغل مین جو تومان سب سے زیادہ کارگذار رہا تھا اُسے دریائے ہوانگ نو کی طرف اس حکم سے روانہ کیا کہ شہنشاہِ ختا کا تعاقب کرے جو ابھی تک حالتِ فرار مین تھا،
گو موسم جاڑے کا آگیا تھا مگر مغلون کا یہ تومان بہت ہی تیزی سے شہنشاہ کے تعاقب مین چلا، اب شہنشاہ مجبور ہوا کہ دریائے ہوانگ نو اتر کر اور بھی جنوب کی طرف بادشاہ سنگ کی عملداری مین چلا جائے، سنگ کا شاہی خاندان قِن کا پرانا دشمن تھا، مگر مغلون نے یہان بھی شہنشاہ کا پیچھا نہ چھوڑا، برف پوش پہاڑون مین سے رستہ نکالتے ہوئے آگے بڑھے، دریا اور ندیان حائل ہوئین تو نیزون کے ساتھ درختون کے موٹے موٹے ٹہنے زنجیرون سے باندھکر ان پر پل ڈالے اور پار اتر گئے، مغلون کا یہ تومان جنوب کی سمت مین اتنی دور نکل آیا کہ مغلون کے بڑے لشکر سے اس کا تعلق بالکل قطع ہو گیا، شہنشاہِ ختا نے اس زمانے مین بادشاہِ سنگ سے مدد طلب کر لی تھی، چنگیز خان نے اپنے تومان کو واپس بلانے کے لیے قاصد روانہ کیے، اور تومان کسی طرح پہاڑون سے باہر آکر سنگ کے بہت سے شہرون کے گرد چکر کاٹتا ہوا ہوانگ نو کے کنارے آیا اور دریا کو عبور کر کے پناہ کی جگہ پہنچ گیا،
جبی نویان گھوڑا دوڑاتا ہوا ختا سے گوبی مین آیا تا کہ یہان کے سردارون نے جو شورش برپا کر رکھی تھی اسکا سدِ باب کرے،
چنگیز خان نے سوبدای بہادر کو بھی معاملات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے روانہ کیا، یہ ارخان سوبدای اب کئی ماہ تک نظر سے غائب ہو جاتا ہے، صرف گھوڑون کی حالت کا پرچہ چنگیز خان کو بھیجتا رہتا ہے، شمالی ختا مین اُسے کسی قسم کی دقت پیش نہین آئی کیونکہ جب بڑے

لشکر مین واپس آیا تو ملک کوریہ کا مژدۂ فتح ساتھ لایا، یہ سالار اپنی سوچی ہوئی تدبیرون پر عمل کرنے مین کسی کے مشورے کا محتاج نہ تھا، چنانچہ بغیر کسی کو اطلاع کئے ایک بڑا چکر خلیج لیا وتنگ کے کنارے کنارے لگایا تاکہ ایک نئے ملک کی کیفیت سے آگاہ ہو، سوبدای بہادر کے اسی شوق نے کہ ایک بڑے لشکر کا مطلق العنان سردار ہو کر ملکون ملکون گشت لگایا کرے یورپ کے براعظم پر آیندہ زمانے مین سخت آفتین نازل کر دین،

خود چنگیز خان اس زمانہ مین لشکر کا بڑا حصہ ساتھ لیے دیوار چین کے قریب مقیم رہا، اب اسکی عمر پچپن ۵۵ برس کی ہو گئی تھی، اسکا پوتا قوبیلای[1] خان پیدا ہو چکا تھا، بیٹے تو نمدے اور کمبل کے ڈیرون مین پیدا ہوئے تھے مگر پوتون نے دیبا اور حریر کے سراپردون مین آنکھین کھولین، چنگیز خان کے فرزند بھی اب جوان ہو گئے تھے لیکن موقع ایسا نازک تھا کہ تومانون کی سرداری ارخانون کے سپرد ہوئی، ارخان لشکر کے نہایت وفادار جان نثار و آزمودہ کار سردارون کا لقب ہوتا تھا، یہ لوگ ایسے تھے جنکی نسبت مان لیا گیا تھا کہ اُن سے کوئی قصور نہین ہوتا، اور انھی سردارون کی لیاقت کی وجہ سے اُن کی اولاد کی نسبت بھی حکم تھا کہ وہ کبھی کسی چیز سے محتاج نہ رکھی جائے، اور کسی قصور کی اُسے سزا نہ ملے، چنگیز خان نے جبی نویان اور سوبدای بہادر کو دہ ہزاری فوجون کی سپہ داری خوب سکھا دی تھی، اور مقولی بہادر کو بھی بڑی بڑی آزمایشون مین ڈال کر پختہ کار بنا دیا تھا،

یہ سردار اور نوئینان لڑتے تھے اور چنگیز خان مسند خانی پر بیٹھا سلطنت ختا کی تباہی کا تماشا دیکھتا تھا، قاصد گھوڑے ہوا کئے پل پل کی خبرین خان کو پہنچاتے تھے، ان قاصدون کی

---

[1] اسے بعض مورخون نے قوبیلای خان اور بعض نے قوبلا خان بھی لکھا ہے، (مترجم)

یہ کیفیت تھی کہ جب خبر لیکر چلتے تھے تو کھانا پکانے تک کو بیچ مین کہین نہ ٹھہرتے تھے اور کبھی آرام لینے کو گھوڑے کی پیٹھ سے جدا نہ ہوتے تھے،

مقولی بہادر نے جس کی مدد پر لیاوتنگ کا شہزادہ منگن بھی تھا ین کنگ پر حملے کے وقت فوج کی سرداری کی، مقولی صرف پانچہزار مغلون کو لیکر مشرق کی طرف بڑھا تھا، رستے مین ختا کے ایسے گروہون کو جو اپنے حاکمون سے باغی ہو گئے تھے، اور اُن کے علاوہ اور صحرا گرد جماعتون کو اپنے لشکر مین شریک کرتا گیا، سوبدای بہادر اپنی فوجین لیے لشکر مقولی کے ایک بازو پر تھا، غرض اس ساز و سامان سے مقولی نے شہر ین کنگ کے سامنے فوجین اتار کر شہر کا محاصرہ شروع کر دیا،

ین کنگ مین سپاہ اتنی کافی اور رسد کا سامان اور ہتھیار اور آلات حرب اس کثرت سے تھے کہ محاصرہ کرنے والے شہر والون کا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے، لیکن ختا کی سپاہ مین جو شہر کے اندر تھی ایسا کوئی انتظام نہ تھا کہ وہ شہر کو زیادہ دن تک دشمن سے محفوظ رکھ سکتی، مضافات شہر مین ایک جگہ لڑائی شروع ہوئی تو قِن کے دو سپہ سالارون مین سے ایک سپہ سالار اپنی فوج کو چھوڑ کر مغلون سے جا ملا، جب یہ سپہ سالار اپنی فوج کو چھوڑ کر شہر سے جانے لگا تو بیگات شاہی نے بہت عاجزی کی کہ انھین بھی ساتھ لیتا چلے مگر یہ سرداران عورتون کو اندھیری رات مین اکیلا چھوڑ کر مغلون کے پاس چلا گیا، سوداگرون کا بازار مغلون نے لوٹنا شروع کیا، سپاہیون کے شور و غوغا مین شاہی خاندان کی عورتین زندگی سے مایوس خوف زدہ اور پریشان حال ادھر اودھر پڑی پھرتی تھین،

اس کے بعد شہر مین جگہ جگہ سے شعلے اٹھنے لگے، محلون مین غلام اور خواجہ سرا ہاتھون مین سونے چاندی کے زیور پہنے بدحواس ادھر کے ادھر بھاگتے پھرتے تھے، دیوانِ عام ویران

پڑا تھا، قصر کے پہرا دینے والے بھی اپنا اپنا پہرا چھوڑ کر لوٹ مین شریک ہو گئے ،

تخت گاہ ین کنگ سے چلتے وقت شہنشاہِ قن نے وانگ ین کو جو دوسرا سپہ سالار تھا اور شاہی خاندان سے تھا حکم دیا تھا کہ تمام مجرمون کا قصور معاف کر کے ان کو قید سے رہا کر دینا اور سپاہیون کے انعام واکرام مین بھی اضافہ کر دینا، مگر یہ سب بے سود تھا، وانگ ین شہر مین تنہا رہ کر اس حکم سے کیا فائدہ اٹھا سکتا تھا،

جب محصور شہر کی حالت اتنی بگڑی کہ وانگ ین کو قطعی مایوسی ہو گئی تو اُس نے خود کشی کا ارادہ کیا، اپنے کمرے مین جا کر شہنشاہ کے نام ایک معروضہ لکھا اور اس مین اس بات کو تسلیم کیا کہ "وفادار اس بنا پر کہ پایۂ تخت کو دشمن سے نہ بچا سکا، تقصیروار اور واجب القتل ہے"،

یہ معروضہ جسے نامۂ وداع کہنا درست ہوگا وانگ ین نے اپنی قبا کے گریبان پر لکھنا شروع کیا، بیچ مین نوکرون کو بلا کر جسقدر زر نقد اور عمدہ کپڑے اُس کے پاس تھے، ان مین تقسیم کر دیئے عامل شہر اسوقت خدمت مین حاضر تھا، اُسے حکم دیا کہ زہر کا پیالہ تیار کرے، یہ حکم دیکر پھر لکھنے مین مصروف ہو گیا،

تحریر ختم کرنے پر وانگ ین نے عامل شہر کو جو اُسکا دوست بھی تھا کمرے سے باہر جانیکا حکم دیا، جب وہ باہر چلا گیا تو زہر کا پیالہ پی لیا، شہر مین آگ لگی ہوئی تھی، شہر والے خوف سے بدحواس تھے، جان بچانے کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی، یہ حالت تھی کہ مغل دار السلطنت قن یعنی ین کنگ کے شہر مین داخل ہوئے،

مقولی جو ہر کام قاعدے سے کرتا تھا اس بات سے بے پروا ہو کر کہ آج ایک خاندان معزول ہو کر دوسرا خاندان مالک تاج و تخت ہوتا ہے ین کنگ کے خزائن برآمد کرنے مین مصروف ہوا،

ین کنگ سے جو آدمی قید ہو کر چنگیز خان کے پاس بھیجے گئے اُن مین لیاؤتنگ کی شاہی نسل کا ایک شہزادہ بھی تھا جو مدت سے شہنشاہِ قِن کی ملازمت مین تھا، یہ بڑا قد آور نوجوان آدمی تھا اور اسکی ڈاڑھی اتنی لمبی تھی کہ ناف تک پہنچتی تھی، آواز بھاری تیز اور صاف تھی، چنگیز خان اسکی آواز سنکر اسکی طرف متوجہ ہوا، کسی سے اِس قیدی کا نام پوچھا، معلوم ہوا کہ اُسے یِئی لیوچِتساِی کہتے ہین،

چنگیز خان نے قیدی سے پوچھا کہ "تم نے کیون ایسے خاندان کی ملازمت گوارا کی جو ہمارے خاندان کا پرانا دشمن تھا"

لیاؤتنگ کے اِس جوان شہزادے نے جواب دیا، "چونکہ میرا باپ اور میرے گھرانے کے سب آدمی شہنشاہِ قِن کے خادم اور نمک خوار رہے تھے اس لیے یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ مین کسی اور کی ملازمت کرتا"

چنگیز خان اِس جواب سے خوش ہوا، اور لیوچِتساِی سے کہا،

"تم نے بے شک اپنے آقائے سابق کے ساتھ بہت وفاداری کی، اب تم میرے معتمد بنکر میری خدمت مین رہ سکتے ہو، تمھین چاہیئے کہ میری ملازمت قبول کرو"

بعض آدمیون کو جنھون نے خاندانِ قِن سے بغاوت کر کے اسکی ملازمت ترک کی تھی چنگیز خان نے قتل کروا دیا، اسکو یقین ہو گیا تھا کہ یہ آدمی ہرگز کسی کے بھی اعتبار کے قابل نہ تھے، آیندہ زمانے مین ایک موقع پر لیوچِتساِی نے خان سے عرض کیا "یہ سچ ہے کہ حضور نے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھکر ایک بہت بڑا ملک فتح کر لیا لیکن گھوڑے کی پیٹھ سے حضور اُس ملک پر حکومت نہین کر سکتے"

معلوم نہین کہ اِس قول کی سچائی اور اِس امر کا احساس چنگیز خان کو ہوا یا نہین کہ ختا کے ارباب علم وفضل بھی اُن آتش بار آلون اور منجنیقون سے کم نہین ہین جنسے پتھر اور آگ دشمن پر برسائی جاتی تھی، مگر اتنا ضرور ہے کہ چنگیز خان نے دانشورانِ ختا کے مشورون کو سنا ہمیشہ روا رکھا، ختا کے جن وسیع صوبون کو فتح کیا تھا اُن کے لیے حاکم مقرر کیے اور یہ سب حاکم لیا وتنگ کے باشندے تھے،

چنگیز خان کو اس کا اندازہ ضرور ہو گیا ہوگا کہ ختا کی کثرت سے آباد زمین کو ویران کر کے مغلون کی خواہش کے مطابق چراگاہ بنانا ممکن نہین ہے، چینیون کے تجارتی فنون اور حکمت وفلسفہ سے چنگیز خان کو ایسی ہی نفرت تھی جیسے چینی عورتین اور غلامون سے تھی جو اُس کے پاس کثرت سے موجود تھے، لیکن ین کنگ سے شہنشاہ کے فرار ہونے پر قین کے امرائے دولت نے جس ہمت ومردانگی سے مغلون کا مقابلہ کیا تھا اسکی تعریف چنگیز خان کے دل مین بہت تھی، اور ان امرا کی عقل وکوشش کو دیکھکر خیال کرتا تھا کہ وہ بڑی بکار آمد چیز ہو سکتے ہین، لیو چیتسا ی نجوم کا عالم تھا اور اوضاعِ کواکب سے آیندہ کے حالات بتا سکتا تھا،

بلادِ ختا کے خزانے جب چنگیز خان قراقورم لیکر آیا تو ان خزانون کے ساتھ علم وفضل کے خزانہ دار یعنی بڑے بڑے دانا اور خردمند بھی تھے، نئے مفتوحہ صوبون پر حکومت کرنے اور سنگ کی سلطنت کو فتح کرنے کا کام چنگیز خان نے مقولی بہادر کے سپرد کیا، اِس سردار کی تعریف چنگیز خان نے ایک مجمعِ عام مین کی اور اس کو ایک سنہری عَلَم دیا جس مین سپید گھوڑے کی دُمین بندھی تھین،

چنگیز خان نے مغلون کو تاکید کردی کہ "مقولی کے حکمون کی پابندی ختا کے ممالک مین

تمھین اسی طرح کرنی ہوگی، جیسے کہ خود میرے حکمون کی پابندی تم پر لازم ہے"

سپہ سالار مقولی کو جو خان کا نہایت وفادار خادم تھا اس سے بڑھکر اختیارات دینے ممکن نہ تھے، چنگیز خان نے اس بارے مین جسقدر کہا تھا وہی کیا بھی، اور مقولی اُس ملک مین جس کی حکومت اُس کے سپرد ہوئی تھی لشکر کے ساتھ بلا مزاحمت حکومت کرتا رہا،

چنگیز خان نے ختا کی حکومت کیون اپنے ایک سردار کے سپرد کر دی اِسکی وجہ بیان کرنی ایک قیاسی بات ہوگی، لیکن اس مین کسی طرح کا شبہہ نہین کہ چنگیز خان اپنی سلطنت کی مغربی سرحد کو مضبوط کرنے کے لیے اب ختا سے واپس جانا چاہتا تھا۔ غالباً وہ اس بات کو خوب سمجھ گیا تھا کہ چین کو پوری طور پر فتح کرنے کے لیے برسون درکار ہونگے۔ مگر ایک خیال یہ بھی ہے کہ ختا کو فتح کرنے کے بعد چنگیز خان کو اِس ملک سے کچھ دلچسپی نہ رہی تھی،

گیارھواں باب

قراقورم

دنیا کے اور بڑے فاتحون کیطرح چنگیز خان نے یہ نہین کیا کہ کوئی نیا ملک فتح کرکے اُس کے بہترین شاداب اور زرخیز خطے مین سکونت اختیار کرتا، ملک چین کو تسخیر کرنے پر اُسکے کسی شہر کو اپنا پائے تخت نہین بنایا، ختائیون کو شکست دیکر جب دیوارِ اعظم سے باہر آگیا تو پھر چین مین تمام عمر قدم نہین رکھا، لڑائیون کا انتظام واہتمام اپنے سپہ سالار مقولی کے سپرد کرکے اور اسکو ختا کا حاکمِ اعلیٰ مقرر کرکے خود اُسی بنجر اور پہاڑی ملک مین چلا آیا جو اُسکا یورت اصلی تھا،

اسی بنجر اور پہاڑی ملک مین چنگیز خان نے اپنا دارالحکومت قائم کرنا پسند کیا، اور گوبی کے شہرون مین سے قراقورم کو (جس کے معنی ریگ سیاہ کے ہین) اپنا اردو قرار دیا،

قراقورم مین چنگیز خان نے تمام ایسی چیزین مہیا کردین جنکی تلاش یا خواہش صحرا نشین قومون کو ہوسکتی تھی، یہ شہر بھی عجیب تھا، ایسی خشک اور شور زمینون کا اُم البلاد تھا جہان تیز ہواؤن کے کوڑے اور ریگ رواں کے تازیانے ہمیشہ آفتین نازل کیا کرتے تھے، مکانات بھی تھے مگر کچی دیوارون پر چھپر پڑے تھے، اور اُن کے بنانے کے وقت کسی کو خیال تک نہ آیا تھا کہ

سڑک یا راستہ رکھنا بھی کوئی ضروری چیز ہوتا ہے، شہر کے چارون طرف نمدون کے خیمے اور اُن کے کالے کالے گول ٹوپ نظر آتے تھے،

تنگ دستی اور بادیہ گردی کے دن اب ختم ہو چکے تھے، بڑے بڑے اصطبلون مین اصیل گھوڑے دس دس پانچ پانچ نہین بلکہ اُن کے گلّے کے گلّے موجود رہتے تھے، اور ہر گھوڑے کے پٹھے پر نشانِ چنگیزی داغ ہوتا تھا، قحط سے حفاظت کے لیے انبار خانے بنائے تھے جنمین آدمیون کے لیے جوار اور چاول اور گھوڑون کے لیے گھاس کثرت سے بھری رہتی تھی، کاروان سرائے بھی بنگئے تھے، ان مین مسافرون اور باہر کی سلطنتون کے سفیرون کا میلا لگا رہتا تھا، جو شمالی ایشیا کے تمام ملکون سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے یہان آیا کرتے تھے،

جنوب کی سمت سے عرب اور ترکستان کے سوداگر دربارِ خانی مین حاضر رہتے، اُن سے لین دین کا طریقہ چنگیز خان کا عجیب تھا، قیمت پر حجت کرنی پسند نہ تھی، اگر کسی تاجر نے اپنی چیز کی قیمت بڑھا کر کہی اور اُس پر اصرار کیا تو کل مال بلاقیمت رکھوا لیا جاتا تھا، لیکن اس کے برعکس اگر کسی تاجر نے اپنا مال بطور پیش کش کے حاضر کر دیا تو اُسے اتنا انعام دیا جاتا تھا کہ وہ مال کی اصلی قیمت سے بدرجہا زیادہ ہوتا تھا،

سفیرون کے قیامگاہ سے ملے ہوئے ہر مذہب کے پیشواؤن کے مکانات تھے، بدھ متیون کے پرانے وہارے اور مسلمانون کی مسجدین شانے سے شانہ ملائے کھڑی تھین، کہین کہین نسطوری عیسائیون کے چھوٹے چھوٹے لکڑی کے گرجے بھی موجود تھے، تمام رعایا کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت تھی، شرط صرف یہ تھی کہ یاسا اور اردوئے مغل کے قوانین کی پابندی ہر متنفس پر لازم ہوگی،

باہر کے ملکون سے جو لوگ آتے تھے ان کو سرحد پر مغلی افسر روک لیتے تھے، اس کے بعد رہبرون کو ساتھ کر دیتے تھے کہ انھین قراقورم تک پہنچا دین' اس کے ساتھ ہی کاروانی راستون پر جو قاصد مقرر تھے انکی معرفت صدر مین اطلاع پہنچا دی جاتی تھی کہ ایسے ایسے آدمی قراقورم کو آرہے ہین، بہت سی کڑی منزلین طے کرنے کے بعد ان مسافرون کے لیے ایک دن ایسا آتا تھا کہ انھین دور سے بہت سے گھوڑے اور مویشی چرتے یا خیمون اور یورتون کے کالے کالے گنبد یا گاڑیون کی قطارین چٹیل میدانون مین جہان درخت یا ٹیلے کا نشان تک ہوتا تھا نظر آتی تھین، اور یہی قراقورم تھا، شہر کے قریب پہنچتے ہی تمام مسافر "امیر سیاست" کی حراست مین لے لیے جاتے تھے،

پھر ایک پرانے دستور کے مطابق ان مسافرون کو دو طرفہ آگ جلا کر اُس کے بیچ مین سے نکالا جاتا تھا، اس آزمائش مین کوئی جلتا نہ تھا مگر مغلون کا یہ اعتقاد تھا کہ اگر ان مسافرون مین کوئی جادوگر ہوگا تو آگ اُسے جھلس دیگی. اس کے بعد انھین مہمان سمجھکر اُن کے کھانے پینے کا اہتمام کر دیا جاتا تھا، اور اگر خان کی اجازت ہوتی تھی تو وہ دربار مین پیش بھی کر دیئے جاتے تھے،

چنگیز خان نمد سپید کے سراپردے مین جس کے اندر کے رخ ریشمین استر دوزی ہوتی تھی، دربار کیا کرتا تھا، سراپردے کے دروازے کے قریب چاندی کی ایک میز پر گھوڑی کا دودھ اور طرح طرح کے میوے اور مٹھائیان چنی ہوتی تھین تاکہ جو لوگ دربار مین آئین وہ جس قدر چاہین خوب سیر ہو کر کھائین، سراپردے مین جانب صدر چنگیز خان ایک تخت پر بیٹھا ہوتا اور اور اُس کے بائین طرف تخت سے کسی قدر نیچے ملکہ بورتہ فوجین یا کسی دوسری ملکہ کی نشست ہوتی، چنگیز خان کے دربار مین وزیر اور دبیر کم تھے، صرف دراز قد اور بلند آواز لیو چتسای

زرین پوشاک پہنے یا قوم ایغور کا ایک کاتب کاغذ اور قلمدان لیے یا کوئی نویان کے درجے کا مغل جسے ساغر برداری کی خدمت اعزازی طور پر بخشی گئی ہے حاضر رہتا، سراپردے کی دیواروں سے ملے ہوئے نیچے نیچے تخت بچھے ہوتے، ان پر قوم کے امیر و رئیس نہایت ادب سے بالکل خاموش بیٹھتے، اِن کا لباس دیکھئے تو موٹے موٹے لبادون پر شال کے کمر بند کسے ہین اور ان کے پلو نیچے تک لٹکتے ہین، یہ لباس اُن کا معمولی ہے، فوجی نہین ہے، سراپردے کے بیچ مین ایک جگہ آتشدان مین اُپلون اور کانٹون کی آگ روشن ہے،

ترخانان جنکی عزت سب سے زیادہ تھی دربار مین بالکل بے تکلف ہوتے، بڑے بڑے شہسوار زخم کھائے ہوئے ہاتھون کو گھٹنون پر رکھے دربار مین دوزانو بیٹھتے ارخان اور دہ ہزاری سردار ہاتھون مین گرز لئے ہوئے اُنکے قریب ہوتے، آپس مین گفتگو بہت آہستہ کرتے اور جس وقت خان کچھ کہتا تو تمام دربار مین سناٹا ہو جاتا،

خان کی زبان سے جو کچھ نکل گیا سمجھ لیجئے کہ وہ مضمون بالکل ختم ہو گیا، اس کے بعد کوئی شخص ایک حرف منھ سے نہ نکال سکتا، بحث کرنا آدابِ شاہی کے خلاف تھا، مبالغہ کرنا اخلاقی جرم اور جھوٹ بولنے کے معنی یہ تھے کہ دروغ گو فوراً "امیرِ زدن و گرفتن" کے حوالے کر دیا جائے، خان کی تقریر مین الفاظ بہت کم ہوتے تھے اور جتنے ہوتے تھے وہ آزادہ طریقے پر قطعی ہوتے تھے،

نوواردون سے توقع کیجاتی تھی کہ خان کی خدمت مین جب حاضر ہون تو تحائف لے کر حاضر ہون، چنانچہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا، سراپردہ کے باہر جو افسر اُس دن کا مقرر ہوتا وہ باہر ہی سے تحائف لیکر خان کے پاس بھجوا دیتا، پھر ان نوواردون کو آگے بڑھنے کی اجازت ہوتی، مگر اس سے پہلے انکی جامہ تلاشی اس خیال سے لے لی جاتی کہ اُن کے پاس کوئی ہتھیار تو پوشیدہ طریقے پر نہین

ہے۔ تلاشی کے بعد انھین تاکید کردی جاتی کہ قصر مین داخلے کے وقت دروازے کی چوکھٹ کو پاؤن نہ لگے، اور اگر دربار شامیانے مین ہو تو اُسکی کسی طناب سے جسم مس نہ ہو، خان سے خطاب کرنے سے پہلے زمین پر دوزانو ہو کر پیشانی جھکانی پڑتی تھی، دربار مین ایک مرتبہ حاضری دینے کے بعد جب تک خان سے اجازت حاصل نہ ہو جائے کوئی نووارد شہر سے رخصت نہ ہو سکتا تھا۔

شہر قراقورم کو صحرائے گوبی کی ریگ نے اب زمین مین دفن کر دیا ہے، کسی وقت مین اس شہر پر پولاد و آہن کی مثل سخت ارادے اور اختیار سے حکومت کیجاتی تھی، مغلون کے اردو مین قدم رکھتے ہی ہر شخص "تاجون اور تختون کے مالک" چنگیز خان کا بندۂ فرمان ہو جاتا تھا، سوائے خان اور خان کی زبان کے دوسرا کوئی قانون اُس کے لیے نہ ہوتا تھا،

بڑا دلیر پادری روبریک لکھتا ہے کہ "تاتاریون مین آتے ہی معلوم ہوا کہ کسی نئی دنیا مین پہنچ گیا ہون"

" یہ وہ دنیا ہے جس کی ہر جنبش اور حرکت یاسا کے مطابق ہے، اور جو ہر وقت دم بخود کھڑی خان کی مرضی اور حکم کی منتظر ہے، تمام کاروبار فوجی قاعدون پر چل رہا ہے، جسطرف دیکھو ضبط و انتظام بدرجۂ کمال موجود ہے، خان کا سراپردہ ہمیشہ جنوب رُو یہ لگایا جاتا تھا، اور اسی سمت مین سراپردے کے آگے بہت سی جگہ خالی چھوڑ دی جاتی تھی، اور یہان شاہی خیمے کے اندر چپ و راست امرائے اردو کی نشستین اسیطرح مقرر تھین جیسے بنی اسرائیل کی نشستین قبۃ الشہادت کے گرد معین ہوتی تھین"

چنگیز خان کے خاندان کے آدمی بڑھتے جاتے تھے، اردو مین علاوہ ملکہ بورتہ کے اور بیویون کے خیمہ و خرگاہ بھی ہوتے تھے اور جس قوم کی بیوی ہوتی تھی اسی قوم کے آدمی اوسکی خدمت مین

رہتے تھے،

خان کی دو بیویان ختا اور لیاو کی شہزادیان تھین، یہ شاہی دودمانِ ترک کی بیٹیان تھین، اور صحرا گرد قومون کی سب سے زیادہ حسین عورتون مین اُن کا شمار تھا،

مردون مین دلیری اور ہمت اور گھوڑون مین تیزی و تحمل کی پہچان تو چنگیز خان رکھتا ہی تھا مگر عورتون کا حسن و جمال پرکھنے مین بھی کچھ کم جوہر شناس نہ تھا، جہان کسی مغل نے اس کے سامنے کسی حسین عورت کا ذکر کرکے کہا کہ معلوم نہین اب وہ کہان ہے اور کیونکر ملسکتی ہے تو چنگیز خان بالکل بے اختیار ہو کر کہتا تھا کہ "اگر حقیقت مین وہ حسین ہے تو ہم اُسے ضرور دستیاب کرلینگے"۔

چنگیز خان کے ایک خواب کا قصہ عجیب بیان ہوا ہے، اس خواب مین یہ دیکھا کہ اُس کے قتل کے لیے سازش کیجا رہی ہے اور اس سازش مین اسکی حرمون مین سے ایک حرم سب سے زیادہ سرگرم ہے، چنگیز خان حسب معمول اُسوقت میدانِ جنگ مین تھا، اور اپنے خیمے مین سو رہا تھا، اس پریشان خواب کو دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی، فوراً آواز دی کہ دروازے پر پہرے والون کا افسر کون ہے،

افسر نے آواز سنتے ہی فوراً اپنا نام پکارا، آواز پہچانکر خان نے حکم دیا "اچھا ہم اپنی فلان حرم تمھین انعام مین دیتے ہین، اُسے ابھی اپنے خیمے مین لیجاؤ"۔ یہ وہی حرم تھی جسے خواب مین سازش کرتے دیکھا تھا،

اخلاقی مسائل بھی چنگیز خان اپنے ہی انداز پر حل کیا کرتا تھا، ایک دوسری حرم کا حال بیان ہوا ہے کہ وہ کسی مغل خادم کی خوشامد سے ایسی خوش ہوئی کہ اسکی طرف متوجہ ہو گئی، چنگیز خان کو اس حال کی خبر ہوئی تو کچھ دیر سوچتا رہا، کسی کو قتل کا حکم نہین دیا، خود یہ کہکر کہ "مین نے برا کیا کہ ایسی مبتذل عورت کو اپنی حرم بنایا"۔ اس خادم اور حرم کو اپنے سامنے سے نکلوا دیا،

چنگیز خان کے بیٹے اور بیویون سے بھی تھے لیکن سلطنت کا وارث صرف ملکہ بورتہ کے بیٹون کو قرار دیا، ان بیٹون کو ہمیشہ بہت خوش ہو کر اپنے ساتھ رکھا، ہر ایک کی تربیت کے لیے کوئی بڑا تجربہ کار اور جان نثار سپہ سالار بطور اتالیق مقرر کیا جس وقت ان لڑکون کی طبیعت اور لیاقت کا علم اور سب طرح سے اُن کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو انھین اروق (عقاب) کا خطاب یعنی خاندانِ خانی کی رکنیت کا اعزاز بخشا، اور اس کے بعد ہر ایک سے کارِ سلطنت مختص کئے،

فرزند رشید جوجی[1] "امیر صید و شکار و ترتیب مجلس بزم" مقرر ہوا، شکار مغلون مین ایک ایسا شغل تھا جس سے بسر اوقات کا زیادہ تر سامان میسر ہوتا تھا، چغتائی "امیر سیاست" و "تادیب" مقرر ہوا، اوگدائی تنظیم امورِ سلطنت اور تدبیرِ مصالحِ جمہور پر مامور ہوا، تولی کو سرانجامِ مہم لشکر اور محافظتِ اردو سپرد ہوئی، مگر تولی کے ذمہ یہ کام برائے نام تھا، چنگیز خان ہمیشہ اُسے اپنے ساتھ رکھتا تھا، سب سے بڑا بیٹا جوجی وہی ہے جس کے فرزند باتو نے سیر اوردہ کی مہتم بالشان سلطنت یورپ مین قائم کر کے سلطنتِ روس کو پامال کر ڈالا، چغتائی کو باپ سے ورثہ مین وسطِ ایشیا کی سلطنت ملی، اسی کی نسل مین ظہیر الدین بابر ہوا جو ہند کے شاہانِ مغلیہ مین سب سے پہلا تاجدار گذرا ہے، تولی کے فرزند قوبلائی خان نے بحرِ چین سے لیکر وسطِ یورپ تک خاقانی کا ڈنکا بجایا،

قوبلائی نوعمر تھا، دادا اُسے بہت چاہتا تھا، اور اُسے دیکھکر وہی عزتِ نفس محسوس کرتا تھا جو دادا کے دل مین پوتے کو دیکھکر ہوا کرتی ہے، اکثر قوبلائی کی باتین سنکر کہتا "ذرا اُسے سنو تو کیسی عقل کی باتین کرتا ہے"،

ولایت ختا سے واپسی پر چنگیز خان کو معلوم ہوا کہ مغولستان مین جو سلطنت نئی نئی اُس نے

---

[1] جوجی کا دوسرا نام تاشی بھی لکھا ہے، (مترجم)

قائم کی ہے اس کے مغربی نصف حصے مین بہت ابتری پھیل گئی ہے، اور وسطِ ایشیا کی زبردست ترکی قومین جو پہلے سلطنت قراختای سے متعلق تھین ایک ایسے بادشاہ کے تحت مین آگئی ہین جو نہایت ہوشیار و چالاک اور غاصب حکومت ہے، اس بادشاہ کا نام کوشلوک (یا توچلوق) تھا اور یہ دراصل قوم نایمان کا حاکم تھا، اور مغلون نے جب قرایت سے جنگ کی تھی تو مغلون سے نایمان کو بھی شکستین کھانی پڑی تھین،

کوشلوک نے بڑے مکر و کید سے اپنا پایہ بلند کرکے شہرت حاصل کی تھی، ولایت قراختای سے بھی زیادہ مغرب کی سلطنتون سے میل ملاپ کرکے بادشاہ قراختای کے گھر مہمان ہوا اور دھوکے سے اپنے میزبان کو قتل کر دیا، جس زمانہ مین چنگیز خان دیوارِ چین سے گذر کر ختا کی تسخیر مین مصروف تھا تو کوشلوک نے قومِ ایغور کی سلطنت کا نظم و نسق درہم برہم کر دیا، اور المالیق کے عیسائی خان کو بھی قتل کر ڈالا، المالیق کا خان مغلون کا ماتحت تھا، قوم مکریت جو کبھی نچلا بیٹھنا نہین جانتی تھی کوشلوک کی ہواخواہ بنگئی تھی،

کوشلوک کی حکومت پہاڑی سلسلون مین تبت سے لیکر سمرقند تک پھیل گئی تھی[۱]، مگر اسکی یہ حکومت قلیل المدت ثابت ہوئی، چنگیز خان نے قراقورم واپس آکر کوشلوک کو مغلوب کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا، لشکر کو نئے گھوڑون پر سوار کرکے قومِ نایمان سے جسکا کوشلوک حاکم تھا لڑنے

---

[۱] کوشلوک کی سلطنت مین وہ ملک شامل تھے جو بعد کو مملکت تیمور کا قلب و جگر سمجھے گئے، قومِ نایمان اور قراختائی سے چنگیز خان کی لڑائیان بڑے پیمانے پر ہوئین، چنگیز خان نے ان لڑائیون کے نقشے بڑی لیاقت سے سوچکر نہایت تیزی سے فتوحات حاصل کین، جسطرح چین کی اخیر جنگ مین انتظام کیا تھا یہان بھی دہ ہزاری فوجون کو اُرخانون اور اپنے فرزندون کی سرکردگی مین روانہ کیا، مگر اس زمانہ کے پیچیدہ حالات ایسے ہین کہ جبتک انھین تفصیل سے نہ لکھا جائے اور یہ نہ بتایا جائے کہ ان نواح مین ایغور کی حکومت مٹنے کے بعد قرغز اور ختائیون کی سلطنت ہو گئی تھی، مغلون کی فتوحات کی پوری اہمیت ظاہر کرنی غیر ممکن ہے،

روانہ کیا، مغل سپاہی بادشاہ قراختای یعنی کوشلوک کو بڑی ترکیبون سے میدان مین لے آئے، اور پھر مغلون کے سپہ سالارون نے اسکی اچھی طرح خبر لی شکستین دیکر خوب بھگایا، قوم مکریت جو مغلون سے منحرف ہوگئی تھی اسکی گوشمالی کے لیے سوبدای بہادر ایک پورا تومان لیکر پہنچا جبی نویان کی سرکردگی مین دو تومان یعنی بیس ہزار فوج تھی، اس سپہ سالار کو حکم تھا کہ کوشلوک کا تعاقب کرکے اس کا سر کاٹ کر دربار مین حاضر کرے،

جبی نویان کے کارنامون سے جو پہاڑی سلسلون مین لشکر لاکر اُس سے ظاہر ہوئے ہین یہان کچھ سروکار نہین، سوائے کوشلوک کے جبی نویان نے تمام رعایا کو امان دی، اس امان سے مسلمان بہت خوش ہوئے کیونکہ کوشلوک نے مسلمانون پر سخت ظلم کئے تھے، بدھ تیون کے وہہارے (عبادت خانے) جو لڑائی کے زمانے مین بند ہوگئے تھے جبی نویان نے کھلوا دیئے اور کوشلوک کا تعاقب کوہستان پامیر تک کیا، آخر کار کوشلوک کو قتل کیا اور اُسکا سر کاٹ کر قراقورم بھیجا جبی نویان نے اس زمانے مین ایک ہزار سپید منھ کے گھوڑے جمع کئے تھے، کوشلوک کے سر کے ساتھ یہ گھوڑے بھی خان کی خدمت مین بطور نذر کے روانہ کئے،

یہ لڑائیان ایسی تھین کہ اگر چنگیز خان اُن مین ہار جاتا تو پھر کہین کا نہ رہتا، ان لڑائیون سے دو نتیجے نکلے، ایک یہ کہ ترکستان کی وحشی قومین جو مغلون کے پڑوس مین تھین، یا تبت کے شمال مین بلند پہاڑی سلسلون مین رہتی تھین یا اُن سلسلون سے اور بھی شمال مین روس کے کاہستانون تک پھیلی تھین، وہ سب چنگیز خان کے اردو مین شامل ہوگئین اور جس وقت شمالی ختا کی سلطنت مٹ گئی تو یہ ترکستانی قومین تعداد مین اتنی کثیر ثابت ہوئین کہ مختلف سلطنتون مین توازن قوت کا قائم رکھنا انہی کے اختیار مین ہوگیا، فتحیاب مغل شمار مین نسبتہً بہت کم تھے،

بلادِ قراختای مین وہیارون اور مسجدون کے کھول دینے سے چنگیز خان کی قدر رعایا کے دل مین بڑھی اور اُس کے اقبال کو ترقی ہوئی، پہاڑی شہرون سے لیکر وادیون کے لشکر گاہون مین ہر کہ ومہ کی زبان پر تھا کہ چنگیز خان ولایتِ ختا کو تسخیر کر چکا ہے، ختا مین بدھ مذہب کو جو اقتدار حاصل ہوا وہ لوگون کو چنگیز خان کی ذات سے وابستہ معلوم ہونے لگا، بدھ مذہب والون کے علاوہ مسلمان بھی خوش ہوئے کیونکہ کوشلوک نے اُن پر بہت سختی کی تھی، ان کو اُس بات سے تسکین ہوئی کہ جو شخص اُن کے مذہب مین دست اندازی کرتا تھا وہ مٹ گیا، جو ناواجب محصول مسلمانون پر لگائے گئے تھے وہ معاف کر دیئے گئے، تبت کے بلند اور برفانی کوہستان جو مذہبی بغض وعناد کا دنیا مین سب سے بڑا دنگل بنے ہوئے تھے وہان بدھ مذہب کے گرو اور لاما اور مسلمانون کے ملّا اور عالم سب ایک ہی درجہ اور سطح پر آنے لگے، انھین تاکید کر دی گئی کہ یاسا اُن سب پر ایک ہی طور سے حاوی ہے، چنگیز خانی سفیر جنھین بڑی بڑی لمبی ڈاڑھیون کے ختائی ہوتے تھے چنگیز خانی یاسا کا درس دینے ملکون ملکون گئے اور بدنظمی مین ایک انتظام کی شکل پیدا کی، ختائیون کو بھی جو مقولی بہادر کے پنجۂ حکومت مین سختی سے زندگی کاٹ رہے تھے مصیبتون سے نجات ملی،

اب ایک دن کاروان والی سڑک سے ایک قاصد گھوڑا دوڑاتا ہوا جبی نویان کے پاس آیا، جبی نویان اسوقت فتح وتسخیر کے نشے مین سرشار تھا، قاصد نے آتے ہی مژدہ سنایا کہ گھوڑے جو نذر مین بھیجے تھے وہ مقبول ہوئے، مگر اس نذر کے صلہ مین خان نے جبی نویان کو نصیحت کی ہے کہ "دیکھو کامیابی سے مغرور نہ ہو جانا" اس نصیحت کا جو کچھ اثر ہوا ہو وہ نہین معلوم لیکن یہ مسلّم ہے کہ جبی نویان تبت کے کوہستانون مین جری اور بہادر قومون کو جمع کر کے لشکر

مین بھرتی کرتا رہا، قراقورم کو واپس نہ گیا کیونکہ ابھی دنیا کے اور حصّون مین اُسے بڑے بڑے کام کرنے تھے،

اس زمانے مین کوشلوک کو شکست ہوتے ہی شمالی ایشیائے وسطےٰ کی قومون مین امن و امان اس طرح یکایک ہوگیا جیسے کہ پچھلی بدامنیون پر کسی نے دفعۃً پردہ ڈال دیا ہو، اب چین سے بحر جند (آرال) تک ایک ہی فرمانروا کی حکومت تھی، بغاوتون کا بازار سرد ہوا چنگیزی پیک اور قاصد روئے زمین پر طول بلد کے پچاس[5] درجون مین بے تکلف گھوڑے دوڑاتے پھرے اور کوئی مزاحم نہ ہوا، یہانتک بیان ہوا ہے کہ ان خانہ بدوش مغلون کی سلطنت مین ایک کنواری لڑکی گھوڑے پر سوار اشرفیون کی تھیلیان ایک سرے سے دوسرے سرے تک بلاخوف و خطرے جاسکتی تھی، لیکن حکمرانی و جہانبانی کے اس حسنِ انتظام نے اب بھی جب اُس کی عمر زیادہ ہو چلی تھی چنگیز خان مین قناعت پیدا نہ کی، صید و شکار کے لیے میدانون مین نکل جاتا تھا مگر اس سے بھی کچھ تسکین نہ ہوتی تھی ایکدن قراقورم مین اپنے خیمے مین بیٹھا تھا، فوجِ کشیک کا ایک سردار قریب حاضر تھا، اُس سے پوچھا کہ "دنیا مین وہ کیا چیز ہے جو انسان کے حق مین سب سے زیادہ خوشی کا موجب ہوسکتی ہے"؟

سردار نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا "کھلا میدان ہو، دن صاف اور روشن ہو، اور حضور ہاتھ پر شکرہ بٹھائے بادرفتار گھوڑے پر سوار صید و شکار مین مصروف ہون"؛

چنگیز خان نے کہا "نہین، سب سے زیادہ موجب انسان کی خوشی کا یہ ہے کہ دشمن کو پامال کرکے یہ دیکھتا ہو کہ اُس کا سر اپنے قدمون پر ہے، اُس کے مال و اسباب پر اپنا قبضہ ہے، اور اسکی عورتون کے رونے پیٹنے کی آوازین کانون مین آرہی ہین، سب سے زیادہ

خوشی انہی چیزون سے حاصل ہو سکتی ہے"

حقیقت یہ ہے کہ بہت سی سلطنتون کا یہ مالک "خدا کا تازیانہ" بھی تھا، اور اب وہ ایک ایسی لشکرکشی مین مصروف ہوتا ہے جس کا نتیجہ نہایت ہیبت ناک ہونے والا ہے، چینگیز خان نے مغرب کے ملکون پر چڑھائی کر دی اور اس کی ابتدا ایک عجیب واقعے سے ہوئی،

اس زمانے مین چنگیز خان کی حکومت صرف مشرقی ایشیا تک محدود تھی، یسوکای کا یہ فرزند دشت وصحرا کا پروردہ تھا، تہذیب وتمدن سے روشناس نہ تھا، صرف ختا مین پہلی دفعہ ان چیزون سے واسطہ پڑا تھا،

چنگیز خان جب ختا کے شہرون سے چل کر اپنے وطن کے چراگاہون مین آیا تو یہان کچھ تو کوشلوک کے معاملات سے اور کچھ مسلمان تاجرون کی زبانی جو حال مین وارد ہوئے تھے ایشیا کے مغربی ملکون کی کیفیت دریافت ہوئی،

معلوم ہوا کہ اپنی قلمرو کی مغربی سرحد سے ملے ہوئے جو وسیع سلسلے پہاڑون کے ہین اُنکی دوسری طرف ایسی شاداب وادیان اور زرخیز زمینین موجود ہین جہان برف کبھی نہین گرتی اور دریا جاڑے مین کبھی نہین جمتے، اور وہان کی لکھوکھا مخلوق ایسے شہرون مین آباد ہے جو قدامت مین قراقورم اور ین کنگ سے بھی بڑھے ہوئے ہین، انھی مغربی ملکون سے قافلے

اور کاروان مغلوستان مین طرح طرح کی چیزین مثلاً فولاد کی تلوارین، عمدہ قسم کی زرہین سپید اونی کپڑے، سرخ چمڑا، عاج وعنبر فیروزے اور یاقوت بیچنے لاتے ہین،

ان قافلون کو قراقورم تک آنے مین وسطِ ایشیا کے اُنھی کوہی سلسلون سے گذرنا پڑتا تھا جنکا اوپر ذکر ہوا، اور یہ سلسلے پامیر تاغ دمبش سے شمال مشرق اور جنوب مغرب مین پھیلے چلے گئے تھے اور غالباً جب سے دنیا پیدا ہوئی تھی یہ سلسلے مشرقی اور مغربی ایشیا مین حائل وحاجز چلے آتے تھے، عرب ان پہاڑون کو جبلِ قاف کہا کرتے تھے، کہین کہین ان سلسلون مین آبادیان بھی تھین، بہرکیف یہ پہاڑ ایسے مسلسل اور بلند تھے کہ اُنھون نے مشرق کی صحرانشین قومون کو باقی دنیا سے جدا کر رکھا تھا،

کبھی کبھی ایسا بھی ہوا تھا کہ زیادہ مشرق کی بادیہ نشین قومون نے جو طاقت مین بڑھی ہوئی تھین صحرا کی ایسی قومون پر جو اُن سے مغرب مین رہتی تھین حملہ کیا اور انھین شکستین دیکر اُن کا اتنا پیچھا کیا کہ وہ بھاگتے بھاگتے پہاڑون کے ان سلسلون سے گذر کر مغربی ایشیا مین چلی آئین، چنانچہ ہونی اور آوار قومون پر یہی گذری، یہ اپنے وطن سے بھاگ کر ان پہاڑون مین آئین اور یہان ایسی سمائین کہ پھر انھین وطن جانا نصیب نہ ہوا،

کبھی کبھی بلادِ مغرب کے فاتح اور کشورکشا بھی بڑھتے بڑھتے ان پہاڑی سلسلون سے گذر کر اُن کی دوسری طرف پہنچ گئے، چنانچہ جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہین اُس سے سترہ صدیان پیشتر شاہانِ عجم ایران کی زرہ پوش ومرکب سوار فوجون کو لیے سندھ اور سمرقند تک آئے جہان سے تاغدمبش کی برفانی چوٹیان نظر آتی تھین اور اس واقعہ سے دو صدیون بعد سکندر مقدونی بھی اپنے نیزہ باز سوارون کو لیے ٹھیک انھی مقامات تک آیا،

یہ کوہی سلسلے قارۂ ایشیا کی سطح پر اونچی اونچی دیوارون کی طرح کھچے نظر آتے ہین اور یہی دیوارین تھین جنھون نے چنگیز خان کے صحرانشینون کو مغربی ایشیا کے باشندون سے علٰحدہ کر رکھا تھا، چین کے باشندے مغربی ایشیا کے ملکون کو "تاسین" یعنی دور کی اقلیم کہتے تھے، ختا کے ایک بہادر سپہ سالار نے بھی اپنا لشکر ان پہاڑون تک پہنچایا تھا لیکن اُن سے گذر کر مغرب کی جانب نہ آسکا، یہ کام سب سے پہلے چنگیز خان نے ہی کیا،

جبی نویان نے جو مغلون کے اُرخانون مین سب سے زیادہ قہرناک تھا اپنا لشکر انہی پہاڑون کے وسط مین مقیم کر رکھا تھا اور جوجی پسر چنگیز بھی انہی سلسلون سے گذر کر اُس ہموار ملک مین پہنچا تھا جہان قوم قپچاق آباد تھی، ان دو لشکرکشون کی وجہ سے جنھون نے مختلف راہون سے کوچ کیا تھا چنگیز خان کو ان پہاڑون سے گذرنے کے دو راستے معلوم ہو گئے تھے،

اِسی زمانے مین چنگیز خان کو تجارت سے دلچسپی پیدا ہوئی، مغلون کا طرزِ معاشرت بہت سادا تھا، لیکن جب وہ مسلمان تاجرون کا لایا ہوا مال دیکھتے تھے تو بے حد خوش ہوتے تھے، یہ تاجر پہاڑون کے مغرب مین رہتے تھے، اور اُن کے مال مین مغلون کو جو چیزین سب سے زیادہ اچھی اور بکار آمد معلوم ہوتی تھین وہ ہتھیار ہوتے تھے، چنگیز خان نے تجارت کے فوائد پر نظر کر کے اپنی مسلمان رعایا کو آمادہ کیا کہ وہ بھی اپنے ملک کی چیزین تجارت کی غرض سے مغربی ملکون کو لیجایا کرین،

چنگیز خان کو معلوم ہوا کہ مغرب کی ہمسایہ سلطنتون مین جو سلطنت اُسکی قلمرو سے ملی ہوئی ہے وہ سلطان محمد خوارزم شاہ کی سلطنت ہے، سلطان محمد خود فاتح تھا اور اپنی قوت بازو سے اُس نے ایک بڑی سلطنت پیدا کی تھی، پس چنگیز خان نے خوارزم شاہ کے پاس

اپنے ایلچی اس پیغام سے بھیجے کہ "تمھاری قوت اور وسعتِ مملکت کا حال مجھے معلوم ہے، اور مین تمھین اپنا نہایت عزیز فرزند سمجھتا ہون تمھین معلوم رہنا چاہیئے کہ مین نے ولایتِ ختا اور اکثر ترکی قومون کو تسخیر کرلیا ہے، میرا ملک جنگ آورون کا ایک عظیم الشان لشکر گاہ اور چاندی کا معدن ہے، زیادہ ملک فتح کرنے کی مجھے ضرورت نہین لیکن مین سمجھتا ہون کہ اپنی اپنی رعایا کی ترقی کے لیے تجارت کو فروغ دینے مین ہم دونون کا فائدہ ہے"،

یہ پیغام بالخصوص اُس زمانے کے ایک مغل بادشاہ کی طرف سے بہت ہی اخلاق اور نرمی کا سمجھنا چاہیئے، شہنشاہِ ختا دای ونگ کو جو پیغام چنگیز خان نے بھیجا تھا وہ اس سے کہین زیادہ توہین آمیز اور اشتعال انگیز تھا، خوارزمشاہ کو اسوقت چنگیز خان نے محض تجارت کی غرض سے پیغام بھیجا تھا، گو اُس مین شبہہ نہین کہ اس پیغام مین سلطان محمد کو فرزند کا لفظ کہدینا جس سے ایشیا مین ماتحت و زیردست سے مراد لیجاتی ہے ضرور ناگوار گذرا ہوگا، اِس کے علاوہ چنگیز خان کا یہ کہنا کہ اس نے اکثر ترکی قومون کو تسخیر کرلیا ہے، نشتر کی طرح دل مین چبھا ہوگا کیونکہ سلطان محمد خوارزم شاہ خود ترکی نژاد تھا،

خان کے ایلچی بڑے بیش بہا تحائف، چاندی کی اینٹین، تاتار کا مشک، سنگِ یشب اور نفیس سپید لباس پیش کرنے لائے، مگر خوارزمشاہ کے دل مین چنگیز خان کے جملے کھٹکتے رہے چنانچہ اُس نے ایلچیون سے پوچھا کہ "یہ چنگیز خان کون ہے، کیا اُس نے واقعی چین فتح کرلیا ہے"

ایلچیون نے جواب دیا، "بے شک ایسا ہی ہوا ہے"،

خوارزم شاہ نے پھر دریافت کیا، "کیا چنگیز خان کی فوجین ایسی ہی زبردست ہین جیسی ہماری فوجین ہین"۔ اسکا جواب ایلچیون نے جو مغل تو تھے نہین مسلمان تھے کچھ گول سا دیا، کہنے لگے کہ

"چنگیز خان کی سپاہ کو حضور کی سپاہ سے کیا نسبت ہے" اس جواب سے سلطان محمد کو کچھ تسلی ہوئی اور اُس نے ایلچیون کا پیغام کہ فریقین کے ملکون مین تاجرون کی آمد و رفت رہے، منظور کر لیا، دو ایک برس تک معاملات کی صورت اچھی رہی،

اِس زمانے مین چنگیز خان کی شہرت خوارزمشاہ کی قلمرو کے علاوہ دیگر بلاد اسلام مین بھی پھیل گئی، بغداد کے خلیفہ ناصر لدین اللہ پر خوارزمشاہ اس زمانے مین زیادتیان کر رہا تھا خلیفہ ناصر ایسا تنگ آیا کہ اُس نے سرحد چین کے اِس خان سے جبکا کچھ حال تو معلوم تھا نہین صرف ایک دھندلا سا ہیولیٰ نظر آرہا تھا خوارزمشاہ کے مقابلے مین مدد مانگنے کا ارادہ کیا، چنانچہ اپنا ایک ایلچی بغداد سے قراقورم روانہ کیا، لیکن اُس کے روانہ کرنے مین بڑی احتیاط کی کیونکہ چنگیز خان کے دار السلطنت تک پہنچنے مین اِس ایلچی کو کئی ماہ کی مسافت خوارزمشاہ کی عملداری مین طے کرنی پڑتی تھی،

مورخ لکھتا ہو کہ خلیفہ نے ایک آدمی کو طلب کیا، جب وہ حاضر ہوا تو اُس کے سر کے بال تراشے گئے اور اِس امر کا صداقت نامہ کہ یہ آدمی خلیفہ بغداد کا فرستادہ ہے سوئی سے اُس کے سر پر گودکر اس پر نیل چھڑک دیا گیا، اِس کے بعد بالون کو بڑھنے دیا، اور اس آدمی کو ایک پرچہ پر خلیفہ کا پیغام لکھکر دیا گیا کہ اُسکا مضمون حفظ کر لے، غرض اس طریقے سے یہ ایلچی روانہ کیا گیا، اور خیریت سے سفر ختم کر کے چنگیز خان کے پاس پہنچ گیا، چنگیز خان نے اُس سے پوچھا کہ اسکا کیا ثبوت ہے کہ تم خلیفہ ناصر کے ایلچی ہو، تب ایلچی کے کہنے سے اُسکے سر کے بال تراشے گئے اور سر کی جلد پر جو عبارت گدی ہوئی تھی اُسکو پڑھنے کے بعد اُسکا ایلچی ہونا تصدیق ہو گیا، اور اب ایلچی نے خلیفہ کا پیغام جو اُسے ازبر تھا چنگیز خان کو سنایا،

مگر مغلون کے خان نے اس سفارت کو اچھی نظر سے نہ دیکھا اور بظاہر اس خیال سے کہ ایلچی تنہا آیا ہے کوئی دوسرا ساتھ نہین ہے اور پیغام بھی چوری چھپے کا ہے کچھ توجہ نہ کی، اسکے علاوہ خوارزم شاہ سے اُسوقت اختلاف کرنے کی کوئی وجہ بھی نہ تھی کیونکہ تجارت کے متعلق جو عہد و پیمان ہوا تھا اُسمین ابھی تک کوئی خرابی نہین آئی تھی،

لیکن تجارت کے تعلقات جو چنگیز خان نے قائم کئے تھے وہ اتفاق سے یک لخت قطع ہوگئے اور یہ اسطرح پیش آیا کہ قراقورم سے تاجرون کا ایک قافلہ مغرب کو آرہا تھا کہ راستے مین اترار کے حاکم نے جسکا نام اینل جق تھا قافلے کے سب آدمیون کو گرفتار کرلیا، اور اسکی اطلاع اپنے آقا یعنی خوارزمشاہ کو اسطرح کی کہ گویا اس قافلے مین جاسوس بھی موجود ہین اینل جق کا یہ خیال بالکل قرین عقل تھا،

حاکم اترار کے پاس سے اس اطلاع کے آتے ہی سلطان محمد خوارزم شاہ نے بے سوچے سمجھے حکم دیدیا کہ قافلے کے کل تاجرون کو ہلاک کر دیا جائے، چنانچہ اس حکم کے مطابق قراقورم کے آئے ہوئے کل تاجر قتل کردیئے گئے، اسکی اطلاع جسوقت چنگیز خان کو ہوئی تو اُس نے فورًا اپنے سفیر بھیجکر خوارزمشاہ سے اسکی شکایت کی، سلطان محمد نے ان سفیرون کے سردار کو بھی قتل کروادیا اور جو لوگ اُس کے ساتھ تھے اُنکی ڈاڑھیان جلوادین،

اس سفارت مین سے جن لوگون کی جان بچ گئی تھی، وہ چنگیز خان کے پاس واپس آئے اور کل حال عرض کیا، دشت گوبی کا خان حال سنتے ہی ایک پہاڑی پر چڑھ گیا کہ تنہائی مین اس واقعہ پر غور کرے، مغلون کے ایلچی کو مار ڈالنا ایسا فعل تھا جسے بغیر سزا کے چھوڑنا ممکن نہ تھا، یہ حرکت ایسی تھی جسکا بدلہ لینا مغلون کی گذشتہ روایات کے لحاظ سے ضروری تھا،

چنگیز خان نے کہا "جسطرح آسمان پر دو آفتاب نہین رہ سکتے اِسی طرح زمین پر دو خاقان نہین رہ سکتے"؛

اب پہاڑون کی طرف جاسوس روانہ کئے گئے اور قومون کی طلبی مین کہ جلد حاضر ہو کر اُردو مین شامل ہون دشتِ گوبی کے تمام علاقون مین قاصد گھوڑے دوڑاتے ہوئے پہنچ گئے، اور مغلون کے خان نے ایک بہت مختصر مگر نحس پیام خوارزم شاہ کو اس مضمون کا بھیجا،

"تم نے لڑنا پسند کیا، اب جو کچھ گذرنے والا ہے وہ گذریگا، اور کیا گذریگا، اس کا علم کسی کو نہین، صرف خدا ہی اسکا علیم ہے"؛

لڑائی جسکا پیش آنا چنگیز خان اور خوارزم شاہ مین اب ناگزیر تھا شروع ہو گئی، اوّل تو مغل لڑائی مین یونہی بہت ہوشیار اور مشاق تھے اور اب لڑنے کے لئے ایک معقول وجہ بھی مل گئی تھی،

اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ چنگیز خان کے مشاہدے مین اب کیا کیا چیزین آنے والی ہین، ضرورت ہے کہ ایک نظر پہاڑون کے مغربی جانب ڈالی جائے جدھر سلاطینِ اسلام کی حکومتین تھین، اور انھی مین ایک بڑی سلطنت سلطان محمد علاء الدین خوارزم شاہ کی تھی،

مسلمانون کی دنیا جنگ و پیکار کی دنیا تھی، اور ایسی دنیا تھی جو نغمہ و سرود سے بھی شغل رکھتی تھی اور کان بھی اچھے پائے تھے، لیکن اس ظاہر کے ساتھ باطن مین ایک ہیجان کی حالت ہمہ وقت ضرور رہتی تھی، بادشاہون کی جگہ غلام اور ملوک حکومت کرتے تھے، دولت جمع کرنے کا شوق بہت تھا، اخلاقی برائیان اور ملکی سازشین بھی کچھ کم نہ تھین، انتظامِ امور ایسے لوگون کے سپرد تھا جو رعایا کو لوٹتے اور کھاتے تھے، عورتون کی نگہداشت خواجہ سراؤن کے ذمہ تھی اور ایمان کا مالک خدا تھا،

معتقدات مختلف تھے اور قرآن کے معنی سمجھنے مین بھی اختلاف تھا، محتاجون کیساتھ داد و دہش بہت تھی، لوگ پاک صاف نہائے دھوئے رہتے تھے، گھرون کے روشن صحنون مین بیٹھکر خوب گپ شپ رہتی، اکثر آدمی امیرون کے سرپرستی مین زندگی بسر کرتے، تمام عمر مین کم سے کم ایک مرتبہ حجرِ اسود کا طواف کرنے لگے جاتے، یہ پتھر کسی زمانے مین وہان آسمان سے گرا تھا، اور اب اس پر مخمل کا غلاف چڑھا تھا، موسم حج مین تمام دنیا کے مسلمان آپس مین ملتے تھے، دین کا جوش تازہ ہوتا تھا، اور جب گھر آتے تھے تو عالمِ اسلام کی وسعت اور مسلمانون کی کثرت کا سکّہ سب کے دلون پر بیٹھا ہوتا تھا،

صدہا برس گذرے تھے کہ اُن کے پیغمبر نے ایک مشعل روشن کی تھی، اس مشعل کو عرب دنیا مین دور دور لے گئے، اسوقت سے مسلم قومون نے ایک ہی شیوہ اختیار کرلیا، اور یہ شیوہ ملک گیری اور کشورستانی کا تھا، غازیون اور مجاہدون کی پہلی موج نے اسپین، شمالی افریقہ، صقلیہ اور مصر پر پانی پھیر دیا، پھر زمانہ ایسا آیا کہ عربون کی قوّت ترکون کی طرف منتقل ہوگئی، لیکن جب صلیبی مجاہدون کے آہن پوش سوارون نے یروشلم کو مسلمانون سے چھیننا چاہا تو عرب اور ترک ایک ہوکر مقابلہ پر آئے،

تیرہوین صدی عیسوی کے شروع مین مسلمانون کی جنگی قوّت اوجِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی، مسلمانون نے صلیبی مجاہدون کو جنکی قوّت زائل ہوتی جاتی تھی، ہٹاتے ہٹاتے ایلیا کے ساحل تک پہنچا دیا تھا، اور ترکون کا پہلا سیلاب یونانی قیصرِ قسطنطنیہ کے قبضے سے ایشیائے کوچک کو نکالنے مین مصروف تھا،

بغداد اور دمشق مین خلفا کے دربار ہارون الرشید اور برامکہ کے زمانے کی شان رکھتے تھے، فنونِ لطیفہ مین صرف شاعری و مزامیر کا شمار تھا، ایک لطیفہ کہدینے پر عمر بھر کو ثروت حاصل ہوجاتی

تھی، نجوم کے مشہور ماہر عمر خیام کا قول تھا کہ جو لوگ قرآن مین تمام دنیا کے علوم کا موجود ہونا یقین کرتے ہین وہ قرآن کو اتنا نہین پڑھتے جتنا کہ جامِ شراب کے خطوط کو غور سے دیکھتے ہین[1]،

عمر خیام گو عزلت نشین تھا مگر تاجورانِ اسلام کی شان و شوکت کو دیکھے بغیر نہ رہا اور کہہ گیا، کہ "ایک سلطان کے بعد دوسرا سلطان اپنے جاہ و حشم کے ساتھ دنیا مین آیا، جتنا وقت لایا تھا دنیا مین رہا پھر رہگرائے عدم ہوا"

رباعیات مین جشنِ جمشید اور محمود کے تختِ زرنگار پر شاعر نے حیرت کی ہے، اور اُس بہشت کے امکان پر بھی غور کیا ہے جو صالحین کی منتظر ہے،

یہ زمانہ وہ تھا کہ ہارون الرشید اور عمر خیام اپنی اپنی قبر مین آسودہ ہو چکے تھے لیکن محمود غزنوی کی اولاد ابھی تک شمالی ہند مین صاحبِ حکومت تھی، خلفاے بغداد نے دنیا کی عقل زیادہ سیکھ لی تھی اور بجائے فتوحات کے اب وہ سیاست کی طرف زیادہ متوجہ تھے، لیکن وقت ایسا آیا تھا کہ اسلام کے اہلِ سیف اعدائے دین کو دیکھتے ہی آپس کے جھگڑے بھول کر دشمنون کو دفع کرنے مین متحد ہونے لگے، اس زمانے کے اہلِ شمشیر بھی ہارون الرشید کے اربابِ تیغ و سنان

---

[1] غالباً عمر خیام کی اس رباعی کی طرف مصنف کا اشارہ ہے،

قرآن کہ مہینِ کلام خوانند اورا	گہ گاہ نہ بر دوام خوانند اورا
در خطِ پیالہ آیتے روشن ہست	کاندر ہمہ جا مدام خوانند اورا

اس رباعی کے صاف معنی تو یہ ہین کہ قرآن جسے بہترین کلام خالق کہتے ہین اُسے کبھی کبھی پڑھتے ہین ہمیشہ نہین پڑھتے، لیکن مجھ جیسے مستِ الست کے لیے جامِ شراب کے ہر خط مین ایک نورانی آیت موجود ہے، اور اوس کا ورد مدام ہے، رباعی کا لطف صرف دو جملون مین رکھا ہے، "دوام خوانند" اور "مدام خوانند" مدام کے معنی دوام (ہمیشہ) اور شراب دونون کے ہین، اصل مطلب جو کچھ ہو مصنف نے اس مضمون کو نقل کرکے مسلمانون کی عیش پرستی کی طرف اشارہ کیا ہے،
(مترجم)

سے جلادت واولوالعزمی مین کم نہ تھے،

غازی و مجاہد فرمانرواؤن کی اولاد نہایت شاداب اور زرخیز ملکون مین رہتی تھی، یہان بڑے بڑے دریا پہاڑی سلسلون سے جنپر گھنے جنگل کھڑے تھے، نکلکر صحرا کی زمین اور ریگ خشک کو ایسا سیراب کرتے تھے کہ ان مین اناج اور میوے کثرت سے پیدا ہوتے تھے. آفتاب کی حدت عقل کو تیز اور اس کے ساتھ ہی عیش و آرام کی طرف طبیعت کو مائل کرتی تھی، ان کے ہتھیار بڑے بڑے کاریگرون کی صنعت ہوتے تھے، فولاد کی تلوارون مین لچک ایسی ہوتی تھی کہ انھین موڑکر دوہرا کر لیجیے، ڈھالون پر چاندی کا کام بہت خوشنما ہوتا تھا، سپاہی کڑیون کی زرہ پہنتے اور لوہے کے ہلکے خود سر پر رکھتے، بڑے اصیل گھوڑون پر سوار ہوتے، مگر یہ جانور نہ زیادہ تیز رفتار ہوتے اور نہ زیادہ جفاکش، محنت کی برداشت زیادہ مدت تک نہ کرسکتے تھے، فوج کے لوگ نفط کے شیشے بھرنے کی ترکیبون اور یونانی "آتش پران" پھینکنے مین پورے استاد تھے،

اُن کی زندگی کے مشغلون کا خلاصہ کسی نے خوب لکھا ہے،

"شعر و غزل، سرود و ساز، شراب شیرین، جام لبریز، نرد و لعب، صید و شکار، شکرے اور چیتے، گو اور میدان، شاہون کے دیوان خاص، جنگ و طوئی، مرکب و ہتھیار، دست کرم اور خالق کی نماز،،

اسلامی ملکون کے قلب مین سلطان محمد خوارزمشاہ اورنگ شاہی پر خدائے جنگ بنا بیٹھا تھا، اسکی قلمرو ہندوستان کی سرحد سے بغداد تک اور بحر خوارزم (آرال) سے خلیج عجم تک چلی گئی تھی سلجوقی ترکون کے سوا جنھون نے صلیبیون پر فتوحات حاصل کی تھین اور مصر کے سلاطین مملوک سے قطع نظر کرکے جو روز افزون ترقی پر تھے باقی جسقدر اسلامی سلطنتین تھین اُن پر سلطان محمد خوارزمشاہ بالکل

چھایا ہوا تھا، سلطان محمد رتبہ مین شہنشاہ تھا، عباسی خلیفہ ناصر لدین اللہ اُس سے ناراض تھے مگر اسکی قوت کو مانتے تھے، خلیفۂ بغداد دنیاوی اقتدار سے محروم ہوکر اب پاپائے رومہ کی طرح صرف دین کا ہادی ورہنما رہگیا تھا،

خوارزمشاہی مملکت کا مالک سلطان محمد علاء الدین بھی چنگیز خان کی طرح ایک صحرانشین قوم کی یادگار تھا، اُس کے باپ دادا سلطان ملک شاہ سلجوقی کے غلام تھے اور سلطان کے ہان طشت داری کی خدمت پر مامور تھے، سلطان محمد اور اس کے اتا ایک یعنی بڑے بڑے سردار سب ترکی نژاد تھے، محمد علاء الدین توران کا مرد کارزار تھا، جنگ آوری کے جوہر طبیعت مین خداداد تھے، سیاسی معاملات پر پوری قدرت رکھتا تھا، طمع وحرص بھی کچھ کم نہ تھی،

سلطان محمد خود سمجھتا تھا کہ اب اس سے ظلم زیادہ ہونے لگے ہین طیش مین آکر اپنے دل کی تسکین کے لیے رعایا کو بے دریغ قتل کروا دیتا تھا، ایک بزرگ سید کو مروا ڈالا اور اس گناہ سے پاک کئے جانے کے لیے خلیفہ سے درخواست کی خلیفہ نے جب اس عصیان شوئی مین کچھ مدد نہ کی تو اس سے ناراض ہوکر دوسرے شخص کو مسندِ خلافت پر بٹھانے کے درپے ہوگیا، یہی جھگڑا تھا جسکی بناء پر خلیفہ ناصر نے بغداد سے اپنا ایلچی چنگیز خان کے پاس بھیجا تھا،

سلطان محمد کو ملک گیری کے ساتھ اپنی تعریفین سننے کا بھی شوق تھا، اہلِ دربار نے جب اُسے "اسکندر ثانی" کا خطاب دیا تو بہت خوش ہوا، سلطان محمد کی مان ترکان خاتون (جسے مورخون نے ضعیفۂ جمیلہ لکھا ہے) شیخ مجد الدین سے عقیدت رکھتی تھی، حاسدون نے بدنام کیا تو سلطان محمد نے شیخ کو جیحون مین غرق کروا دیا، ایک غلط اتہام کو صحیح باور کرکے ظلم کیا، اور اپنے وزیر سے بھی جو امورِ سلطنت سرانجام دیتا تھا ناراض ہوگیا،

خوارزمشاہ کی سلطنت کی بڑی نگہبانی اور حفاظت کرنے والے چند مضبوط و مستحکم شہر تھے جو دریاؤن کے کنارے آباد تھے، ان ہی مخصن شہرون مین ایک شہر بخارا تھا جو مسجدون اور خانقاہون کا دل تھا اسی طرح اونچی فصیلون والا شہر سمرقند تھا جسکے عیش باغ دنیا مین مشہور تھے اسی شمار مین بلخ اور ہرات کے مشہور شہر بھی تھے، جنمین ہرات خراسان کا قلب و جگر مانا جاتا تھا،

مسلمانون کی دنیا اور اس دنیا کے جلیل القدر بادشاہون اور کثیر فوجون اور زبردست شہرون اور قلعون سے چنگیز خان تقریبًا ناواقف تھا،

تیرھواں باب

بلادِ مغرب کی طرف کوچ

ترکانِ مسلم پر شکر کشی سے پہلے چنگیز خان کو دو بڑے مسئلے طے کرنے تھے، جس زمانے مین ختا کو تسخیر کرنے اٹھا تھا تو دشتِ گوبی کے تقریبًا کل با اختیار سردارون کو جو اس سے اتحاد رکھتے تھے، اپنے ساتھ لیتا گیا تھا، اب ضرورت یہ پیش آئی کہ اپنی سلطنت سے کئی برس تک غیر حاضر رہے، اسلیے پہلا سوال یہ تھا کہ ان سردارون کی طرف سے کیونکر اطمینان ہو، دوسرا سوال یہ تھا کہ سلطنت نئی نئی قائم ہوئی ہے اس لیے پہاڑی سلسلون کے دوسری طرف پہنچکر بھی اُسکا انتظام اپنے ہی ذمہ رکھنا ہے،

ان باتون کا چنگیز خان نے اپنے ہی انداز پر فیصلہ کیا، ختا کو تو مقولی نے آگ و تلوار کے طوفان مین مبتلا کر ہی رکھا تھا، اور لیاؤ کے شہزادے اپنے ملک کے انتظام کو از سرِ نو درست کرنے مین مصروف تھے، اسطرف سے ہر طرح کا اطمینان تھا،

اب باقی سلطنت مین مفتوحہ ملکون کے ایسے امرا کے نام سوچنے پڑے جو اونچے گھرانون کے آدمی تھے اور جنسے اندیشہ تھا کہ خان کی عدم موجودگی مین وہ کوئی فساد کھڑا کر دینگے، ایسے تمام

امیرون کے نام سو چکر چنگیز خان نے اُن کے پاس قاصدون کو چاندی کی تو چین دیکر اس حکم سے روانہ کیا کہ وہ سب اردو مین حاضر ہون، جب یہ سردار حاضر ہو گئے تو ان پر ظاہر کیا کہ بلادِ مغرب پر لشکر کشی مین اُن کی خدمات کی ضرورت ہو گی، اس لیے ان کا ہمراہ چلنا ضروری ہے، تمام سردار اس بات پر راضی ہو گئے اور اس طرح چنگیز خان انھین اپنی سلطنت سے باہر نکال لایا،

سلطنت کا انتظام اور گوبی کی مجلس انتظامی سے قاصدون کے ذریعے مراسلت کا بندوبست، یہ سب باتین چنگیز خان نے اپنے ضبط و بسط مین رکھین، چلتے وقت اپنے بھائیون مین سے ایک بھائی کو قراقورم کا حاکم مقرر کیا،

جب یہ سب کچھ ہو لیا تو اب سب سے زیادہ دشوار کام یہ تھا کہ ڈھائی لاکھ سپاہ کے پورے لشکر کو جھیل بیکال سے اٹھا کر وسطِ ایشیا کے کوہستانون کو طے کرتا ہوا ایران تک کیونکر پہنچا جائے، اس فاصلے کا اندازہ بخطِ مستقیم تقریباً دو ہزار میل تھا، اور یہ فاصلہ ایسا تھا کہ جسے آجکل کے سیاح بھی تاوقتیکہ کوئی بڑا قافلہ مع پورے ساز و سامان کے چلنے پر آمادہ نکر لیا جائے، طے نہین کر سکتے، اور اس زمانے کے کسی اتنے بڑے لشکر کے لیے یہ مسافت پے سپر کرنی غیر ممکن ہے،

چنگیز خان کو اپنے لشکر کی قابلیت مین کہ وہ اس فاصلۂ دراز کو طے کر لیگا مطلق شبہ نہ تھا، اُس نے اپنے لشکر کو ایک ایسی جنگی طاقت بنا دیا تھا جو روئے زمین کے ہر مقام پر پہنچکر خواہ وہ کتنا ہی دور و دشوار ہو دشمن کا مقابلہ کر سکے، روانگی کے بعد اس لشکر کے آدھے آدمیون کو پھر دشتِ گوبی دیکھنا نصیب نہ ہوا، لیکن بعض مغل ایسے بھی تھے جنھون نے کرۂ ارض پر طول بلد کے ۹۰ درجے جانے اور اتنے ہی درجے وطن کو واپس آنے مین طے کیے[۵]

---

[۵] ۹۰ درجے طول بلد طے کرنے کے معنی یہ ہوئے کہ جھیل بیکال کے مشرق سے چلکر بعض مغل یورپ مین جرمانیہ

سنہ ۱۲۱۹ء کی فصل بہار مین چنگیز خان نے لشکر کو حکم دیا کہ وہ جنوب مغرب مین ایک دریا کے کنارے وہان کے چراگاہون مین جا اترے، اس حکم کے پاتے ہی کئی تومان مختلف سپہ سالارون کی سرکردگی مین روانہ ہو کر ان چراگاہون مین مقیم ہو گئے، ہر سوار کے پاس چار چار پانچ پانچ گھوڑے زاید تھے، مویشیون کے بڑے بڑے گلے بھی ساتھ تھے، مغل سپاہی انھین ہانکتے ہوئے دریا والے چراگاہون مین لائے، بہار کے بعد گرمی کا موسم آیا تو یہ مویشی خوب موٹے تازے ہو گئے، تولی چنگیز خان کا سب سے چھوٹا فرزند بھی لشکر کی سرداری کرنے آگیا، اور جب فصل خریف شروع ہوئی تو چنگیز خان بھی قراقورم سے ہو کر جہان لشکر اس وقت مقیم تھا وہان آیا،

چنگیز خان نے صحرا سے چلتے وقت وہان کی عورتون کو نصیحت کی کہ "گو تم اس قابل نہین ہو کہ ہتھیار لگا کر ہمارے ساتھ چلو، لیکن اور کام ایسے ہین جو تمھارے ذمہ ہو سکتے ہین، اور وہ یہ ہین کہ اپنے گھرون اور خیمون کو مردون کی واپسی کے لیے درست رکھو تاکہ جسوقت ہمارے قاصد اور دورہ کرنے والے فوجی افسر ادھر آئین تو رات بسر کرنے کے لیے انھین صاف ستھری جگہ قیام کرنے کو اور صاف ستھرا کھانا کھانے کو ملے، بیویان اپنی قوم کے لڑنے والون کی عزت اس طرح بھی کر سکتی ہین،"

معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت قراقورم سے گھوڑے پر سوار ہو کر چنگیز خان لشکر کی طرف آرہا تھا تو اُسے دفعتہً خیال گذرا کہ ممکن ہے اس مہم سے وطن کو زندہ آنا نصیب نہ ہو، ایک سبز گھنے جنگل سے اس وقت وہ گذر رہا تھا، ایک جگہ صنوبر کے کئی اونچے اونچے درخت پاس پاس کھڑے دیکھے، ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۹) کی مشرقی سرحد تک پہنچے، اور پھر جہان سے چلے تھے وہان تک واپس آنے مین ۹۰ درجے اور طے کئے، یہ کل سفر حساب سے تقریباً دس ہزار میل یا اس سے کچھ کم ہوتا ہے۔ (مترجم)

درختون کو دیکھکر بے ساختہ کہنے لگا،

"واہ، واہ، جنگل کے ہرنون کے لیے کیسا اچھا سایہ ہے، شکار کا بھی یہان خوب لطف ہے اور ایک بڈھے آدمی کو مرکر آرام کرنے کے لیے بھی یہان جگہ اچھی مل سکتی ہے"،

اس کے بعد ایک حکم یہ دیا کہ یاسا کے نام سے جو قوانین ہم نے مرتب کئے ہین وہ ہمارے مرنے کے بعد بلند آواز سے پڑھے جایا کرین اور تمام رعایا اُن کی پابند رہے، لشکر اور لشکر کے افسرون سے کہا کہ

"تم سب ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم اپنی پوری طاقت سے اُس شخص پر حربہ کرین جس نے ہماری تذلیل و توہین کی ہے، ہماری فتوحات مین تم سب شریک و سہیم ہو گے، پس، دس جوانون کے سردار اُون باشی کو بھی فوج ہزارہ کے سردار مینک باشی کی طرح ہوشیار اور آمادۂ پیکار رہنا ہوگا، لیکن اگر ان مین سے ایک نے بھی اداے خدمت مین کوتاہی کی تو نہ صرف وہ بلکہ اُس کے اہل و عیال بھی زندگی سے محروم کر دیئے جائین گے"؛

پھر اپنے فرزندون اور لشکر کے اُرخانون اور دیگر سردارون سے کچھ دیر مشورہ کر کے گھوڑے پر سوار ہو لشکر کے مختلف حصون کے معاینہ کو نکلا، اسوقت چنگیز خان کا سن چھپن برس کا تھا، چوڑے چکلے چہرے پر جھرّیان پڑنے لگی تھین، جلد سخت ہو گئی تھی، اونچی رکابون مین پاؤن رکھے گھٹنے کاٹھی سے کسیقدر اوپر کو اٹھے ہوئے ایک بڑے تیز نقرے گھوڑے پر بیٹھا فوج کا معاینہ کرتا رہا،

نمد کی کلاہ مین جس کے کنارے اوپر کو مڑے ہوئے تھے عقاب کے پر لگے تھے، اور سرخ کپڑے کی دو چوڑی پٹیان کلاہ سے آویزان کانون پر لٹکی تھین، یہ ایک طرح پر بکار آمد بھی تھین، جب ہوا

تیز چلتی تھی تو ٹوپی کو سنبھالنے کے لیے وہ لپیٹ لی جاتی تھیں، دراز آستینوں والی سیاہ سمور کی قبا پر سونے کے پتروں کی پٹی یا زربفت کا کمربند تھا، معاینہ کرتا ہوا رسالوں کے سامنے سے گذرا، بات بہت کم کی، آج لشکر کا ساز و سامان ایسا عمدہ تھا کہ کبھی پہلے دیکھنے میں نہ آیا تھا، ہراول کے توانوں میں سواروں کا لباس اور گھوڑوں کے چارجامے سرخ یا سیاہ چمڑے کے تھے، ہر سوار کے پاس دو دو کمانیں تھیں اور ایک ایک ترکش زاید تھا، ترکشوں کے ڈھکن ڈھکے ہوئے تھے تاکہ رطوبت کے اثر سے تیر خراب نہ ہوں، سواروں کے سر پر خود وزن میں ہلکے تھے تاکہ ہر وقت کام دے سکیں، ان خودوں میں چمڑے کا ایک ٹکڑا لگا ہوتا تھا تاکہ اُسے نیچا کر لینے سے پشت کی طرف گردن محفوظ ہو جائے،

چنگیز خان کی فوج خاصہ (کشیک) کے پاس ڈھالیں تھیں لمبی تلوار کے علاوہ وزنی ہتھیار رکھنے والے رسالوں میں ہر سوار کی پٹی میں ایک تبر تیشہ بھی لگا ہوا تھا، اور ایک مضبوط رسی بھی لپٹی ہوئی ساتھ تھی جو کمند کا کام دینے کے علاوہ قلعہ گیری کے بھاری آلوں یا دلدل میں پھنسی ہوئی گاڑیوں کو کھینچنے میں کام آتی تھی، ہر سوار کے تھیلے میں ضرورت سے زیادہ کوئی چیز نہ ہوتی تھی، یہ تھیلا (انبان) چمڑے کا تھا، گھوڑے کا توبڑا اور سوار کے لیے کھانے کا ایک برتن بھی ساتھ تھا، کمانوں کے چلوں پر ملنے کے لیے تھوڑا سا موم اور تیروں کو تیز کرنے کے لیے دو چار سوہن بھی تھیلے میں تھے، لڑائی کے زمانے میں ایسا وقت بھی آتا تھا جس میں ہر سوار اور ہر سپاہی کیلئے خوراک کی ایک خاص مقدار مقرر کر دی جاتی تھی، کھانے کی چیزوں میں دھوئیں میں سکھایا ہوا گوشت اور کھٹا دودھ خشک کیا ہوا تھا جسے پانی میں گھول کر یا گرم کر کے کھاتے پیتے تھے، اسوقت فوجیں لڑتی نہ تھیں، صرف کوچ کر رہی تھیں بہت سے ختائی بھی لشکر کے ہمراہ

تھے، بلکہ اُن کا پورا ایک تومان تھا جسمین تقریبًا دس ہزار ختائی تھے، اس فوج کا افسر اعلیٰ بھی ختائی تھا جسکا لقب پاؤیو تھا، پاؤیو سے مراد توپ خانے کے افسر سے ہوتی تھی، اس سردار کے تحت مین جسقدر سپاہ تھی وہ تعمیر کے کام مین اور محاصرون کے وقت آتش بارآلون اور منجنیقون کے چلانے مین استاد تھی، یہ آلات سالم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکتے تھے، اس لئے اُن کے پرزے علحدہ کرکے گاڑیون پر رکھ لیے جاتے تھے، ہم آگے چلکر بیان کرینگے کہ مغلون نے لڑائیون مین ہوپاؤ یعنی توپ سے بھی کام لیا تھا،

اب لشکر مویشیون کے گلون کو ساتھ لیے آہستہ قدم بلند پہاڑون کے نیچے دامنون سے گذرنے لگا، لڑنے والے جوانون کی تعداد تقریبًا دو لاکھ تھی، یہ تعداد اتنی تھی کہ پورے لشکر کو ایک ہی مقام پر رکھنا مشکل تھا کیونکہ اُسکا گذر بہت کچھ مویشیون اور اُس ملک کی پیداوار پر تھا، جسمین سے اُسے گذرنا پڑتا تھا،

جوجی پسر چنگیز دو تومان لیکر بڑے لشکر سے علحدہ ہو گیا تھا تاکہ کوہستان طیان شان کی دوسری طرف جبی نویان سے جا ملے، باقی لشکر بڑی بڑی دلدلون مین پھیل گیا تھا،

لشکر نے جسوقت کوچ شروع کیا تھا، تو جسقدر نجومی ساتھ تھے وہ اسبات کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے کہ برف اپنے وقت سے پہلے گرنی شروع ہو گئی ہے، اُسے وہ نحس خیال کرتے تھے، لیکن چنگیز خان نے لیو چتسای کو جو نجوم کا بڑا ماہر تھا طلب کرکے اُس سے پوچھا کہ اس قبل از وقت برف باری کی کیا تعبیر ہے،

چتسای نے عرض کیا کہ یہ نیک شگون اسبات کا ہے کہ "سرد زمینون کا مالک گرم ملکون کے بادشاہ پر غالب آئیگا"

ظاہر ہوتا ہے کہ جاڑے مین خطائیون کو بہت محنت کرنی پڑتی ہوگی، کیونکہ ان مین بہت سے لوگ ایسے تھے جو جڑی بوٹی کو بھگو کر یا جوش دیکر اُس کے عرق سے بیمارون کا علاج کرتے تھے جب دیکھتے تھے کہ کسی ڈیرے کے سامنے تیر زمین مین گڑا ہے تو فوراً سمجھ جاتے تھے کہ ڈیرے کے اندر کوئی مغل بیمار ہے، اتنا معلوم کرتے ہی یہ جڑی بوٹی سے علاج کرنے والے مریض کی دوا دارو مین مصروف ہوجاتے، ان کے علاوہ لشکر مین اور بہت سے آدمی تھے جنکا کام لڑنا نہ تھا یہ لوگ ترجمان یا تجارت پیشہ تھے مگر اسوقت وہ جاسوسون کا کام دے رہے تھے، کچھ دیوانی کے عمال بھی لشکر مین موجود تھے، اُن کا کام یہ تھا کہ جو ملک یا علاقہ فتح ہو اُس کا نظم و نسق سنبھالین، غرض کوئی بات ایسی نہ تھی جبکا پہلے سے بندوبست نہ کر لیا گیا ہو، ہر چیز نہایت تفصیل کیساتھ قاعدے اور قرینے سے تھی، یہانتک کہ گمشدہ چیزون کی تلاش کا بھی ایک محکمہ ساتھ تھا اور اُس کا اپنا افسر علٰحدہ تھا،

ہتھیارون پر اور کاٹھیون پر جہان جہان لوہا لگا ہو صاف کرنا اور چمکانا اور سوارون کے انبان جب خالی ہوجائین تو ضروری چیزون سے انھین بھرنا بڑے ضروری کام تھے، علی الصباح نقارے پر چوب پڑتے ہی تمام لشکر کوچ شروع کر دیتا تھا، سپاہ کے کوچ سے پہلے مویشیون کے گلّے آگے روانہ کر دیئے جاتے تھے، گاڑیان آگے آگے ہوتین اور سپاہ ان کے پیچھے چلتی، دن بھر چلنے کے بعد شام کو سپاہ مویشیون کے گلّون سے جا ملتی، منزل پر پہنچتے ہی جس فوج کا جو سردار ہوتا وہ اپنا طوغ (جھنڈا) نصب کرتا اور اس طوغ کے چارون طرف فوج پڑاو ڈالدیتی، سپاہی فوراً اونٹون اور گاڑیون پر سے خیمے اتار کر انھین لگا دیتے،

راستے مین جب کوئی دریا عبور کرنا ہوتا تو بیس بیس یا اس سے بھی زیادہ گھوڑون کی کاٹھیون

مین ایک لمبی رسی دوڑا کر انکی پوری صف کو پانی مین اتار دیتے، بہت سے سوار اپنے اپنے گھوڑون کی دُم پکڑ کر کچھ اُس دُم کے سہارے اور کچھ خود تیرتے ہوئے دریا پار ہو جاتے، چمڑے کا انبان جو ہر سوار کے ساتھ ہوتا تھا اسمین درخت کی موٹی سی شاخ باندھ کر اور اُس کے تسمے کے ایک سرے کو اپنی پیٹی مین مضبوط گرہ دے کر پانی پر چھوڑ دیتے تھے، اسطرح یہ چمڑے کا تھیلا سوار کے ساتھ ساتھ الگ تیرتا ہوا چلا آتا تھا، کچھ مدت سفر کرنے کے بعد لشکر کو دریا ایسے ملے جنکی سطح یخ بستہ تھی، وہان تیرنے کی ضرورت نہ تھی، سوار اور پیدل دریا پر سے پیادہ پا گذرے،

برف سے سب چیزین ڈھکی ہوئی تھین، یہان تک کہ ریت کے میدان بھی سپید ہو رہے تھے، پالے سے درختون کے پتے گر گئے تھے، سوکھی سوکھی ٹہنیان ہوا کے جھونکون سے اسطرح ہلتی تھین جیسے کوئی بڈھا ہڈیون کا پنجر سردی مین تھر تھر کانپتا ہو، کہین کہین برف کے تودون مین سے پہاڑی بکرون اور بارہ سنگھون کے فقط سینگھ اوپر کو نکلے ہوئے نظر آتے تھے، باقی تمام جسم دب گیا تھا، یہ مقامات دراصل وہ راستے تھے جہان سے شکار کے جانور جنگل مین گذرا کرتے تھے،

جوچی پسر چنگیز جو شمال کے اطراف مین تھا اپنے تومان لیکر جنوب کی طرف چلا، سات ہزار فٹ اونچے درون سے ایک دم نیچے اتر کر اُس سڑک پر آیا جسے پی لو یعنی شمالی شاہراہ کہتے تھے، یہ سڑک سلسلۂ طیان شان کے شمال سے گذری تھی اور ایشیا کی قدیم کاروانی سڑکون مین اُسکا شمار تھا، یہان آکر دیکھا کہ اونٹون کی لمبی لمبی قطارین ایک اونٹ کی نکیل دوسرے اونٹ کی دم مین بندھی آہستہ چال جا رہی ہین اور اُن مین سینکڑون اونٹ ایسے ہین جن مین کسی پر کپڑا کسی پر اناج، کسی پر اور قسم کا سامان لدا ہے، ہر قطار کے آگے دس بارہ آدمی ہین اور ایک کتا بھی ساتھ ہے،

بڑا لشکر جو چنگیز خان کے ساتھ تھا آہستہ رفتار سے مغرب کی طرف بڑھتا رہا، راہ مین بڑی بڑی بلندیون سے پست زمینون مین اترا اور برف سے جمی ہوئی جھیلون پر سے گذرتا ہوا درۂ زنگار یہ کی سرزمین مین آیا، یہی وہ درہ تھا جہان سے تمام صحرائی قومین ایشیا کے بلند کوہستانون کو طے کر کے بلادِ مغرب مین آئی تھین، اب لشکر کے آدمیون کو نہایت تیز اور سرد ہواؤن مین چلنا پڑا یہان جاڑا اس شدت کا تھا کہ اگر اتفاق سے بادِ بُوران چلنے لگتی جو ایک قسم کی نہایت سرد و سیاہ آندھی ہوتی تھی تو جسقدر مویشیون کے گلے ساتھ تھے اُن مین سے ایک بھی زندہ نہ بچتا، پھر بھی بہت سے مویشی مر گئے، یا فوج کے آدمی انھین کاٹ کر کھا گئے، چارہ جسقدر ساتھ تھا جب وہ ختم ہو گیا تو گاڑیون کو پیچھے چھوڑنا پڑا، باربرداری کے جانورون مین صرف اونٹ ایسے سخت جان تھے کہ اُن پر موسم کی سختیون کا کچھ اثر نہ ہوا،

ختا کے خردمند لیو چتسائی نے جہان بلادِ مغرب پر اس لشکرکشی کے حالات لکھے ہین وہان بیان کیا ہے کہ موسم گرما کے وسط مین برف اور یخ کے بڑے بڑے تودے اور ڈھیر پہاڑون مین جمع رہتے ہین، جب لشکر اس سڑک سے گذرنے لگا تو راستہ نکالنے کے لیے کسی کسی جگہ برف کاٹنی پڑی، کاج اور صنوبر کے درخت اتنے اونچے تھے کہ انکی چوٹیان آسمان تک پہنچی ہوئی نظر آتی تھین، کوہِ چنشتان (طیان شان یعنی سونے کے پہاڑ) سے مغرب مین جسقدر دریا ہین وہ مغرب ہی کی سمت مین بہتے چلے گئے ہین،

لشکر مین جن گھوڑون کے نعل نہین بندھے تھے اُن کے سمون پر تاتاری بَیل کا چمڑا چڑھا دیا تھا تاکہ برف اور پتھرون کی وجہ سے سم پھٹ نہ جائین، چارہ ختم ہو جانے سے گھوڑون کو بہت تکلیف ہوئی اور سردی سے رگین پھٹ کر اُن سے خون جاری ہو گیا،

درۂ زنگاریہ سے آگے طیان شان کے مغربی دامنون پر اکثر لشکر والون نے بڑے بڑے
درخت کاٹ کر گرا دیئے، اور اُن کے موٹے موٹے تنون کو کاٹ چھانٹ کر اُن سے لمبے لمبے شہتیر
نکالے تاکہ گہرے نالون اور کھڈون پر ان شہتیرون کے پل ڈالکر آگے بڑھ سکین، یہان چارے
کی قلت کے باعث گھوڑے، سمون سے برف کرید کر کائی اور سوکھی گھاس زمین سے نکال کر
کھاتے تھے، بہت سے سوار اور پیدل شکار کھیلنے نکل جاتے تھے، مختصر یہ کہ ایشیائے مرتفع کی تیز سردی
مین مغلون کے ڈھائی لاکھ آدمیون نے ایسی سختیان برداشت کین کہ اگر اس زمانے کی فوجین ہوتین
تو ڈویژن کے ڈویژن اسپتال مین لیٹے نظر آتے، مگر مغلون پر کوئی خاص اثر نہ تھا، چمڑے کی بارانی قبایئن
پہنے بے تکلف برف پر سو رہتے تھے، اگر بہت ہی ٹھنڈ معلوم ہوتی تو خیمے مین جو کسی قدر گرم ہوتا
تھا جاکر سو جاتے تھے، جب کھانے کو کچھ نہ رہتا تو گھوڑے کی کوئی رگ کھول کر تھوڑا سا خون پی
لیتے اور پھر اُس رگ کو بند کر دیتے،

چنگیز خان کا لشکر سو میل پہاڑی زمین پر پھیلا ہوا آگے بڑھ رہا تھا، لشکر کے پیچھے برف
پر پھسلنے والے بن پہیون کے ٹھیلے ہوتے تھے، جب یہ لشکر کسی مقام سے گذر لیتا تھا تو اُس کے
رہگذر کا پتہ جانورون کی لاشین اور ہڈیان بتایا کرتی تھین،

پہاڑون پر برف پگھلنی شروع ہوئی تھی کہ مغلون کا لشکر مغرب کی ہموار زمینون پر پہنچ گیا اور
جھیل بالکش کے گرد گھوڑے دوڑاتا ہوا منزلین طے کرنے لگا، اور جب تک کہ زمین پر پھر روئیدگی
ہو کوہِ قراتاو کے آخری سلسلے سے گذرتا ہوا نظر آیا، گھوڑے بہت دبلے ہوگئے تھے، مگر قراتاو
سے گذر کر جسوقت مسطح زمین پر یہ لشکر پہنچا ہے تو وہ اپنے سفر دراز کے بارہ سو[۱۲۰۰] میل ختم کر چکا تھا،
اب جسقدر تومان وطن سے چلے تھے وہ سب ایک جگہ ہوگئے، فوجی سردار لشکر مین ادھر سے

اودھر گھوڑے دوڑاتے نظر آئے، تاجر جنکی وضع قطع کچھ اور ہی تھی دس دس پانچ پانچ مل کر گھوڑوں پر سوار ہو سب طرف کی خبرین لینے نکل گئے، جاسوسون اور قراولون کے دستے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے کام پر روانہ ہو چکے تھے،

سوار گھوڑون سے اترے، تھیلون اور خرجیون کو دیکھا، ترکش مین تیر گنے کہ کتنے باقی ہین، ان کامون سے فارغ ہو کر آپس مین ہنسی مذاق قہقہے شروع کر دیئے، آگ جلائی، دس دس بیس بیس کی ٹولیان الاؤ کے گرد تاپنے ہو بیٹھین، دو چار بختی بھی دوتارہ لئے آن پہنچے، پرانے وقتون کے سورماؤن اور جادوگرون کے قصے لمبی تانون مین سنانے لگے،

اور جب پہاڑون کے گھنے جنگلون سے نیچے نظر دوڑائی تو اسلامی ملکون کی سرحدین نظر آئین اور دیکھا کہ دو رسیر دریا طغیانی پر آیا ہوا ہے،

چودھواں باب [۱۴]

مغلوں سے خوارزم شاہ کی پہلی لڑائی

خوارزم شاہ کی سلطنت پر چنگیز خان کی فوجکشی سے پہلے جوجی پسر چنگیز اور جبی نویان دونون پامیر کے قریب طیان شان کی بلندیون سے اترکر مسلمانون سے دست و گریبان ہوگئے اس لڑائی کا حال قابل ذکر ہے،

سلطان محمد خوارزم شاہ مغلون سے بھی پہلے لڑائی کے میدان مین اتر آیا تھا، ہندوستان مین فتوحات حال کے زمانے ہی مین حاصل کی تھین [۱]، اب اپنی چار لاکھ فوج کو یکجا کرلیا اور تمام اتابکون کو طلب کرکے ترکی فوجون کو قوت پہنچانے کے لیے عربون اور ایرانیون کی فوجین بھی اس چار لاکھ کے لشکر مین شامل کین، اور اب اس لشکر کو لیے شمال کی طرف آیا، اور مغلون کو تلاش کرنے لگا، جو ابھی تک ظاہر نہین ہوئے تھے، اس تلاش مین یکایک جبی نویان کی فوج

[۱] ہندوستان مین خوارزم شاہ کا فتوحات حاصل کرنا تاریخ مین کہین نظر سے نہین گذرا، غوریون کی سلطنت کو البتہ تسخیر کرنا لکھا ہے، غوریون کی سلطنت اُسوقت کسی قدر ہندوستان مین بھی تھی، (مترجم)

ہراول کے بعض دستون سے مقابلہ ہوگیا جبی نویان کا لشکر گوبی سے مدت کا نکلا ہوا تھا، اُسے اطلاع نہ تھی کہ چنگیز خان سلطان محمد خوارزم شاہ سے لڑنے کے لیے وطن سے نکل چکا ہے، مغل چمڑے کا لباس اور پوستین پہنے جھبرے ٹٹوون پر سوار تھے، سلطان محمد کی سپاہ عمدہ گھوڑون پر عمدہ لباس مین تھی، یہ مغلون کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگی، چنگیزی لشکر کی صورت اور ہیئت جاسوسون نے سلطان سے عرض کردی تھی مگر سلطان نے پروانہ کی اور کہا کہ چنگیز خان کو کافرون پر فتح ہوئی ہوگی، اب ہم سے مقابلہ ہے"

اب جوجی اور جبی نویان کی فوجین نمودار ہوتی ہین، سوارون کے رسالے طیان شان کے سلسلون سے گذرتے ہوئے سیر دریا کی طرف جو بڑا چوڑا دریا ہے بڑھتے ہین، بہت سے سوارون نے شاداب وادیون مین دیہات پر چھاپے مارنے شروع کردیئے ہین گاؤن والون کے مویشی اور اناج کے ذخیرے جسقدر ان کے پاس تھے یا اور کھانے پینے کی چیزین تھین وہ سب لوٹ لی ہین، اور اُن کے گھرون کو آگ لگا کر اُس کے دھوئین مین غائب ہوگئے ہین، لوٹ کا مال گاڑیون مین بھر دیا ہے اور گاڑیان لوٹ کے مویشیون کے ساتھ سوارون کے پہرے مین شمال کی طرف روانہ کردی ہین، اور دوسرے ہی دن پچاس میل کے فاصلے پر ایک اور گاؤن کو جا لوٹا ہے،

مغلون کے یہ سوار وہ تھے جو جوجی کے لشکر کے آگے آگے چارے اور رسد کی تلاش مین نکلے تھے، اور اِس قسم کی چیزون سے جو کچھ ملتا تھا اُسے لوٹ کر اپنے لشکر کو پہنچا دیتے تھے، اور کسی کو پتا نہ چلتا تھا کہ یہ مغل کدھر سے آئے اور کدھر چلے گئے، جوجی کے حکم سے یہ سوار اِس طرف آئے تھے، اور جوجی خود بھی مشرق سے مع اپنے لشکر کے طیان شان پہلو

کی لمبی گھاٹیون کو طے کرتا ہوا ادھر آرہا تھا، کوہستانون سے گذر کر کھلے میدانون مین آنے کا جو راستہ جوجی نے اختیار کیا تھا وہ اُس راستے سے سہل تھا جس سے چنگیز خان کا بڑا لشکر آرہا تھا، اسوقت جوجی باپ کے لشکر سے کچھ آگے پہاڑون کے بالکل آخری سلسلہ سے گذر رہا تھا،

سلطان محمد خوارزم شاہ نے اپنے لشکر کا معتد بہ حصہ تو سیر دریا پر چھوڑا اور باقی کو ساتھ لیے شرق کی سمت مین اسی دریا کے سرچشمون کی طرف بڑھا جو بالکل پہاڑون مین تھے، جوجی کے اس طرف آنے کی خبر سلطان محمد کو یا تو اپنے مخبرون سے مل گئی تھی، یا یہ محض اتفاق تھا کہ مغلون کی فوج اسے دفعۃً نظر آگئی، سلطان محمد نے ایک لمبی وادی مین جس کے دو طرفہ اونچے اونچے پہاڑ تھے اور پہاڑون پر جنگل لہلہا رہے تھے، ان مغلون کا مقابلہ نہایت سختی سے کیا،

سلطان محمد کی فوج مغلون سے شمار مین زیادہ تھی، اب سلطان نے دیکھا کہ چرم پوش سوارون کا ایک ابر سیاہ امڈا چلا آتا ہے، یہ سوار زرہ دار نہ تھے اور نہ ان کے پاس سپر و چتر تھے، خوارزم شاہی فوج نے ان پر فورًا حملہ کرنے کا قصد کیا، اور خیال کیا کہ اگر حملے مین ذرا بھی دیر کی تو پھر مغل بہت جلد غائب ہو جائینگے،

خوارزم شاہ کی ترکی فوجین فورًا ہوشیار ہوئین اور صفین آراستہ کر کے قرنا کی آواز بلند کی،

یہ کیفیت دیکھکر جوجی کے ایک سپہ سالار نے صلاح دی کہ اسوقت ہٹ جانا اور ہٹ کر چنگیز خان کے لشکر کی طرف چلا جانا مناسب ہوگا، لیکن چنگیز خان کا فرزند اور وہ بھی فرزند رشید ایسی صلاح کب سنتا تھا، رسالون کو حکم دیا کہ خوارزم شاہ کی فوج پر فورًا دھاوا کر دین، اور جس سپہ سالار نے ہٹنے کو کہا تھا اُسے جواب دیا کہ "اگر مین یہان سے بھاگا تو باوا جان کو کیا جواب دونگا"

اس وقت جوجی کی سرکردگی مین دس ہزار سپاہ کا پورا ایک تومان تھا، حکم سنتے ہی مغل سوار

بلا عذر گھوڑون پر سوار ہو گئے، اگر چنگیز خان اس موقع پر ہوتا تو جوجی کی طرح ایک تنگ گھاٹی مین اپنے تئین ہرگز نہ گھِر جانے دیتا، اور اگر بفرض محال ایسا ہوتا بھی تو فوراً پیچھے ہٹتا اور برابر ہٹتا چلا جاتا تاوقتیکہ خوارزم شاہی فوجین تعاقب کرتے کرتے خود بے ترتیب و پراگندہ نہ ہو جاتین، لیکن آتش مزاج جوجی نے سپاہ کو مقابلہ کا حکم دیدیا، پہلے سوارون کے ایک حصہ کو جسے "ملکو دای" کہتے تھے مرنے کے لیے آگے بڑھایا، اس لفظ کے معنی بھی یہی تھے کہ ان بہادرون کی جانین پہلے ہی سے خدا کے گھر پہنچ چکی ہین، اس کے بعد جوجی کے زرہ پوش سوارون نے ایلغار کیا، ہر سوار کے داہنے ہاتھ مین نیزہ اور بائین ہاتھ مین گھوڑے کی راسون کے ساتھ ننگی تلوار علم تھی، رسالے جنکے پاس ہلکے ہتھیار تھے فوج کے چپ و راست موجود تھے،

جوجی نے اسی طریقہ سے اپنی فوج کو آگے بڑھایا تھا لیکن گھاٹی ایسی تنگ تھی کہ اُس مین فوج کی نقل و حرکت اور لڑائی کے داؤن پیچ کے لیے جگہ کافی نہ تھی، اور نہ اتنا وقت مل سکتا تھا کہ تیرون کی بارش کیجاتی جسمین مغل بڑے استاد تھے، بہرکیف اس ایلغار مین مغلون کے رسالے موت کے منھ مین چلے، خوارزم شاہیون نے شمشیر خمدار سے اور مغلون نے سیدھی تلوار سے خون بہانا شروع کیا، مورخ لکھتا ہے کہ اس معرکے مین مسلمانون کا بے حد نقصان ہوا، اور چونکہ مغلون کا ہراول خوارزم شاہیون کے قُول تک پہنچ گیا تھا اس لیے خود سلطان محمد کو جان کا اندیشہ ہوا، اور دیکھا کہ رایت چنگیزی اتنا قریب آگیا ہے کہ وہان کا تیر یہان تک پہنچ سکتا ہے، لیکن خوارزم شاہ کی فوج خاصہ نے بڑی جوانمردی سے آقا کو کسی طرح کی گزند نہ پہنچنے دی، اُدھر جوجی کی جان بھی خطرے مین تھی، قصہ مشہور ہے کہ ختا کے ایک شہزادے نے جو مغلون کے لشکر مین سپہ سالاری پر مامور تھا اس لڑائی مین جوجی کی جان بچائی تھی،

دامنون کی پشت پر پہاڑی سلسلون کی بلند چوٹیان آسمان تک پہنچی تھین، یہ زمین خوقند کا علاقہ تھی،

ختا کا دانشمند لیوچینسای جو اس سفر مین چنگیزی لشکر کے ساتھ تھا اس علاقے کا جغرافیہ بیان کرنے مین لکھتا ہے کہ "خدقان (خوقند) مین انار بہت ہوتا ہے، اور اُسکا حجم دو مٹھیون کے برابر سمجھنا چاہیئے، ذائقہ مین ترش و شیرین ہے، یہان کے لوگ اس میوے کو دباکر اُسکا عرق کسی برتن مین نکالتے ہین، پیاس مین اس شربت کو پیکر بڑی تسکین ہوتی ہے، تربوز بھی یہان پیدا ہوتا ہے، ایک پھل کا وزن پچیس پچیس سیر کا ہوتا ہے، دو تربوز ایک گدھے کیلئے پورا بوجھ ہوجاتے ہین"

شدت سے سرد اور برفانی پہاڑون کے درون مین سفر کرنے کے بعد ایسے پر فضا مقامات مغلون کو جنت کا نمونہ معلوم ہوئے ہونگے، سیر دریا یہان زیادہ چوڑا ہوکر بہتا تھا، جوجی کی فوج خوقند سے آگے بڑھکر خجند تک آئی، خجند کے گرد شہر پناہ تھی، چنگیز خان کی بھیجی ہوئی پانچہزار فوج کمک خجند مین پہلے سے پہنچکر شہر کا محاصرہ کئے تھی، اور جوجی کے انتظار مین تھی،

خجند مین اسوقت سلطان محمد کی ترکی فوجون کا سردار ایک بہادر ترک تیمور ملک نامی تھا، نام ہی سے ظاہر تھا کہ فولاد کا بادشاہ ہے، خجند پر مغل جب حملہ کرنے کو پہنچے ہین تو تیمور ملک ایکہزار نہایت مضبوط سپاہ کو ساتھ لے کر سیر دریا کے ایک ٹاپو مین چلا آیا، اور یہان خندقین کھودکر اُن کے حصار مین چھپ بیٹھا، اب واقعات نے عجب تشکل اختیار کی،

دریا کا پاٹ اس مقام پر بہت چوڑا تھا، جسقدر کشتیان دریا مین تھین وہ سب کی سب تیمور ملک اپنے ساتھ اس ٹاپو کے کنارے لے آیا تھا، مغلون کو حکم تھا کہ کسی شہر کو جس کے گرد شہر پناہ ہو بغیر فتح کئے آگے نہ بڑھین، اس لیے مغلون نے خجند کا محاصرہ جاری رکھا، ٹاپو کیطرف بھی

منجنیقون سے پتھر برسائے مگر کوئی پتھر ٹاپو تک نہ پہنچا،

تیمور ملک جو شجاعت و کیاست کی اعلیٰ ترین مثال تھا باوجود مغلون کی فریب کاریون کے ٹاپو سے ہرگز باہر نہ ہوا، اب مغلون نے اپنے قاعدے کے مطابق اس ٹاپو کا بھی محاصرہ کرلیا، جوجی بھی موقع پر آیا، یہ کسی بات مین تاخیر کرنی جانتا نہ تھا، اپنی فوج کو ایک نویان کی سرکردگی مین دے خود دریا کے بہاؤ کے رُخ کنارے کنارے آگے بڑھا،

مغلون نے اپنے قراول روانہ کردیئے تھے کہ اونچے اونچے مقامات پر بیٹھکر دشمن کے حال سے اطلاع دیتے رہین، اور اب دیہات کے ہزار ہا لوگون کو گرفتار کرکے انھین حکم دیا کہ سب طرف سے پتھر اٹھا کر دریا کے کنارے جمع کرین، تیمور ملک ابھی تک اپنے ٹاپو مین محفوظ تھا، ایک دن کیا دیکھتا ہے کہ پتھرون کا ایک اونچا پشتہ دریا مین اُس کی طرف بنتا چلا آتا ہے، مگر تیمور ملک بھی غافل نہ تھا،

کشتیان جو اس کے قبضے مین تھین اُن مین سے چند کو منتخب کرکے اُن کے گرد لکڑی کی سلامی دار دیوارین سی کھڑی کین اور ان دیوارون مین چھوٹی چھوٹی کھڑکیان کھول کر تیراندازون کو اُن کے پیچھے بٹھا دیا، اب یہ کشتیون کے قلعے روز ٹاپو سے چلکر دریا کے کنارے پہنچتے اور مغلون پر خوب تیر برساتے، مگر مغلون مین ختا کے توپچی موجود تھے، انھون نے ایک آلہ ایسا تیار کیا جو ان تیرانداز کشتیون کا جواب دے سکے، پہلے تو بڑے بڑے عرّادون سے کشتیون پر سنگ باری کرتے رہے پھر انھی آلون مین ایک ترکیب ایسی رکھی کہ پتھرون کی جگہ نفط کے شیشے یا مٹی کی ہنڈیان جلتی ہوئی گندھک یا کسی نوایجاد مصالح سے بھر کر پھینکی جاسکین، یہ دیکھکر تیمور ملک نے بھی اپنی کشتیون کی وضع بدل دی، ہر کشتی کے چوبی دیوارون پر دو طرفہ

ڈھلوان چھت قائم کی اور لکڑی کے اس پورے کام پر مٹی سے خوب کہہ گل کردی، اور دیوارون مین تیر چلانے کے لیے جھروکے بنا دیئے،

اب مغلون کے آتش بار آلون اور تیمور ملک کی ان نئی وضع کی کشتیون مین معرکے شروع ہوئے، مگر پتھرون کا جو پشتہ دریا مین ٹاپو کی طرف بنتا چلا آتا تھا وہ بدستور ٹاپو کی طرف بڑھتا آرہا تھا، تیمور ملک سمجھ گیا کہ اب اس جزیرہ مین ٹھہرنا ممکن نہ ہوگا، سرپوش کشتیون مین سے ایک بڑی کشتی پسند کر کے اُس مین تو مع اپنے متعلقین کے خود بیٹھا اور باقی کشتیون مین اپنے بہادرون کو سوار کر کے جزیرہ خالی کر دیا، اب تیمور ملک کا یہ بیڑا رات کے اندھیرے مین مشعلین جلا کر دریا کے بہاؤ کے رخ چلا، مغلون نے ایک بھاری زنجیر دریا کے عرض پر تان رکھی تھی تاکہ کشتیان اُس سے ٹکرا کر رک جائین، تیمور ملک نے اس زنجیر کو توڑ دیا اور اپنی کشتیان آگے بڑھالے گیا،

مغلون کے سوار بھی تیمور ملک کے بیڑے کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے چل رہے تھے، جوجی نے خجند سے روانگی کے بعد کچھ آگے بڑھکر دریا پر کشتیون کا ایک پل باندھ دیا تھا، جس قدر مہندس ساتھ تھے انھین حکم دیا کہ پتھر پھینکنے کی کلین تیمور ملک کی کشتیون کو ڈبونے کیلئے تیار کرین، تیمور ملک جو ہر بات سے باخبر تھا، ان تیاریون کا حال سُن چکا تھا، چلتے چلتے دریا کا ایک کنارہ سب سے الگ نظر آیا، یہان تیمور ملک نے اپنے سپاہیون کو کشتیون سے اتار دیا، مغلون نے یہ دیکھکر کہ تیمور ملک اب دریا پر نہین ہے، اُسے اور اُسکی سپاہ کو ڈھونڈنا شروع کیا، آخرکار اس تلاش مین وہ کامیاب ہوئے، تیمور ملک مغلون کو قریب آتے دیکھکر اپنے چند جان نثار ہمراہیون کو ساتھ لیکر بھاگا، لیکن اس بھاگنے مین یہ دیکھنا پڑا کہ اُسکے سپاہی جو پیچھے رہ گئے تھے، مغلون کے ہاتھون سب قتل ہوگئے،

پھر وہ لوگ بھی جو اس جانباز ترک کے ہمراہ تھے قتل ہو گئے اور اب وہ تنہا اپنے تیز رہوار پر سوار بھاگ رہا تھا، مغلون سے آگے نکل آیا تھا مگر مغلون کے تین سوارون نے اسکا تعاقب بند نہ کیا، جب یہ سوار قریب پہنچے تو تیمور ملک نے ان مین سے ایک آدمی کے ایسا تیر مارا کہ اسکی آنکھ مین لگا، اور وہ گرا، اس کے گرتے ہی تیمور ملک نے باقی دو مغلون سے کہا کہ اب میرے ترکش مین صرف دو تیر باقی ہین اور میرا نشانہ کبھی خطا نہین کرتا،

یہ دو تیر ترکش ہی مین رہے اور مغل تیمور ملک کو نہ پکڑ سکے، دوسری رات تیمور ملک بھاگ کر شہزادہ جلال الدین پسر سلطان محمد خوارزم شاہ کی فوج سے جا ملا، اس بہادر ترک کی ہمت و مردانگی کی تعریف ترک و مغل دونون کی زبان پر بار بار آتی تھی کہ اُس نے دس ہزار مغلون کے پورے تومان کو کئی مہینے تک بالکل بیکار رکھا، مگر خجند کے محاصرے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صورت حالات خواہ کیسی ہی سخت ہو لیکن مغل اُس کے تدارک مین سامان مہیا کرنے سے ہرگز عاجز نہین ہین، یہ قصہ جو ہم نے نقل کیا اس بڑی مسلسل جنگ کا محض ایک واقعہ ہے اور یہ جنگ وہ تھی جو ایک ہزار میل کے عرض مین اسلامی سلطنت کی سرحد پر مغلون نے شروع کی تھی،

پندرہواں باب

بخارا

سلطان محمد خوارزم شاہ پہاڑون سے اتر کر شمال کا رخ کئے سیر دریا کی طرف مع اپنے لشکر کے چلا، اور اس انتظار مین ہوا کہ چنگیز خان کا لشکر جب ادھر آکر دریا اترنے لگے تو اُس سے لڑائی شروع کر دیجائے لیکن سلطان کا یہ انتظار بے کار ثابت ہوا،

اب جو واقعات پیش آئے اُن کے سمجھنے کے لیے ایشیا کا نقشہ دیکھنا چاہیے، سلطان محمد کی سلطنت کا یہ شمالی حصہ (یعنی سیر دریا کا علاقہ) آدھا شاداب و سرسبز وادیون کا تھا اور آدھا خشک و ہموار زمینون کا، ان ہموار زمینون مین کہین کہین کی مٹی سرخ تھی، اور یہان کی ہر چیز گرد مین اٹی ہوئی بدنما و بے جان نظر آتی تھی، پس شہر اور آبادیان جسقدر تھین وہ یا تو دریا کے قریب یا پہاڑون مین اندر جا کر تھین،

اسی صحرائی زمین پر دو زبردست دریا شمال کا رخ کئے چھ سو میل بہتے ہوئے بحر جند (آرال) مین جسکا پانی کھاری تھا گرتے تھے، ان مین ایک دریا شمال مین سیر دریا کہلاتا تھا جسے پرانے یونانی جکسارطیس (اور عرب سیحون) کہتے تھے، اس کے ساحل پر یا ساحل سے قریب ایسے شہر آباد تھے

جن کے گرد شہر پناہین تھین اور قافلون والی سڑک اُن مین سے گذری تھی، شہرون کا یہ سلسلہ بستیون اور آبادیون کی ایک زنجیر تھا جسے کسی نے ریگستان کی سطح پر ڈالدیا تھا، دوسرا دریا جنوب کی سمت مین تھا، اسکا نام آمو دریا تھا اور قدیم یونانی اسے اوکسس (اور عرب جیحون) کہتے تھے اسی آمو دریا کے قریب سلمانون کے مشہور شہر بخارا اور سمرقند واقع تھے،

خوارزم شاہ اسوقت سیر دریا کے جنوبی ساحل پر تھا، مغلون کا اُسے کچھ علم نہ تھا کہ کس طرف نقل و حرکت مین ہین، سلطان منتظر تھا کہ جنوب سے کمک پر تازہ دم فوجین اور محصول کی رقم آتی ہوگی، یہ محصول اُس نے اِسی زمانے مین جاری کیا تھا، لیکن خبرین ایسی وحشت اثر آئین کہ فوج کمک کے آنے مین بھی خلل پڑتا معلوم ہوا، مغل پہاڑی سلسلون کے اونچے درون سے اتر کر خوارزم شاہ کے داہین ہاتھ کو تقریبًا اُس کے عقب سے بڑھے چلے آتے تھے، اور اسوقت اُن مین اور جہان خوارزم شاہ مقیم تھا کوئی دوسو میل کا فاصلہ رہ گیا ہوگا،

واقعات کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جبی نویان جوجی سے علحدہ ہو کر طیان شان کے سلسلے طے کر چکا تھا، یہان سے جو راستہ خوارزم کو جاتا تھا اسکی حفاظت پر خوارزم شاہ کی طرف سے ترکی فوجین مقرر تھین، جبی نویان ان ترکی فوجون کی تاک مین چلا، اور آمو دریا کے سرچشمون کے قریب برف کے وسیع قطعات پر منزلین طے کرنے لگا، یہان تک کہ سمرقند اس سے تقریبًا دوسو میل رہ گیا، جبی نویان کے ساتھ اس وقت مغل سوار بیس ہزار سے زیادہ نہ تھے، مگر خوارزم شاہ کو ان باتون کا کچھ پتہ نہ تھا،

خوارزم شاہ کے پاس جنوب سے کمک نہ پہنچی، اس کمک کے انتظار کی جگہ اب اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ مغل اسوقت بیچ مین حائل ہو گئے ہین کہین ایسا نہ ہو کہ سلطان کا تعلق اپنی قلمرو کے جنوبی علاقون یعنی آمو کے اُن اضلاع سے جنمین بخارا اور سمرقند کے شہر تھے قطع ہو جائے، اس

خطرے کے رفع کرنے کے لیے سلطان محمد خوارزم شاہ نے ایک تدبیر کی جس پر بعد کے مورخون نے بڑی بڑی نکتہ چینیان کین، وہ تدبیر یہ تھی کہ اپنے پورے لشکر کو کئی حصون مین تقسیم کیا اور ایک ایک حصہ کو مختلف شہرون کی محافظت کے لیے روانہ کردیا،

سیر دریا سے متصل شہرون اور قلعون مین جسقدر فوجین مقیم تھین انھین زور پہنچانے کیلئے خوارزم شاہ نے چالیس[۱] ہزار سپاہ روانہ کی، اور لشکر کے باقی حصے کو اپنے ہمراہ لیکر جنوب کی طرف چلا، بخارا مین بیس[۲] ہزار فوج چھوڑی اور باقی جو بچی اُسے سمرقند مین متعین کردیا جہان مغلون کے حملے کا سب سے زیادہ اندیشہ تھا، خوارزم شاہ کو دو باتون کا خیال اور یقین تھا، ایک یہ کہ اُس کے قلعون اور متحصن شہرون کو مغل فتح نہ کرسکین گے، دوسرے یہ کہ مغل کچھ دنون لوٹ مار کرکے واپس چلے جائینگے اسی بنا پر اُس نے اپنی فوجین قلعون اور شہرون پر تقسیم کی تھین لیکن خوارزم شاہ کے یہ دونون خیال غلط ثابت ہوئے،

اس تقسیم سے پہلے ہی چنگیز خان کے دو فرزند (اوگدای اور چغتای) اترار پہنچ چکے تھے، اترار شمال مین واقع تھا جس طرف سیر دریا بہتا ہوا آگیا تھا، یہ وہی شہر تھا جہان کے حاکم نے چنگیز خان کے تاجرون کو قتل کیا تھا، اینل جق جس نے تاجرون کے قتل کا حکم دیا تھا ابھی تک اترار کا حاکم تھا، مغلون کے آنے پر وہ سمجھ گیا کہ اب اپنے حق مین اسے رحم کی توقع رکھنی لاحاصل ہے، چنانچہ وہ اترار کے قلعے مین مع کل فوج کے قلعہ نشین ہوگیا، مغلون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا، مگر اینل جق پانچ مہینے تک اس محاصرہ مین مغلون کا مقابلہ کرتا رہا اور جب مغل قلعے مین داخل ہوگئے اسوقت بھی اخیر تک لڑتا رہا، جب مغلون نے اُس کی تمام فوج کو قتل کردیا تو وہ خود قلعہ کے ایک برج مین چلا گیا اور یہان سے بھی دشمن پر تیر چلاتا اور پتھر پھینکتا رہا، مگر باوجود اس جد وجہد کے وہ زندہ

گرفتار ہوگیا اور مغلون نے اُسے چنگیز خان کے پاس بھیجدیا، چنگیز خان نے اپنے تاجرون کے خون کا بدلہ لیا اور چاندی گرم کرکے اینل جق کی آنکھون اور کانون مین ڈلوائی جس سے وہ ہلاک ہوگیا، اترار کی فصیلین مغلون نے ڈھادین اور شہر کے سب آدمیون کو شہر سے نکالدیا،

ادھر اترار مین تو یہ آفتین برپا تھین اُدھر مغلون کی ایک دوسری فوج نے سیر دریا کے کنارے آکر شہر تاشکنت فتح کرلیا، ایک تیسری فوج نے سیر دریا کے شمالی سرے پر جسقدر ملک تھا اس مین دورہ کرکے وہان کے چھوٹے چھوٹے شہرون کا محاصرہ اور آخر کار اُن پر قبضہ کرلیا، انھی شہرون مین ایک شہر جند تھا، یہان کچھ ترکی فوجین خوارزم شاہ کی طرف سے موجود تھین مغلون کی آمد سنکر یہ فوجین شہر چھوڑ کر باہر نکل گئی تھین، مغلون نے جب جند کی فصیلون پر نردبان لگاکر شہر مین داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اہلِ شہر نے مغلون سے امان چاہی اور اُن کی اطاعت قبول کرلی، اس پہلی مسلسل جنگ مین جس قدر معرکے ہوئے اُن مین خوارزم شاہ کی سپاہ اور ترکی فوجون کو جو قلعون کی حفاظت پر تھین مغلون نے بلا استثنا قتل کرڈالا، شہر کے لوگون کو جنمین اکثر ایرانی تھے شہرون سے باہر کردیا اور پھر اُن کے گھرون کو خوب فرصت سے لوٹا،

اس کے بعد شہر والون کو گرفتار کرکے اُن مین کاٹ چھانٹ شروع کی اور جو آدمی ہاتھ پاؤن کے مضبوط نظر آئے اُن کو علیٰحدہ کردیا تاکہ آگے چلکر اُن سے شہرون کے محاصرون مین کام لین، اہلِ حرفہ کی جانین سلامت رکھی گئین تاکہ اُن سے عمدہ صنعت کی چیزین بنوائی جائین، ایک شہر ایسا آیا جہان کے لوگون نے کسی وقت مین ایک مسلمان تاجر کو جو مغلون کا ایلچی تھا مار کر ٹکڑے کرڈالا تھا، مغلون نے اس شہر پر حملہ کیا، شہر والون نے مقابلہ کیا اور مقابلہ ایسا ہوا جو شروع ہوکر کسی طرح ختم نہ ہوتا تھا، جس قدر مغل مارے جاتے تھے اسی قدر اُن کی جگہ اور آجاتے تھے، آخر کا

مغلون نے شہر فتح کر لیا اور وہان کے کل آدمیون کا تیر و تلوار سے کام تمام کر دیا،

چنگیز خان سیر دریا والے شہرون مین نہین آیا، کچھ عرصے سے لشکر کے قول کو ہمراہ لیے سب کی نظرون سے غائب رہا، کسی کو معلوم نہ ہوا کہ اس دریا کو کس مقام سے اُس نے عبور کیا اور عبور کر کے کس طرف گیا، لیکن پڑھنے مین آتا ہے کہ جب بخارا مین داخل ہوا ہے تو مغرب کی جانب سے داخل ہوا تھا، اس سے قیاس ہوتا ہے کہ بڑے پھیر سے دشت قزل قم مین ہوتا ہوا بخارا مین وارد ہوا ہوگا،

خوارزم شاہ کو یہی مشکل نہ تھی کہ دائین بائین دشمن آگیا تھا بلکہ بڑا خطرہ یہ تھا کہ کہین اقطاع جنوب سے جہان اسکی بہت سی سپاہ اور اُس کے فرزند اور کمک کی فوجین اور خراسان و ایران کے زرخیز ملک تھے اُسکا تعلق بالکل قطع نہ ہو جائے، خوارزم شاہ جس وقت سمرقند پہنچا ہوگا اور دیکھا ہوگا کہ مشرق سے جبی نویان اور مغرب سے چنگیز خان آرہا ہے تو سمجھا ہوگا کہ موت کے کھلے منھ مین تو آہی چکا ہون اب موت کو فقط اپنے دونون جبڑے بند کرنے باقی ہین،

اس نازک حالت مین خوارزم شاہ نے اپنا لشکر کچھ تو سمرقند مین چھوڑا اور کچھ بخارا بھیجدیا، اور اپنے اتابکون کو مع اُن کی فوجون کے بلخ اور قندز جانے کا حکم دیا، اور خود چند امرا اور فوج خاصہ کو ساتھ لے کر سمرقند سے چل پڑا، تھوڑے سے اونٹ اور ہاتھی کچھ زر و جواہر اور اہل و عیال بھی ساتھ تھے، ارادہ یہ تھا کہ ایک نیا لشکر جمع کر کے پھر سمرقند آئے،

لیکن اس قصد مین بھی ناکام رہا،

سلطان محمد خوارزم شاہ جسے اُسکی رعایا نے اسکندر ثانی کا خطاب دیا تھا، لڑائی مین ہمیشہ مغلون سے بازی ہارتا رہا، سیر دریا والے شہرون مین مغلون نے اوگدای اور چغتای پسران

چنگیز کی ماتحتی مین جو جو فتین برپا کین وہ اُن زبردست معرکون کا پیش خیمہ تھین جو جوچی نویان اور چنگیز خان سے عمل مین آنے والے تھے،

چنگیز خان سیر دریا اتر کر دشت قزل قم سے بہت جلد باہر نکلا، اِس قدر جلد کہ راستے مین جو چھوٹے شہر آئے تھے اُن سے مزاحم نہ ہوا، گھوڑون کے لیے پانی البتہ کہین کہین طلب کیا، غرض نہایت عجلت سے آخر کار بخارا مین وارد ہو گیا، یہان اس خیال سے آیا تھا کہ خوارزم شاہ موجود ہو گا، مگر جب پہنچا تو معلوم ہوا کہ خوارزم شاہ وہان سے فرار ہو چکا ہے، بخارا مسلمانون کا بڑا مستحکم اور عالیشان شہر تھا، مورخ لکھتے ہین کہ اُس کے گرد ایک دیوار بارہ[۱] فرسخ کے دور مین تھی، اور اس مین سے ایک دریا گذرا تھا جس کے کنارے باغات اور تفریح کے مقامات تھے، بخارا خاص کے قلعے مین بیس[۲] ہزار ترکی فوج موجود تھی، شہر کی آبادی مین ایرانی بکثرت تھے، یہان مسلمانون کے بڑے بڑے اربابِ علم و فضل قرآن اور حدیث کے درس دینے والے سادات و ائمۂ وقت موجود تھے،

اسلامی حمیت کا جوش اس شہر کے دل مین اس طرح مخفی تھا جیسے چنگاری آگ مین دبی ہو، مگر ظاہرا حالت لوگون کی فکر اور پریشانی کی تھی، شہر پناہ اتنی مضبوط تھی کہ غنیم اُسے مسمار نہ کر سکتا تھا، اور اگر اہلِ شہر اُسکی حفاظت پر کمر بستہ ہو گئے تو پھر ممکن تھا کہ اس پر قبضہ پانے مین مغلون کو مہینون لگ جائین،

چنگیز خان کا یہ قول بہت درست تھا کہ "شہر پناہ کی مضبوطی اُس کے محافظون کی ہمت اور مردانگی کے مساوی ہوا کرتی ہے، اس مین کمی بیشی نہین ہوتی" اس موقع پر بخارا مین جسقدر ترکی فوج تھی اس کے افسرون نے اہلِ شہر کو ان کی تقدیر پر چھوڑا اور خود شہر سے نکل کر خوارزم

شاہ کی طرف چلنے کا ارادہ کیا، خود بھی چلے اور خوارزم شاہ نے جو فوج کمک بھیجی تھی اُسے بھی ساتھ لیے رات کے وقت دریا والے دروازے سے نکل کر باہر آئے اور آمو دریا کی طرف کوچ بول دیا، مغلون نے ان افسرون اور اُن کے ساتھ کی فوجون کو پہلے تو جانے دیا، مگر پھر فوراً تیس ہزار فوج یعنی تین تومان اُن کے تعاقب مین روانہ کیے، آمو دریا پر ان افسرون اور انکی فوجون کا مغلون سے مقابلہ ہوگیا، لڑائی ایسی سخت ہوئی کہ خوارزمشاہی سپاہ تقریباً کل غارت ہوگئی،

جس وقت بخارا سے خوارزمشاہ کی فوجین نکل گئین تو شہر کے اکابر و اعیان نے باہمی مشورہ کیا، اور اس مشورے کے بعد وہ سب چنگیز خان کے پاس آئے اور امان طلب کی اور شہر کی کنجیان بھی خان کے حوالے کردین، چنگیز خان نے وعدہ کیا کہ شہر والون کی جان سلامت رکھی جائیگی، لیکن حاکم شہر اور اُس کے ساتھ جسقدر فوج تھی اُس نے یہ کیا کہ قلعے مین آکر اُس کے دروازے بند کر لیے، مغلون نے قلعے کا محاصرہ کرلیا، اور آتش فگن آلون سے اتنی آگ برسائی کہ قلعہ کے اندر محلون اور مکانون کی چھتون مین آگ لگ گئی،

اب شہر کے وسیع بازارون مین مغلون کا ہجوم ہوا، مغلون کے سپاہی غلّے کے انبار خانون مین گھس پڑے، کتب خانون کے صحنون مین گھوڑے باندھے، صندوقون مین سے کتابین نکالکر باہر پھینک دین، کتابون کے اوراق گھوڑون کے سمون کے نیچے کچلے گئے، اتنے مین چنگیز خان بھی گھوڑے پر سوار شہر مین آیا اور ایک عالیشان عمارت کے سامنے آکر ٹھہرا، یہ شہر کی جامع مسجد تھی، پوچھنے لگا کیا یہ سلطان کا محل ہے، جواب ملا کہ نہین خدا کا گھر ہے، اتنا سنکر اُسی طرح گھوڑے پر بیٹھا ہوا مسجد کی سیڑھیون سے گذر کر مقصورے تک آیا اور یہان گھوڑے سے اتر کر منبر پر جا بیٹھا، رنگین چمڑے کی قبا گلے مین اور خود سر پر رکھا تھا، اسی صورت سے مسلمانون کے علماء اور مشائخ

سے مخاطب ہوا، مسلمان مسجد کے منبر پر ایک کافر کو اس طرح بیٹھے دیکھکر سمجھتے تھے کہ اب آسمان سے آگ برس کر اس نحس و خبیث صورت کے انسان کو خاک کر دیگی،

منبر پر بیٹھ کر چنگیز خان نے کہا، "مین صرف اتنا کہنے آیا ہون کہ تم میرے لشکر کے گھوڑون کے لیے چارہ مہیا کر دو، صحرا مین گھاس اور اناج نہین ہے اور میرے آدمی ان چیزون کے بغیر بڑی تکلیف مین ہین، بس تم اپنے انبارخانون کے دروازے کھول دو[۱]،

شہر کے مسلمان جب یہ حکم سنکر مسجد سے نکلے تو دیکھا کہ گوبی کے صحرائی پہلے ہی سے انبار خانون مین پہنچ گئے ہین اور وہان انھون نے اپنے گھوڑے باندھ دیئے ہین، یہ مغل چنگیزی لشکر کے اُس حصے سے متعلق تھے جو نہایت دور و دشوار سفر کی زحمتین اٹھا چکا تھا، اور اب خدا کی نعمتون کی کثرت دیکھکر اُسکا دل قابو مین نہ رہا،

مسجد سے چنگیز خان شہر کے چوک مین آیا جہان اصحابِ علم و فضل معارف و علوم پر تقریرین کیا کرتے تھے، چنگیز خان کو دیکھکر بخارا کے ایک نووارد نے ایک شریف سید سے پوچھا "بتائیے تو، یہ کیا حالت ہے"؛

---

[۱] یہ عبارت تاریخون مین ہمیشہ غلط نقل کیگئی ہے، اور اُسے اس طرح لکھا ہے کہ "چنگیز خان مسجد مین گھوڑے پر سوار گیا، اور اپنے آدمیون سے کہا گھاس کاٹ گئی ہے اپنے گھوڑون کو چارہ کھلاؤ"؛ (مصنف)

تاریخ جہانکشائے جوینی مین یہ عبارت اس طرح ہے :

"چنگیز خان پرسید کہ سرائے سلطان است گفتند خانہ یزدان است، او نیز از اسپ فرود آمد و بر دو سہ پایہ منبر برآمد و فرمود کہ صحرا از علف خالی است اسپان را شکم پر کنند، انبارہا کہ در شہر بود کشادہ کردند و غلہ می کشیدند" وغیرہ وغیرہ۔ جلد اوّل صفحہ ۸۰ (مطبوعہ لندن)

"مرومِ خود را گفت"، یہ عبارت روضۃ الصفا اور حبیب السیر مین لکھی گئی ہے، مصنف نے جسطرح عبارت نقل کی ہے وہ کہین پڑھنے مین نہین آئی، (مترجم)

سید نے جواب دیا، "خاموش، یہ حالت خدا کا غضب ہے جو ہم پر نازل ہے"[1]

چنگیز خان بڑے مجمعون مین حاضرین سے خطاب کرنا خوب جانتا تھا، ایک بلند مقام پر بیٹھکر اہل بخارا سے مخاطب ہوا، پہلے اُس نے مذہب کی نسبت مسلمانون سے سوال کئے اور کہا کہ حج کے لیے مکے جانا غلطی ہے، کیونکہ خدا کی قوت ورا سکی قدرت ایک ہی جگہ مرکوز نہین ہے بلکہ روئے زمین کے ہر مقام اور گوشے سے ظاہر ہے[2]

تقریر کے وقت چنگیز خان سامعین کے دل کی حالت کو اپنی ذہانت سے معلوم کرتا جاتا تھا اُس نے مسلمانون سے ایسی باتین کین کہ جو خوف پہلے سے اُن مین موجود تھا اُس مین اور زیادتی ہو جائے، مسلمان دیکھ رہے تھے کہ یہ دین کا دشمن، خلقِ خدا کا قاتل، وحشیانہ قوت اور تعذیب کی ایک مجسم تصویر ہے جو کسی قدر مضحک بھی ہے، بخارا نے اب تک اپنی چہار دیواری مین سوائے فقہا و فضلاء کے کسی دوسرے کو آتا نہ دیکھا تھا،

چنگیز خان بخاریون سے کہنے لگا کہ "تمھارے سلطان کے گناہ بہت ہین، مین خدا کا قہر و غضب ہون اور جسطرح دنیا کے اور سلاطین غارت کئے گئے ہین اسی طرح تمھارے سلطان کو بھی غارت کرنے آیا ہون، پس خبردار ہو جاؤ اور کبھی ایسے بادشاہ کو جیسا کہ تمھارا سلطان ہے"

---

[1] مقابلہ کرو تاریخ جہانکشائے جوینی جلد اوّل صفحہ ۸۱ "امیر امام جلال الدین علی ۔ ۔ ۔ ۔ روے با امام عالم رکن الدین امام زادہ آورد و گفت مولنا چہ حالتست این کہ می بینم بہ بیدار یست یا بخواب، مولنا امام زادہ گفت خاموش باش باد بے نیازی خداوندست کہ می وزد شایانِ سخن گفتن نیست"

[2] ارکانِ اسلام کے متعلق چنگیز خان اور علمائے بخارا مین جو گفتگو ہوئی اُسکا ذکر روضۃ الصفا کی جلد پنجم مین صفحہ ۴۹ مفصل کیا گیا ہی، چنگیز خان نے اسلام کے صرف اسی ایک رکن پر اعتراض کیا تھا باقی ارکان تسلیم کئے تھے اور اسی اعتراض کی وجہ سے اُسے اسلام سے بیگانہ سمجھا گیا،

(مترجم)

اپنے پاس پناہ نہ دو۔[ل۵]

چنگیز خان تھوڑی تھوڑی تقریر کے بعد خاموش ہو جاتا تھا تاکہ ترجمان اسکا مطلب حاضرین کی زبان مین ادا کرتے جائین، اسوقت چنگیز خان کو مسلمان بھی اہلِ ختا کی مثل معلوم ہو رہے تھے۔ ختا کے لوگ بھی بڑی بڑی عمارتین بناتے تھے، کتابین تصنیف کرتے تھے، مسلمانون کا بھی یہی شغل تھا، جس طرح دولت اور سامانِ رسد پیش کرنے مین ختائی بکار آمد ثابت ہوئے تھے ویسے ہی اب مسلمان سب خدمتون کے لیے موجود تھے، گویا روانہ کرنے کے قابل مزدور اور غلام اور اہلِ حرفہ جس طرح ختائیون سے دستیاب ہوئے تھے، اب مسلمانون سے دستیاب ہو سکتے تھے۔

چنانچہ خان نے بخاریون سے کہا: "تم نے اچھا کیا کہ ہمارے لشکر کو خوراک کا سامان دیا، اب وہ دولت بھی جو تم نے چھپا رکھی ہے ہمارے افسرون کے حوالے کرو، تمھارے گھرون مین جو کچھ کھلا پڑا ہے اسکی فکر نہ کرو کیونکہ اسکی رکھوالی تو ہم خود کر لین گے۔"

بخارا کے دولتمند حراست مین لے لیے گئے، اُن پر رات دن پہرا بٹھائے رکھا، ان مین سے بعض کی نسبت گمان ہوا کہ انھون نے کل زر و مال پیش نہین کیا ہے، اس بنا پر انھین طرح طرح کے عذاب پہنچائے گئے، مغل سپاہیون نے شہر والون سے اُن کی ناچنے گانے والیان طلب کین اور اُن سے وہی چیزین سنین جنھین بخاری پسند کرتے تھے، محلون اور مسجدون مین شراب کے پیالے ہاتھ مین لیے عیش و نشاط کے جلسے دیکھنے لگے، جلسے بھی صحرائیون کے نہین بلکہ ان کے

ل۵ "آنگاہ در باب معایب سلطان محمد خوارزم شاہ سخنان بر زبان برآمدہ در آخر گفت کہ اے قوم از شما گناہان بزرگ در وجود آمدہ است بنا بر آن خشم ایزدی مرا کہ از جملہ بلاہائے انحضرتم سوئے شما فرستاد ...."

حبیب السیر جزو اوّل از جلد سوم صفحہ ۱۷

جو شہرون اور باغون کے رہنے والے تھے،

خوارزمشاہی فوج جسقدر شہر مین تھی اُس نے مغلون کا مقابلہ بڑی ہمت اور مردانگی سے کیا تھا، اور بہت سے مغلون کو قتل بھی کرڈالا تھا، اس پر مغلون کی آتشِ غضب اور بھڑکی، اور انھون نے آخر کار حاکمِ بخارا اور اُس کے ساتھیون کا کام تمام کر دیا، جب شہر والون نے اپنا کل مال و متاع خزانے اور دفینے مغلون کے حوالے کر دیئے تو مغلون نے انھین شہر سے نکال کر میدان مین بھیج دیا، ایک مسلمان مورخ نے بخاریون کی تباہی اور مصیبتون کی تصویر اسطرح کھینچی ہے؛

"یہ قیامت کا دن تھا، مرد عورتین بچے جب ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے تو سوائے اُن کے رونے پیٹنے کے کوئی اور آواز نہ سنائی دیتی تھی، مغلون نے عورتون کو اُن کے عزیزون کے سامنے بے آبرو کیا، ایسے غیرتمند مسلمان بھی تھے جو اس بے عزتی کو نہ دیکھ سکے، تلوارین کھینچ کر دشمن پر آن گرے اور لڑتے لڑتے وہین کٹ کر مر گئے"

شہر کے مختلف حصون مین مغلون نے آگ لگا دی، اکثر مکان لکڑی یا پھونس کے تھے، آگ لگتے ہی شعلے بلند ہوئے، تمام شہر پر دھوئین کا ایک سیاہ بادل ایسا چھایا کہ سورج بھی اسمین چھپ گیا، مغل سوارون کی حراست مین اسیرانِ جنگ بخارا سے سمرقند روانہ کئے گئے، مغل گھوڑون پر سوار تھے، قیدی پیدل تھے، فاصلہ زیادہ نہ تھا مگر اسیرون کو اس حال مین جو جو مصیبتین اٹھانی پڑین وہ کچھ کم نہ تھین،

بخارا مین چنگیز خان نے صرف دو گھنٹے قیام کیا تھا، یہ معلوم ہوتے ہی کہ سلطان محمد بخارا مین نہین ہے، چنگیز خان اسکی تلاش مین سمرقند پہنچا، راستے مین اپنے بڑے لشکر کا وہ حصہ ملا جو شمال مین سیر دریا کے علاقون سے اوگدای اور چغتای کی سرکردگی مین آرہا تھا، دونون فرزندون نے

بلادِ شمال کی فتح کا مژدہ باپ کو سنایا،

خوارزم شاہ کے شہرون مین سمرقند بہت ہی مضبوط اور مستحکم شہر تھا، سلطان نے اسی زمانے مین ایک نئی فصیل جسکا آثار بہت تھا شہر کے گرد اس طرح بنوانی شروع کی تھی کہ شہر کے گرد باہر باہر جسقدر باغ تھے وہ فصیل کے اندر آجائین مگر یہ تعمیر ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مغلون کا سیلاب آن پہنچا، شہر کی پرانی فصیلین بہت مضبوط تھین، ان مین بارہ دروازے لوہے کے تھے، اور ہر دروازے پر برج اور پشتے تھے، خوارزم شاہ سمرقند سے روانگی کے وقت ایک لاکھ دس ہزار سپاہ جسمین ترک اور ایرانی تھے اور بیس زنجیر فیل سمرقند کی حفاظت کے لیے چھوڑتا گیا تھا، مغل جو اس شہر پر چڑھ آئے تھے وہ شمار مین اِس سپاہ سے کم تھے، چنگیز خان نے فوراً ایسا بندوبست کیا کہ شہر کا محاصرہ مدت تک جاری رہ سکے، بخارا کے قیدیون اور دیہات کے لوگون سے جنھین گرفتار کر کے ساتھ رکھا تھا اس محاصرے مین کام لیا،

اگر سلطان محمد خوارزم شاہ اس وقت سمرقند مین سپاہ کے ساتھ ہوتا یا تیمور ملک حاکم خجند کی سی شجاعت اور ہمت کا کوئی حاکم شہر مین موجود ہوتا تو پھر جسوقت تک شہر والون کے پاس کھانے پینے کا سامان رہتا اسوقت تک مغل سمرقند کو فتح نہ کر سکتے، لیکن مغلون کی چستی و زود کاری اور ہر کام کی تیاری مین قانون اور قاعدے کی پابندی دیکھکر سمرقندی گھبرا گئے، اور جب شہر کی دیوارون پر چڑھ کر مغلی فوجون کے ساتھ قیدیون کے بڑے بڑے گروہ گروہ دیکھے تو مغلون کے لشکر کو اُنکی اصلی تعداد سے کہین زیادہ سمجھنے لگے، سمرقند کی فوجون نے ایک مرتبہ شہر سے نکل کر مغلون پر دھاوا بھی کیا مگر مغلون نے اپنی وہی پرانی چال چلی یعنی پیٹھ دکھا کر بھاگے، سمرقندی تعاقب مین چلے، کچھ دور گئے تھے کہ مغل پلٹ پڑے اور بہت سے سمرقندیون کو قتل کر ڈالا،

ان معرکون مین سمرقندیون کا اس قدر نقصان ہوا کہ اُنکی ہمت پست ہوگئی، ایک دن صبح کو یہ دیکھکر کہ مغل شہر کی فصیل کو ایک جگہ سے ڈھانے کا سامان کر رہے ہین شہر کے اعیان و اشراف مل کر چنگیز خان کے سامنے آئے اور امان طلب کر کے شہر اُس کے حوالہ کیا، اس زمانہ مین تیس ہزار قنقلی ترک کسی مصلحت سے خوارزم شاہ کا ساتھ چھوڑ کر مغلون سے جا ملے، چنگیز خان اُن سے پہلے تو اچھی طرح ملا، فوجی خلعت انھین دیئے، لیکن ایک یا دو دن کے بعد رات کے وقت ان سکو قتل کروا دیا، مغلون کو خوارزم کے ترکون کا اعتبار نہ تھا، بالخصوص ایسے ترکون کا جو اپنے بادشاہ سے باغی ہو گئے ہون،

سمرقند کے اہل حرفہ کو گرفتار کر کے جب لشکر کی طرف روانہ کر دیا اور لڑائی کے قیدیون مین سے ایسے آدمیون کو جو مضبوط تھے لڑائی کے کام کے لیے منتخب کر لیا تو باقی سمرقندیون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے گھرون کو واپس جائین، لیکن دو ایک برس کے بعد ان لوگون کو پھر لشکر مین طلب کر لیا،

لیو چنسای ختا کا دانشمند سمرقند کی نسبت لکھتا ہے کہ "شہر کے گرد بیسیون میل کے دور مین پھلون کے باغ اور پھولون کی پھلواریان ہین، نہرین جو رس پختہ حوض اور گول تالاب اور آب روان کے چشمے بھی ہر جگہ موجود ہین، سمرقند حقیقت مین بڑی فضا کی جگہ ہے"

سمرقند پہنچنے پر چنگیز خان کو اطلاع ہوئی کہ خوارزم شاہ شہر چھوڑ کر بلادِ جنوب کی طرف روانہ ہوگیا ہے، چنگیز خان ارادہ کر چکا تھا کہ خوارزم شاہ کو بیشتر اس سے کہ وہ مقابلہ کے لیے فوجین فراہم کر سکے کسی نہ کسی طرح گرفتار کر لینا ضروری ہے، جب سمرقند مین بھی وہ نہ ملا تو چنگیز خان نے اپنے دو زبردست ارخانون کو یعنی جبی نویان اور سوبدای بہادر کو طلب کرکے حکم دیا کہ

"خوارزم کا بادشاہ دنیا کے پردے پر جہان کہین جائے اس کے پیچھے جاؤ اور جس طرح ممکن ہو زندہ یا مردہ اُسے دستگیر کرو، تمھارے راستے مین جو شہر ایسے آئین کہ تم پر وہ اپنے دروازے کھول دین تو انھین سلامت رہنے دو، لیکن جو مقابلہ کرین انھین محاصرہ کرکے فتح کرو، ہمارے خیال مین یہ کام اتنے مشکل نہین ہین جتنے کہ نظر آتے ہین؛"

ذرا خیال کیجیے کہ ایک شہنشاہ کو گرفتار کرنے کی غرض سے دس بارہ سلطنتون مین اُسے تلاش کرنا کیسی عجیب خدمت ہوگی، یہ کام انھی سپہ گرون سے ممکن تھا جو اپنے سامنے کسی چیز کی

کچھ حقیقت نہ سمجھتے ہون اور ایسے حکمی قدر انداز ہون جنکے تیر کبھی خطا نہ ہوتے ہون، جبی نویان اور سوبدای کو بیس ہزار فوج یعنی دو تومان دیئے گئے، آقا کا حکم سنکر اور ان بیس ہزار سوارون کو لیکر دونون بہادر فوراً جنوب کی طرف چل پڑے، زمانہ ماہ اپریل ۱۲۲۰ء کا تھا جسے مغلون کی تقویم مین سال مار کہا گیا ہے،

خوارزم شاہ سمرقند سے چل کر جنوب مین بلخ چلا آیا تھا، یہ شہر افغانستان کے پہاڑون کے سرے پر واقع تھا، سلطان کی حالت اب تک فکر و تذبذب کی تھی شہزادہ جلال الدین نواح شمال مین باپ سے بہت دور بحر جند کے علاقون مین صحرائی قومون سے فوجین بھرتی کر رہا تھا، خوارزم شاہ بلخ مین جلال الدین بحر جند کے ساحل پر اور چنگیز خان بخارا مین اس کے معنی یہ ہوئے کہ مغلون کا خان اسوقت خوارزم شاہ اور جلال الدین دونون سے مساوی فاصلے پر تھا،

خوارزم شاہ نے افغانون کے ملک مین داخل ہونے کا ارادہ کیا جہان بڑی جری و جنگ آور قومین اسکا خیر مقدم کرنے کو تیار تھین، لیکن ایک طرف تو مشیرون اور صلاح کارون مین رائے کا اختلاف، دوسری طرف خود دل مین خوف آخر کار افغانستان کی طرف جانا مناسب نہ جانا، بلکہ مغرب کا رخ کر کے چل پڑا، اور خشک ریگستانون اور بیابانون کو طے کرتا ہوا ایران کے شمالی کوہستان مین پہنچکر نیشاپور مین مقیم ہوا، اس طرح خوارزم شاہ مغلون کے لشکر سے پانچسو میل دور نکل آیا،

جبی نویان اور سوبدای بہادر سمرقند سے بلخ کی طرف روانہ ہو چکے تھے، آمو کے کنارے پہنچے تو ایک شہر السیا آیا جو دریا عبور کرنے مین ان کا مزاحم ہوا، مگر ان سردارون نے گھوڑے دریا مین ڈال کر کل فوج کو پار اتار دیا، مخبرون اور جاسوسون نے جو پہلے سے آگے گئے ہوئے تھے

اطلاع کی کہ سلطان محمد خوارزم شاہ بلخ مین نہین ہے، جبی اور سوبدای اتنا سنتے ہی مغرب کا رخ کر
دشت و بیابان سے گذرنے لگے، مگر اب ان دونون نے راستہ علٰحدہ علٰحدہ اس خیال سے اختیار
کیا کہ علٰحدگی مین حفاظت زیادہ رہیگی اور ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ راستے مین جو چراگاہ ملین گے
اُن مین اپنے ہی گھوڑے گھاس چر کر خوب مضبوط ہو جائین گے،

دونون تومانون مین ہر سوار کے پاس کئی کئی گھوڑے زاید تھے، اور سب اچھی حالت
مین تھے، ندیان نالے یا کنوئین جو دور دور مقامات پر ملتے تھے اُن کے آس پاس کی زمینون
مین گھاس گھوڑون کے لیے ہری ملتی تھی، مگر سوارون کی رفتار کا یہ حال تھا کہ تقریبًا اسّی میل
روزانہ مسافت طے کرتے تھے، دن مین کئی کئی بار تھکے ہوئے گھوڑے بدل کر نئے گھوڑون
پر سوار ہوتے تھے، شام کو البتہ صرف اتنا قیام کرتے کہ پکی پکائی چیزین جو ساتھ تھین انھین گھوڑون
سے اتر کر کھالین، جب صحرا کے خاتمے پر پہنچے تو دور سے ایک پرانے شہر کی سپید فصیلین اور
گلابون کے باغ نظر آئے، یہ شہر مرو شاہجہان تھا،

جب معلوم ہوا کہ خوارزم شاہ مرو مین بھی نہین ہے تو جبی اور سوبدای گھوڑے ہوائے
نیشاپور کے قریب آئے، یہان آکر سنا کہ خوارزم شاہ کو روانہ ہوئے تین ہفتے گذر چکے ہین، اور
یہ واقعہ ہے کہ سلطان محمد کو اتنا پتہ چل گیا تھا کہ چنگیز خان کے حکم سے جبی نویان اور سوبدای بہادر
اُس کے گرفتار کرنے کو آرہے ہین، چنانچہ ایک دن شکار کا بہانہ کر کے خوارزم شاہ نیشاپور سے
فرار ہوا، مغلون کی آمد سنکر نیشاپور کے لوگون نے شہر کے دروازے بند کر لیے، مغلون نے شہر
پر سختی سے حملہ کیا، لیکن شہر پناہ کو نہ توڑ سکے، اِس کا یقین بھی ہو گیا تھا کہ خوارزم شاہ شہر مین نہین ہے
اب مغل پھر خوارزم شاہ کا سراغ لیتے ہوئے چلے، اور مغرب کی طرف قافلون والی سڑک

پر آئے، جو بحرِ خزر کو جاتی تھی، راستے مین خوارزم شاہ کی فوج کے چند دستے متفرق طور پر ملے جو مغلون کے خوف سے اُسی سڑک سے بھاگ رہے تھے، مغلون نے ان دستون کو پراگندہ کیا اور آگے بڑھکر جہان اب طہران کا شہر ہے اُس کے قریب ہی ایرانیون کے ایک لشکر کو جسکی تعداد تیس ہزار تھی شکست دیدی،

اب پھر جبی نویان اور سوبدای بہادر علیحدہ ہو گئے اور سلطان محمد خوارزم شاہ کا سراغ کچھ دنون کے لیے مفقود ہو گیا، سوبدای بہادر شمال کی طرف پہاڑی ملکون مین داخل ہوا جبی نویان جنوب کی طرف دشتِ ایران کے کنارے کنارے سوار دوڑاتا ہوا چلا، سلطنت خوارزم کی حدود سے یہ لوگ اب باہر آ چکے تھے، اور رفتار کا یہ عالم تھا کہ جہان پہنچتے تھے اپنے آنے کی خبر سے پہلے پہنچتے تھے،

اس اثنا مین سلطان محمد نے پہلے اپنے اہل و عیال کو روانہ کیا، پھر اپنا خزانہ بھی بھیجدیا، جواہرات کے صندوقچے ایک قلعہ مین (جسکا نام قارون دژ تھا) رکھوا دیے، مغلون نے بعد کو اس قلعے کو فتح کر کے ان جواہرات پر اپنا قبضہ کیا،

خوارزم شاہ نے اب بغداد جانے کا فیصلہ کیا، یہان خلیفہ ناصرالدین اللہ کی حکومت تھی، جس سے پہلے سے عداوت چلی آتی تھی، بہرکیف بغداد کا قصد کیا اور خراسان والی سڑک سے جو بغداد کو جاتی تھی روانہ ہو گیا،

لیکن جب ہمدان پہنچا تو مغل اُس کے عقب سے نمودار ہوئے اور سلطان کے بعض ہمراہیون کو متفرق کر کے دو چار تیر سلطان محمد کی طرف بھی چلائے، مگر مغلون کو اسکا علم نہ تھا کہ یہی سلطان محمد خوارزم شاہ ہے، اسی زمانہ مین ایک آفت اور یہ آئی کہ سلطان کے ترکی ہمراہی اس سے ناراض

ہو کر باغی ہو گئے، اور ایک رات اس درجہ خطرہ پیدا ہوا کہ سلطان جس خیمے مین سویا کرتا تھا اُسے چھوڑ کر ایک دوسرا خیمہ قریب ہی نصب کرا کے اُسمین سویا، صبح اٹھا تو دیکھا کہ جس خیمہ مین معمولاً سویا کرتا تھا وہ تیرون سے چھلنی ہو گیا ہے،

اسی پریشان حالی مین تھا کہ ایک دن اپنے ایک مصاحب سے پوچھنے لگا، بتاؤ تو دنیا مین کوئی گوشہ ایسا بھی ہے جہان مجھے مغلون سے پناہ مل سکے؟

مشیرون نے صلاح دی کہ بحرِ خزر کی طرف جانا مناسب ہوگا، وہان سے کشتی مین بیٹھکر ایک جزیرہ مین روپوش ہو جانے سے راحت اور آرام نصیب ہو جائے گا، اور وہان اُسوقت تک امن سے رہنا ممکن ہو گا، کہ اتابکانِ سلطانی آقا کی حفاظت کے لیے ایک نیا لشکر جمع کر لین،

سلطان محمد خوارزم شاہ نے یہی کیا، بھیس بدل کر چند ہمراہیون کو لے پہاڑون کے درون سے گذرتا ہوا بحرِ خزر کے مغربی ساحل سے ملحق علاقہ گیلان کے ایک گاؤن مین آیا، یہان ماہی گیر اور کچھ تاجر آباد تھے، جگہ بہت امن وسکون کی تھی، لیکن اس حال مین بھی کہ خدم وحشم کچھ نہ رکھتا تھا، نہ ملازم ساتھ تھے، نہ مصاحب، سلطان گاؤن کی مسجد مین جا کر خود نماز پڑھاتا تھا، اس لیے اُسکا خوارزم شاہ ہونا زیادہ مدت تک پوشیدہ نہ رہ سکا،

ایک آدمی نے جسے سلطان محمد سے کسی زمانے مین کوئی آزار پہنچا تھا مغلون کو خبر کر دی کہ گیلان کے فلان گاؤن مین خوارزم شاہ روپوش ہے، مغلون نے جواب تک اُسکی تلاش مین تھے اسی زمانے مین ایک دوسرے ایرانی لشکر کو شکست دی تھی، اور اب وہ خوارزم شاہ کا پتہ سنتے ہی اُس گاؤن کی طرف چلے جہان وہ چھپا تھا، جب گاؤن مین پہنچے جو لبِ بحر تھا تو سلطان محمد کشتی مین مین بیٹھ چکا تھا، مغلون نے کشتی پر تیر چلائے مگر کشتی ساحل سے دور نکل چکی تھی، مغلون مین بعض وحشی

ایسے بھی تھے جنھون نے غصے مین آکر اپنے گھوڑے سمندر مین ڈال دیئے، بعض تیرتے ہوئے کشتی کی طرف چلے، یہانتک کہ گھوڑون اور آدمیون کے دم ٹوٹ گئے اور وہ سب کے سب موجون مین نظر سے غائب ہوگئے،

سلطان محمد خوارزم شاہ کو مغل گرفتار تو نہ کرسکے مگر دراصل اُنکی موت کا باعث وہی ہوئے فکرون اور بیماریون نے ایسا گھلایا کہ جس جزیرے مین پناہ لی تھی وہین انتقال کیا، مفلسی اس درجے تھی کہ کفن نصیب نہین ہوا، اور ایک مصاحب کی قمیص مین لپیٹ کر سپردِ خاک کردیا گیا،[۱]

جبی نویان اور سوبدای بہادر اِن دونون غارتگرون کو جو سلطان کی تلاش مین چنگیز خان کے حکم سے نکلے تھے خبر بھی نہ ہوئی کہ خوارزم کا بادشاہ ایک جزیرے مین مٹی مین دبا موت کی نیند سو رہا ہے، اور جس حال کو ختا کا شہنشاہ وای ونگ اور قومِ قرایت کا بادشاہ طغرل خان اور قراختای کا تاجدار کوشلوک پہنچ چکا تھا، اُسی حال کو خوارزم کا سلطان بھی پہنچ گیا ہے، خوارزم شاہ کا مال ومتاع، زر وجواہر جسے سوبدای پہلے ہی سمیٹ چکا تھا اور خوارزم شاہ کے اہل وعیال سب چنگیز خان کے پاس روانہ کردیئے گئے، سوبدای بہادر نے چنگیز خان کو صرف اتنی اطلاع کی تھی کہ خوارزم شاہ کشتی مین بیٹھکر مشرق کی طرف چلا گیا ہے،

یہ اطلاع پاکر چنگیز خان نے خیال کیا کہ خوارزم شاہ غالبًا اورگنج چلا گیا ہے جہان شاہ کا ایک فرزند حکومت کرتا تھا، اسی خیال سے چنگیز خان نے دس ہزار سوار اورگنج کی طرف روانہ کردیئے،

سوبدای بہادر نے بحرِ خزر کے ساحل پر برف باریدہ چراگاہون مین جاڑا بسر کیا، اور ارادہ کیا کہ بحرِ خزر کے کنارے کنارے ایک چکر کاٹتا ہوا چنگیز خان کی خدمت مین حاضر ہوجائے،

---

[۱] ایک بیان یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے تھا اسی مین دفن کردیا گیا، (مترجم)

چنانچہ اسکی اجازت کے لیے ایک قاصد خان کے پاس سمرقند بھیجا، چنگیز خان نے اجازت دیدی، اور کئی ہزار ترکمان کمک کے طور پر اس سپہ سالار کے پاس بھیجے، سوبدای بہادر اس زمانے مین بہ اختیار خود کردستان کے کردون کو اپنی فوج مین بھرتی کر رہا تھا، اب مغل جنوب کی طرف اُن شہرون کو فتح کرنے بڑھے جو خوارزم شاہ کو تلاش کرنے کے زمانے مین انھین نظر آئے تھے، اس کے بعد شمال مین کوہ قفقاز کی طرف اُن کا قدم بڑھا،

قفقاز مین مغلون نے گرجستان پر چڑھائی کی اور وہان کی پہاڑی قومون سے جو نہایت مضبوط تھین سخت لڑائی ہوئی، دونون مغل سپہ سالارون مین سے جبی نویان تو ایک بڑی دراز وادی مین جو طفلس کے شہر تک چلی گئی ہے ایک جگہ پانچہزار فوج لیکر چھپ بیٹھا اور سوبدای بہادر نے بھاگ کر پلٹ پڑنے کی چڑھی ہوئی چال گرجستانیون پر چلی، بھاگتے ہوئے مغلون کے تعاقب مین گرجی جا رہے تھے، جب کچھ دور نکل آئے تو جبی نویان کے پانچہزار سوارون نے کمین گاہ سے نکل کر اُن پر اچانک حملہ کیا، اب جو لڑائی ہوئی اسمین گرجیون کو بہت نقصان اٹھانا پڑا،

مغل کوہستانِ قفقاز مین اور آگے بڑھے اور دربند اسکندری سے گذر کر پہاڑی سلسلے کے شمال رویہ دامنون پر نمودار ہوئے، یہان دیکھا کہ پہاڑی قومون کا ایک بیشمار لشکر مقابلہ کے لیے تیار ہے، اس لشکر مین الان اور چرکس اور قبچاق کی قومین شریک ہین، مغلون نے دیکھا کہ فریق مخالف سے اپنی تعداد کم ہے اور پیچھے ہٹنے کی بھی جگہ نہین ہے، مغل اسی فکر مین تھے کہ سوبدای بہادر نے قبچاق کو کسی ترکیب سے توڑ کر اپنی طرف کر لیا، اور اب مغل قومِ الان و چرکس سے لڑتے ہوئے پہاڑون سے راستہ نکال کر آگے بڑھے،

قبچاق رہبر بنکر آگے ہوئے اور اُن کے پیچھے مغلون کا لشکر چلا، اور خشک ہموار زمینون

مین آکروہان کی خانہ بدوش قومون سے لڑا اور آخرکار انھین والیانِ روس کے علاقون کی طرف بھگادیا،

آگے بڑھکر مغلون کو ایک نہایت ہی طاقتور دشمن کا مقابلہ کرنا پڑا، یورپین روس کے شہر کیف اور اُس سے بھی دور کی ریاستون سے بیاسی ہزار روسی سپاہ مغلون سے لڑنے نکلی، اس سپاہ مین قومِ قبچاق کی فوجین بھی شامل تھین، یہ روسی لشکر دریائے نیپر کے کنارے کنارے بحرِ اسود کی طرف آیا تھا اُس کے جوان گھوڑے کی سواری مین استاد تھے، سب کے پاس بڑی بڑی ڈھالین تھین، اور اس سے بھی بڑھکر یہ تھا کہ روسیون کو بہت قدیم زمانے سے ایشیا اور جنوبی یورپ کی قومون سے خاص عداوت چلی آتی تھی،

مغل اِس لشکر کو دیکھکر دریائے نیپر سے ہٹے اور نو دن تک پیچھے ہٹتے رہے، مگر روسی لشکر کو برابر نظر مین رکھا، یہانتک کہ مغل اس مقام پر پہنچگئے جہان پہلے ہی سے جنگ کرنا انھون نے تجویز کر رکھا تھا، روسی لشکر جو مختلف حصون مین تقسیم تھا، اُس کے مضبوط ہونے مین کلام نہ تھا لیکن اُس کے سپاہی سست اور کاہل تھے، اور آپس مین اتفاق بھی نہ رکھتے تھے، روسیون کا سپہ سالار بھی لیاقت مین مغلون کے سپہ سالار سوبدای کے درجہ کا نہ تھا، غرض فریقین مقابلہ پر آئے، دو دن تک بڑے کشت و خون کے معرکے ہوتے رہے، یہ مغلون اور روسیون کی پہلی جنگ تھی، روسی والیانِ ملک مین جو سب کا امیرالامرا تھا مع اپنے سردارون کے اس لڑائی مین مغلون کے ہاتھون قتل ہوگیا اور روسی لشکر اس قدر تباہ اور غارت ہوا کہ اُس کے بہت کم آدمی زندہ بچکر دریائے نیپر کے راستے اپنے ملکون کو واپس جاسکے،

سوبدای اور جبی اس بڑی جنگ کے بعد مختار تھے کہ لڑائی کے نقشے جو خود سوچین اُنھی

پر عمل کریں، چنانچہ یہ دونون سالار گشت لگاتے ہوئے جزیرہ نمائے قرم مین پہنچ گئے اور یہان جنیوا کے تاجرون کے ایک شہر پر حملہ کیا، کسی دوسرے کو علم نہ تھا کہ اس کے بعد مغل کس طرف متوجہ ہون گے، مگر خود اُنھون نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ دریائے نیپر عبور کر کے یورپ خاص مین داخل ہون، اتنے مین چنگیز خان نے جو ان دونون سپہ سالارون کے حالات سے قاصدون کے ذریعہ اطلاع پاتا رہتا تھا حکم بھیجا کہ مغرب سے واپس ہو کر مشرق کے ایک مقام پر جلد حاضر ہون، مشرق کا یہ مقام دریائے نیپر سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر تھا،

جبی اور سوبدای چنگیز خان کا حکم پاتے ہی واپس چلے، جبی نویان راستے مین مر گیا، مگر اس واپسی مین بھی مغلون کو اتنا وقت اور موقع مل گیا کہ دریائے وولگہ (آب ایتل) کے علاقون مین قوم بلغار کو تباہ اور غارت کرتے ہوئے آگے بڑھین،

مغرب سے مشرق کو مغلون کی واپسی بھی ایک حیرت انگیز سفر تھا، اور غالباً آج تک تاریخِ عالم مین مرکب سوار لشکر کا یہ کوچ سب سے بڑا کارنامہ مانا جاتا ہے، اس سفر کو ختم کرنا حقیقت مین نہایت ہی جفاکشی اور پامردی کا کام تھا،

ایک ایرانی مورخ لکھتا ہے "کیا تم نے نہین سنا کہ ایک قوم مشرق سے اٹھی اور گھوڑون کو دوڑاتی قومون اور سلطنتون کو غارت کرتی ہوت کے تخم بوتی بحرِ خزر تک پہنچی اور وہان سے پھر اپنے بادشاہ کے پاس صحیح و سلامت، چاق و چست بے حد مالِ غنیمت ساتھ لیے واپس آگئی"

کرۂ زمین پر طول بلد کے نوّے درجون مین بیس[۲] ہزار سپاہ کی اس تاخت و تاراج نے عجیب و غریب نتیجے پیدا کیے، لشکرِ مغل کے ہمراہ ختا کے ماہرانِ علم و فن اور قوم ایغور کے شائستہ لوگ بھی

سلہ دیکھو تعلیقہ، "ساحرا ور صلیب"

تھے جنمین بعض نسطوری عیسائی تھے، کچھ مسلمان تاجر بھی تھے جنھین ہر وقت اپنے نفع کی فکر تھی، چنانچہ دریافت ہوتا ہے کہ کلیسا کی چند مذہبی تصانیف کے قلمی نسخے انھون نے مغلون کے ہاتھ فروخت کئے،

سوبدای بہادر نے یہ واپسی کا سفر کچھ آنکھین بند کر کے نہین کیا تھا، راستے مین جسقدر دریا عبور کرنے پڑے تھے یا چاندی اور نمک کی کانون سے گذر ہوا تھا یا ایسی جھیلین ملی تھین جنمین مچھلیان کثرت سے تھین اُن سب کو ختائیون اور ایغورون نے اپنی یادداشتون مین لکھ لیا، جگہ جگہ فوجی چھاؤنیان ڈالتے ہوئے آگے بڑھتے تھے، جن شہرون اور علاقون پر قبضہ ہوتا اُنکے انتظام کے لیے داروغہ مقرر کر دیئے، لشکر مغل جسکا کام لڑنا تھا اُسکے ساتھ دیوانی کے حاکم بھی موجود رہتے تھے تاکہ جو ملک فتح ہوتے جائین انکا ضبط و انتظام یہ لوگ سنبھالتے جائین، آرمینیہ کے ایک اسقف کو گرفتار کر کے اُس سے محرر کا کام لیا، اس اسقف کا بیان ہے کہ کوہستانِ قفقاز کے جنوب مین مغلون نے تمام ملک کی مردم شماری کی، اور اسمین دس برس سے زیادہ عمر کے تمام لوگ شمار کئے گئے،

سوبدای بہادر نے جنوبی روس کے وسیع قطعات جنھین اصطلاح مین "کاہستان" (اسٹپ) کہتے ہین دریافت کئے، یہان کی مٹی کا رنگ سیاہ تھا، اور گھاس بکثرت ہوتی تھی، یہ وسیع زمینین سوبدای کو خوب یاد رہین اور مغرب سے واپس ہونے کے بعد پھر وہ دنیا کے مشرقی سرے سے اٹھکر روس مین آیا اور اس کے دارالحکومت موسکو کو فتح کیا، اور جس مقام سے ایک مرتبہ پہلے چنگیز خان نے اُسے واپس بلایا تھا اُس سے بھی اور مغرب کی طرف دریائے نیپر عبور کر کے مشرقی یورپ کو فتح کرنے بڑھا[1]،

جنیوا اور وینس کے تاجرون سے مغلون کے تعلقات قائم ہوئے، اور ان واقعات سے ایک پشت کے بعد وینس کا بادشاہ پولاس خاقان کی سلطنت مین خاقان کی ملاقات کو حاضر ہوا[2]،

---

[1] دیکھو تعلیقہ ۸ "سوبدای بہادر اور وسط یورپ"، [2] دیکھو تعلیقہ ۹ "یورپ مغلون کی نسبت کیا خیال کرتا تھا"

سترہوان باب

چنگیز خان شکار کو اٹھتا ہے،

اس زمانے مین جبی نویان اور سوبدای بہادر دونون بحر خزر کے مغرب مین سرگرم تاراج
ہین اور پسران چنگیز جوجی و چغتای بحر جند کی طرف جسے آجکل بحیرۂ آرال، یا بحیرۂ خوارزم کہتے ہین گشت
لگا رہے ہین، ان دونون فرزندون کو حکم تھا کہ سلطان محمد خوارزم شاہ کی خبر رکھین اور اگر وہ خوارزم
کو جانا چاہے تو اسکی راہ منقطع کرین، جب جوجی اور چغتای کو معلوم ہوا کہ خوارزم شاہ زندہ نہین ہے تو
آمو دریا کے کنارے کنارے وسیع کاہستانون کو طے کرتے ہوئے خوارزمیون کے شہر خاص یعنی
اورگنج کے قریب پہنچے،

یہان آتے ہی ان دونون نے شہر کا سختی سے محاصرہ کر لیا، منجنیق اور عرادے نصب کئے،
اور جب پتھر نہ ملے تو درختون کے موٹے موٹے ٹہنے کاٹ کر اور اُن کے ٹکڑے پانی مین بھگو کر تاکہ
وزنی ہو جائین منجنیقون پر رکھکر شہر پناہ کے اندر پھینکے، مورخون کا بیان ہے کہ لکڑیون کے ٹکڑے
ہی نہین بلکہ نفط کے شیشے بھی شہر پر مارے، نفط اندازی کا فن مغلون نے غالبًا مسلمانون سے سیکھا
تھا، کیونکہ جسوقت یورپ کے عیسائیون نے ایشیا مین جنگ صلیب کی تھی تو مسلمانون نے اپنے

آتش باراون سے اہلِ صلیب مین تہلکہ ڈالدیا تھا، غرض شہر مین مغل داخل ہو گئے، ایک ہفتے تک فصیلون کے اندر فریقین مین تلوار چلتی رہی، مگر آخر کار مغلون نے اورگنج فتح کر لیا، اور اب وہ لڑائیون کے قیدیون اور مالِ غنیمت کو لیے چنگیز خان جہان مقیم تھا وہان آئے لیکن شہزادہ جلال الدین کو جو ایک پست ہمت باپ کا جوانمرد بیٹا تھا وہ کسی صورت سے نہ پا سکے، یہ شہزادہ اورگنج سے فرار ہو گیا تھا تاکہ نئی فوجین فراہم کر کے مغلون سے مقابلہ کرے،

اس اثنا مین جب گرمی کا موسم آیا اور گرمی زور کی پڑنے لگی تو مغل فوجین جو گوبی کے سرد موسم کی خوگر تھین حدت کی تاب نہ لا سکین، چنگیز خان فوراً انھین مسطح وہموار ملک سے نکال کر آمودریا کے پار سرد پہاڑی ملک مین لے گیا،

یہان گھوڑون کے گلے چراگاہون مین چھوڑ دیئے گئے اور اس خیال سے کہ آدمی بیکار نہ رہین اور قواعد کی پابندی سے ناآشنا نہ ہو جائین خان نے حکم دیا کہ پورا موسم گرما شکار مین صرف کیا جائے، خانہ بدوشون کے لیے شکار سے بڑھکر کیا تفریح ہو سکتی تھی،

مغلون مین شکار فی الحقیقت ایک باقاعدہ جنگ کا نام تھا جسمین فریقِ مخالف بجائے انسان کے جانورانِ صحرائی ہوتے تھے، شکار کے قواعد خود چنگیز خان کے مرتب کئے ہوئے تھے اس لیے اُن سے روگردانی ممکن نہ تھی،

جوجی پسرِ چنگیز امیرِ صید و شکار تھا، اسوقت وہ لڑائی پر گیا ہوا تھا لیکن اُسکا نائب موجود تھا، جو خان کا حکم سنتے ہی اٹھا اور پہاڑیون مین کئی سو میل کا ایک رقبہ شکار کے لیے پسند کیا، اس رقبے کی حد بندی کے لیے نشان لگائے اور جا بجا جھنڈیان نصب کر کے لشکر کی مختلف فوجون کے داخلے کے لیئے مقامات مختص کئے؛ اور بہت دور افق کے کنارے سے بھی دور جو حدِ نظر سے باہر تھا گرتائی

کا موقع تجویز کیا، گرتائی وہ مقام ہوتا تھا جہان شکار ختم کیا جاتا تھا،

اب دیکھئے تو چنگیز خان کے سوار دائین بائین گھوڑے دوڑاتے ہوئے کسی نہ کسی کام مین مصروف ہین، افسران شکار جہان حکم دیتے ہین وہان راتون کو آسمان کے نیچے ڈیرے ڈالتے ہین، قرنائی آواز سنتے ہی خان کے برآمد ہونے کے منتظر ہو جاتے ہین، تاکہ فوراً اہتمام جرگہ شروع کر دین، خان کا حکم پاتے ہی جنگلون اور پہاڑیون مین اسّی میل کی ایک صف نصف دائرے کی شکل مین باندھکر کھڑے ہوتے ہین

خان مع اپنے امرا، و اولاد کے جنمین جوان جوان شہزادے نوعمر پوتے اور نواسے ہین برآمد ہوتا ہے، سوار جو گھوڑون سے اتر پڑے تھے پھر گھوڑون کی پیٹھ پر پہنچتے ہین، اور صف کو زیادہ گندہ اور بستہ کر لیتے ہین، بلکہ بعض جگہ صف دوہری کر لیتے ہین، ہر سپاہی کے پاس اسوقت وہی ہتھیار ہین جو لڑائی کے وقت ہوا کرتے تھے، بانس کی بنی ہوئی ڈھالین البتہ زیادہ ہین،

صف بندھتے ہی گھوڑے ایک دم اُچھلتے کودتے پیترے بدلتے آگے بڑھتے ہین، ہر دستے کا افسر اپنے دستے کے پیچھے آجاتا ہے، اور اب صید گردانی یعنی جانورون کا ہانکا شروع ہوتا ہے، اس زمانے مین کسی کو ہتھیار چلانے کا مطلق حکم نہین ہے، لیکن سپاہ کے لیے اس سے زیادہ کوئی بات موجب ندامت نہین کہ جنگل کا کوئی چوپایہ صف مین سے گذرتا ہوا دوسری طرف نکل جائے، غرض اب سوار اور پیدل جنگل کی اونچی گھاس مین برچھے چلاتے جھاڑیان پیٹتے ندی نالے پھاندتے پہاڑیون پر چڑھتے اترتے آگے بڑھتے جاتے ہین، اگر کسی بھٹ سے کوئی بھیڑیا نکلتا ہے یا کچھار سے شیر برآمد ہوتا ہے تو ایسا شور مچاتے ہین کہ کانون کے پردے پھٹنے لگتے ہین،

راتون کو اہتمام مین دن سے بھی زیادہ سختی اور احتیاط کیجاتی ہے، تاکہ کوئی جانور حلقے سے باہر نہ نکلنے پائے، شکار کے پہلے مہینے مین ہر روز ہزارون جانور اپنے اپنے کمین گاہون سے نکل

آدمیون کے اس نصف حلقے کے اندر سامنے دوڑتے اور بھاگتے نظر آتے ہین، سپاہی رات بسر کرنے کے لیے گھوڑون سے اتر کر خیمے نصب کرتے ہین، آگ جلاتے اور جگہ جگہ پہرے بٹھاتے ہین، پہرے والے رات بھر آوازین لگاتے ہین اور افسران فوج گشت کرتے ہین، حقیقت مین یہ آسان کام نہ تھا کہ جانورون کی پوری دنیا مین بھگدڑ پڑی ہو، کہین اندھیرے مین زمین سے کچھ اوپر چراغ کی طرح چمکتے ہوئے دیدے ہون کہین بھیڑیون کے غول لمبے سرون مین چیختے اور منھ سے رال ٹپکتے چیتے غراتے ہون اور پھر بھی پہرے والے اتنے ہوشیار رہین کہ کسی جانور کو حلقے سے باہر نہ جانے دین،

دوسرے مہینے جرگہ بندی مین اور بھی سختی کیجاتی تھی، اب سوارون کا نصف دائرہ سمٹتے سمٹتے پورا دائرہ ہو جاتا تھا، اور جانورون کو بھی محسوس ہوتا تھا کہ وہ گھر گئے ہین، مگر سپاہیون کی نظر جانورون سے چوکتی نہ تھی، اگر کوئی لومڑی کسی بل مین گھس گئی ہے تو فوراً اکدالون اور بیلچون سے زمین کھود کر اُسے نکال بھگایا ہے، اگر کوئی موٹا ریچھ پہاڑ کی کسی کھو مین چھپ بیٹھا ہے، تو کوئی نہ کوئی سپاہی اُسے نکالنے پہنچ گیا ہے، مگر ہر حال مین یہ شرط ضروری ہے کہ کسی جانور کو مارا یا زخمی نہ کیا جائے، اس لیے اور بھی بہت سے منچلے جوانون کو اپنی پھرتی اور رندرپن دکھانے کے موقعے ملتے ہین، بالخصوص ایسے موقعون پر جب کہ کوئی جنگلی سور سفید سفید کچلیان نکالے اکیلا یا پورے غول کیساتھ اونچی گھاس سے نکل ناک کی سیدھ باندھے سوارون کی طرف جھپٹ کر آتا ہے،

اگر چلتے چلتے صف کے کسی حصے کے سامنے دریا کا کوئی خم آجاتا تو اُس کے کل سوار فوراً ٹھہر جاتے اور پوری صف مین جو نصف دائرے کی شکل رکھتی تھی قاصد اس حکم سے دوڑا دیے جاتے کہ جب تک دریا نہ عبور کر لیا جائے صف آگے بڑھنے سے رکی رہے، جانور جو آگے آگے بھاگ رہے تھے ان مین سے

اکثر دریا اتر چکے ہین،

سوارون نے گھوڑے دریا مین ڈال دیئے اور کاٹھیون سے ہسپل کر گھوڑون کی دُمین یا ایالین پکڑ تیرنا شروع کیا، کسی کسی نے چمڑے کے تھیلے مین جو ساتھ تھا ہوا بھر کر تسمے سے اس کا منھ کسکر باندھا اور اس ہوا بھری مشک کی مدد سے بے تکلف تیرتا ہوا چلا، جب دیر تک تیرنے کے بعد سوار دوسرے کنارے پہنچے تو فوراً گھوڑون کو درست کر اُن پر سوار ہو بدستور صید گردانی مین مصروف ہو گئے،

کبھی کبھی بڈھا خان بھی سوارون اور ان کے افسرون کو دیکھنے آتا کہ کام ٹھیک ہو رہا ہے یا نہین، مگر کسی کو ٹوکتا نہین، اگر کوئی بات خلافِ قاعدہ دیکھتا تو اُسے خوب یاد رکھتا، کوئی بات بھولتا نہ تھا،

گرتائی کے قریب آکر افسرِ شکار کی ہدایت کے مطابق سوارون کی قوس نما صف اپنے دونون سرے ملا کر پورا حلقہ باندھ لیتی ہے، جانورون کی وحشت کا اب اندازہ کرنا مشکل ہے، ہرن چوکڑیان بھرنے مین کبھی اونچی گھاس سے اٹھتے اور کبھی گھاس مین غائب ہوتے نظر آتے ہین، جسم سارا تھر تھر کانپتا ہے، شیر سر نیچا کئے غراتے ہوئے کبھی ادھر کبھی ادھر ٹہلتے ہین، حلقہ تو اسوقت بند ہو چکا تھا جبکہ گرتائی کا مقام سب کو نظر بھی نہ آیا تھا، مگر اب وہ تنگ ہونا شروع ہوا، جھانجھ اور نقارے بجے، آدمیون کا شور بڑھا، سوارون کی صف اب اکہری نہ رہی بلکہ حلقے کو تنگ کرنے مین صفین دوہری اور تہری ہو گئین، اتنے مین چنگیز خان حلقے سے باہر گھوڑا دوڑاتا ہوا سوارون اور وحشت زدہ جانورون کی طرف آیا، اشارہ کرتے ہی صفین ایک جگہ سے پھٹ گئین، تاکہ خان جرگے مین داخل ہو،

پرانا دستور تھا کہ سب سے پہلے سردارِ قوم جرگے مین داخل ہو کر جانورون کو شکار کرے، چنگیز خان کے ایک ہاتھ مین ننگی تلوار تھی اور دوسرے مین کمان، اب سوارون کو ہتھیار چلانے کی اجازت ہو گئی، مورخ لکھتے ہین کہ چنگیز خان خاص اپنے لیے ایسے جانور شکار کرنے تجویز کرتا تھا جو سب سے زیادہ خطرناک اور موذی ہوتے تھے، کبھی کسی شیر پر تیر چلاتا اور کبھی خونخوار بھیڑیون کے غول کے پیچھے گھوڑا ڈالتا،

جب بہت سے درندون کا شکار کر چکا تو جرگے کے باہر آیا اور ایک پشتے پر کھڑا ہوا جہان سے گرتائی کا مقام نیچے نظر آتا تھا، پشتے پر شامیانہ لگا تھا، اس شامیانے کے نیچے کرسی پر بیٹھا، جرگے سے خان کے باہر آتے ہی امرا، اور شہزادے حلقے مین جا کر شکار کھیلنے لگے، خان شامیانے مین بیٹھا تماشا دیکھتا رہا، اگر غور کیجئے تو ان خانہ بدوش مغلون کا یہ حلقۂ شکار بھی قدیم زمانے کے شمشیر بازان رومہ کے تماشا گاہ سے کم نہ تھا، جس طرح وہان کے تماشہ گاہ مین شمشیر زن داخل ہونے کے بعد درندون کے دانتون اور پنجون سے زخمی یا مردہ ہو کر یا آدمیون کی تلوارون سے گھائل اور بیجان ہو کر نکلتے تھے، اسی طرح مغلون کے بہادر بھی جرگے مین داخل ہونے کے بعد بہت کم صحیح و سلامت باہر آتے تھے،

جس وقت جانورون کو مارنے کا اذن عام ہوتا تھا تو حلقے کے کل سوار دوڑ پڑتے اور جو جانور ملتا اُسے ٹھنڈا کر دیتے، ممکن تھا کہ پورا پورا دن اسی خونریزی مین صرف ہو جائے، اخیر مین جب مارتے مارتے تھک جاتے تو قاعدے کے موافق خان کی اولاد مین سے کوئی شہزادہ سامنے حاضر ہو کر عرض کرتا کہ جو جانور زندہ بچے ہین اُن کی جان بخشی کیجائے، شہزادے کی یہ درخواست منظور کیجاتی اور پھر سوار جانورون کی لاشین جمع کرنے لگتے،

جانورون کا شکار فنونِ حرب مین سپاہ کی تعلیم و تربیت کے لیے ہوتا تھا، اور جس طرح شکارِ جرگہ مین جانورون پر حلقہ بند کرکے انھین مارا جاتا تھا، اسی طرح لڑائی مین آدمیون پر حلقہ ڈال کر دشمن کو ہلاک کیا جاتا تھا،

دشمن کا ملک تھا شکار چار ماہ جاری رکھا گیا، اب فصلِ بہار کی لڑائیون کے لیے خان تیاری کرنی چاہتا تھا، اور جوجی اور چغتای سے بھی ملاقات کا منتظر تھا، جو خجند کے نواح سے خوارزم شاہ کے مرنے کی خبر لیے باپ کے پاس واپس آرہے تھے،

اب تک مغل مسلمانون کے ملکون مین بے روک ٹوک داخل ہوئے تھے، دریا عبور کیے شہرون پر قبضہ کیا، اور یہ سب کام ایسی آسانی سے ہوگئے جیسے آجکل کا کوئی سیاح کسی قافلے کے ساتھ بہت سے نوکر چاکر لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سیر کرتا ہوا نکل جائے، سلطان محمد جو ابتدا مین بڑا فاتح اور کشورستان تھا، اسوقت خوف زدہ تھا، اپنی رعایا کو یہ کہکر اُس کو اُسکے حال پر چھوڑا تھا کہ اپنی حفاظت کا خود بندوبست کرلے، اِس حرکت پر لوگ بہت معترض ہوئے آخرکار سلطان محمد خوارزم شاہ کو فقیر اور محتاج ہوکر دنیا چھوڑنی پڑی،

ختا کے شہنشاہ نے بھی جب چنگیز خان سے اُسکا مقابلہ ہوا تھا تو اپنے لشکر کو شہرون پر تقسیم کردیا تھا تاکہ مغلون کے سوارانِ خنجر گذار سے کسی طرح اپنی جان بچائے، مغلون کے رسالے صرف لڑائی کے وقت نظر آیا کرتے تھے، باقی اوقات مین کسی کو علم نہ ہوتا تھا کہ وہ کہان ہین، جسوقت ظاہر ہوتے تو اُن کے افسر بالکل چپ چاپ جسطرف اشارہ کرتے اسی طرف وہ حرکت مین آتے، افسرون کے یہ اشارے ہاتھون سے ہوتے تھے، آواز کا کام نہ تھا، کیونکہ دن کے وقت لڑائی کے غل مین جبکہ اپنے ہی برغو و قرنا کی آوازین غلطی سے دشمن کے ہتھیارون کا شور

معلوم ہوتی تھین، تو انسان کی آواز اُن مین کون سُن سکتا تھا، رات کے وقت البتہ رنگین قندیلون کی حرکت سے فوجون کو حکم دیتے تھے، یہ قندیلین وہان ہوتی تھین جہان امیر لشکر کا طوغ (عَلَم) نصب ہوتا تھا،

شمال کے نواح مین سیر دریا کے شہرون پر تاخت کرنے مین چنگیز خان نے خوارزم شاہ کی پہلی صف بندی کو توڑا تھا، اس کے بعد خان نے بخارا اور سمرقند پر فوجین جمع کین، ان شہرون اور ان کے علاقون کو چنگیز خان خوارزم شاہ کی سلطنت کا ممتاز حصہ سمجھتا تھا، اور یہ دونون شہر اور آمو دریا اس کے خیال مین خوارزم شاہ کا دوسرا مقام صف بندی تھا جسے اس نے آسانی سے شکست کر دیا، ان شہرون اور علاقون سے گذر کر چنگیز خان نے اپنی فوجین شمالی ایران اور افغانستان کے سرسبز پہاڑون مین پہنچا دین، گویا خوارزم شاہ کی اب تیسری صف بندی سے مغلون کا مقابلہ تھا،

بہرکیف مغلون اور ترکی نژاد قومون مین یعنی کافرون اور مسلمانون مین جسقدر لڑائیان اتک ہوئین، ان کا نتیجہ مسلمانون کے حق مین نہایت مضر ثابت ہوا، مسلمانون کو مغل خدا کا قہر معلوم ہونے لگے، اور وہ سمجھنے لگے کہ حقیقت مین جو گناہ اُن سے ہوئے ہین، انکی سزا مین خدا کا یہ تازیانہ بلند ہوا ہے،

چنگیز خان نے خود بھی اس خیال کو باور کرانے مین کچھ کم زحمت نہین اٹھائی تھی، مشرقی اطراف کو مخالفون سے صاف کر کے چنگیزی لشکر آمو دریا کے سرچشمون کے قریب مرتفع زمینون مین سے گذرا اور یہان سے کئی تومان مغرب کی طرف اس غرض سے روانہ کئے کہ ان اطراف مین جن شہرون سے جبی نویان اور سوبدای بہادر گذرے تھے اُن پر قبضہ کیا جائے، اور جو حالات

وہان پیش آئین، چنگیز خان کو اُنکی اطلاع برابر ہوتی رہے، مغرب کی طرف فوجین روانہ کر کے چنگیز خان نے بلخ پر قبضہ کیا، اور اِس شہر کے نواح مین تابستان کا پورا زمانہ شکار مین گذارا،

اب اسلامی قلمرو کے مرکز سے جسقدر تجارت والی سڑکین گذری تھین اُن پر قبضہ کر لیا، اور تمام اطراف و جوانب سے خبرین موصول کرنے کا سلسلہ قایم کیا، چنگیز خان کو اس کا علم تھا کہ ابھی ایک فریقِ مخالف کی ایسی فوجین باقی ہین جنکو ہاتھ تک نہین لگا ہے، مگر وہ یہان سے بہت دور ہین، ختائیون کی طرح مسلمانون نے بھی مغلون سے مقابلہ کی تیاریان کی تھین لیکن مسلمانون کا بادشاہ سلطان محمد خوارزم شاہ اب زندہ نہ تھا، اور اُس کے دو فرزند مغلون سے لڑنے مین کام آچکے تھے، جب بادشاہ نہ رہا تو مسلمانون نے اپنی اپنی قوم کے سردارون کے تحت فوجین جمع کین، یہ سردار یا تو ایرانی شہزادے تھے یا اشراف و سادات سے نامی گرامی لوگ تھے،

چنگیز خان ہر موقع اور محل کو خوب سمجھے ہوئے تھا، اور یہ بھی جانتا تھا کہ حقیقت مین طاقت آزمائی کا وقت اب آنے والا ہے، اور تقریباً دس لاکھ مسلّح فوج اس کے مقابلہ پر ظاہر ہونے والی ہے، لیکن اس کثیر سپاہ مین جس بات کی کمی ہے وہ یہ ہے کہ اس مین کوئی بڑا سردار اور ماہرِ فنونِ جنگ نہین، دوسرے کل سپاہ کے اجزا یکجا نہین ہین بلکہ کئی سلطنتون مین متفرق اور پراگندہ ہین،

دوسرے سال کی لڑائی مین مغلون کے لشکر مین سپاہ کی تعداد بارہ تومان یعنی ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ نہ تھی، ایدیقوت رئیسِ ایغور اور المالیق (المالغ) کا بادشاہ شروع ہی سے چنگیز خان کے ساتھ تھے، اب انھون نے اپنی اپنی فوج کو کوہستانِ طیان شان مین واپس لیجانے کی اجازت چاہی، چنگیز خان نے اجازت دیدی، جسوقت یہ دونون اپنے وطن کو واپس ہوئے

ہین، تو اُس وقت چنگیز خان کے دو بڑے سپہ سالار جبی اور سوبدای ہیں ہزار فوج لیے مغرب کے ملکون کو روند رہے تھے، تغاچار نویان جو بڑے جانباز سپہ سالارون مین تھا، نیشاپور کے محاصرے مین مرچکا تھا، مقولی بہادر ختا مین مصروفِ جنگ تھا، چنگیز خان کے پاس اسوقت سپہ سالارون کی کمی تھی، اور سوبدای بہادر سے اس موقع پر صلاح و مشورہ کرنے کی بہت ضرورت محسوس ہوتی تھی،

اِسی خیال سے چنگیز خان نے سوبدای بہادر کو جو اُسے بہت ہی عزیز تھا، بحرِ خزر سے واپس بلایا، سوبدای حکم پاتے ہی بلخ آیا، اور چند روز خان سے تخلیہ کر گھوڑے پر سوار ہوا، اور ایک ہزار میل طے کر کے پھر اپنے صدر مقام پر پہنچگیا،

اب چنگیز خان کی طبیعت کا رنگ دوسرا ہوا، صید و شکار کا خیال ذہن سے دور ہوا، جوجی جسوقت باپ کے پاس آیا تو باپ نے غصّے سے پوچھا "تم نے بھائیون سے بگاڑ کر اور گنج کی فتح مین کیون تاخیر کی"، ممکن ہے غصے مین یہ بھی پوچھا ہو کہ شہزادہ جلال الدین کو اور گنج سے فرار ہونے کا موقع کیون دیا، جوجی اپنے لشکر کو واپس کیا گیا، اسکی طبیعت مین سرکشی تھی، اور اب وہ مع اپنے اہل و عیال اور فوج کے شمال کی طرف بحرِ جند (بحرِ آرال یا خوارزم) سے بھی آگے کے میدانون اور کاہستانون مین چلا گیا،

چنگیز خان نے لشکر مین حکم بھیجا کہ دشمنون کو حقیر سمجھکر اُن مین لوٹ مار کرنے اور اُن کے ملک مین گشت لگانے کو کافی نہ سمجھو، بلکہ اب وقت آگیا ہے کہ آدمیون کو قتل کر کے جو قوت تعداد و شمار کی وجہ سے دشمن کو حاصل ہے، اُس قوت کو غارت کر دو،

اٹھارھوان باب[۱۸]

تولی کا تختِ زرّین

خراسان کا ایک شاہ زادہ اپنے حالات مین لکھتا ہے کہ "مین اس زمانے مین ایک قلعہ مین رہتا تھا جو ایک بلند اور دشوار گذار پہاڑ کے دامن پر واقع تھا۔ خراسان کے قلعون مین وہ سب سے زیادہ مضبوط تھا، اور اگر روایت کو باور کیا جائے تو جب سے اسلام کے قدم اس ملک مین آئے تھے وہ میرے ہی خاندان کے قبضے مین چلا آتا تھا، چونکہ یہ قلعہ صوبے کے بالکل وسط مین تھا اس لیے وہ بھاگے ہوئے قیدیون اور ایسے لوگون کے لیے پناہ کی جگہ ہو گیا تھا جو مغلون کے ہاتھون موت اور اسیری کی مصیبتون سے بچنا چاہتے تھے،

کچھ زمانے کے بعد مغل اس قلعے کے سامنے نمودار ہوئے، مگر جب دیکھا کہ اُسے فتح کرنا ممکن نہین ہے تو واپسی کے معاوضہ مین قلعہ والون سے اُنھون نے دس ہزار سوتی پوشاکین اور اتنی ہی بڑی مقدار مین اور چیزین طلب کین، باوجودیکہ شہر نسا[۱] کے مالِ غنیمت سے وہ بالکل لدے پھندے تھے،

---

[۱] نسا، ولایت کرمان مین علاقہ نرم سیر کا ایک شہر تھا جسکا موقع دریافت نہین ہو سکا۔ (مترجم)

"جو کچھ انھون نے طلب کیا تھا مین نے حاضر کرنا منظور کیا، لیکن جب اُنکی طلب کی ہوئی چیزین مہیا کر لی گئین تو اب کوئی آدمی ایسا نہ ملتا تھا جو اُن چیزون کو مغلون تک پہنچائے، کیونکہ مغلون کے خان نے یہ قاعدہ باندھ لیا تھا کہ جو آدمی اُس کے پاس بھیجا جائے وہ قتل کر دیا جائے، اور اسکا علم سب کو ہو گیا تھا، آخر کار دو بڈھے آدمی اِس سامان کو مغلون کے پاس پہنچانے پر آمادہ ہوئے لیکن جب وہ آئے تو اپنی اولاد کو بھی ساتھ لیتے آئے اور کہا کہ اگر ہم واپس نہ آئین تو ہمارے بال بچون کی پرورش آپ کے ذمہ ہوگی، اور یہ واقعہ ہے کہ یہ دونون بڈھے پھر واپس نہ آئے کیونکہ جب یہ دونون مال سپرد کر کے چلنے کو ہوئے تو مغلون نے انھین قتل کر دیا،

"پھر یہ وحشی مغل بہت جلد تمام خراسان مین پھیل گئے، جس وقت کسی علاقے مین آتے تو دیہات کے لوگون کو گرفتار کر کے جانورون کی طرح اپنے سامنے ہانکتے ہوئے چلتے، جس شہر پر قبضہ کرنا ہوتا تھا اُسکا محاصرہ کرتے، اور محاصرے مین جسقدر قیدی اُن کے ساتھ ہوتے انھین اپنے منجنیقون کے گھسیٹنے اور ان مین پتھر بھرنے کے کام پر لگا دیتے، مغلون کے حملے کے وقت دہشت و تباہی عالمگیر ہوتی تھی، جن آدمیون کو وہ گرفتار کر لیتے تھے انھین تو کچھ صبر بھی آجاتا تھا لیکن جو لوگ ابھی تک اپنے گھرون مین ہوتے تھے اُن کی حالت گرفتارون سے بھی بدتر ہوتی تھی، کیونکہ انھین علم نہ ہوتا تھا کہ ان پر کیا غضب ٹوٹنے والا ہے، رئیسون اور شریفون کو مع اُن کے متعلقین کے حکم ہوتا تھا کہ شہر سے نکل جائین، اسی طرح شہر کے فوجی سردارون کو مع اُن کے سامان حرب کے شہر سے باہر نکال دیا جاتا تھا، جو شخص حکم نہ مانے اُسے فوراً قتل کر دیتے تھے"

یہ شدائد جو اوپر بیان ہوئے تولی کے تھے، جو چنگیز خان کا سب سے چھوٹا فرزند تھا، ایران کے تمام شاداب علاقون پر اُس نے اِسی طریقے سے فوجکشی کی تھی، باپ سے حکم ملا تھا

کہ سلطان جلال الدین پسر سلطان محمد خوارزم شاہ کو تلاش کرے، مگر جلال الدین ہاتھ نہ آتا تھا، اسی تلاش مین مغلون کا لشکر مرو پہنچا اور اُس پر قبضہ کیا، مرو کا شہر صحرا کا موتی دریاے مرغاب کے کنارے شاہانِ عجم کے عیش و نشاط کا مقام تھا، اُس کے کتب خانون مین ہزارہا قلمی کتابین موجود تھین،

مرو کے قریب ترکمانون کا ایک انبوہِ کثیر مغلون کے مقابلے پر آیا، مغلون نے اُسے پراگندہ کیا، اور اب تولی گھوڑے پر سوار مرو کی فصیلون اور برجون کو دیکھنے نکلا اور فوجون کو جمع کرکے شہر کا محاصرہ شروع کر دیا، اور ترکمانون کے مویشی کھول کر جنگل مین چھوڑ دیئے،

اس محاصرے کے شروع ہونے سے پہلے صورت یہ ہوئی تھی کہ اہل مرو نے شہر سے نکل کر تولی کے ایک ہزار مغلون کو قتل کر ڈالا تھا، یہ مغل چنگیز خان کی فوج خاصہ یعنی کشیک کے بہادر تھے، تولی نے غضبناک ہوکر شہر پر بار بار حملے کئے، اور فصیل کے سامنے ایک بلند پشتہ قائم کرکے اس پر تیرانداز بٹھا دیئے، تیراندازون نے شہر پر تیرون کا مینھ برسا دیا، بائیس [۲۲] دن محاصرہ جاری رہا، اس کے بعد لڑائی کچھ تھمی تو حاکمِ مرو مجیر الملک نے شہر کے ایک بڑے متقی بزرگ کو جنکا نام مولنا جمال الدین تھا، تولی کے پاس بھیجکر امان چاہی، تولی ان بزرگ سے بہت اخلاق سے پیش آیا اور تخلیہ مین کچھ بات چیت کرکے انھین مجیر الملک کے پاس واپس کر دیا،

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا جمال الدین شہر والون کی طرف سے نہین آئے تھے، بلکہ حاکمِ مرو مجیر الملک کی طرف سے خاص طور پر تولی کے پاس بھیجے گئے تھے، تولی نے مولنا سے بہت سے وعدے وعید کرکے تاکہ مجیر الملک کو اطمینان ہو جائے انھین واپس کر دیا تھا، مجیر الملک تولی کے وعدون سے خوش ہوا اور نفائسِ اجناس جن مین چاندی کے ظروف اور مرصع پوشاکین

تھین بطورِ پیشکش خود لے کر تولی کے پاس گیا،

تولی ظاہرداری اور دغا مین یگانۂ روزگار تھا، مجیر الملک جب آیا تو اُسے خلعت عطا کیا، اور اپنے خیمے مین ضیافت کے لیے مدعو کیا، اور یقین دلایا کہ اسکی جان کو کسی طرح کا گزند نہ پہنچیگا، یہ بھی کہا کہ "آپ اپنے احباب اور مشیرانِ خاص کو بھی ضیافت مین اپنے ہمراہ لائین، مین انھین ایسے مناصب عطا کرونگا جنسے ان کی عزت افزائی ہوگی"،

مجیر الملک نے فوراً اپنے ملازم کو شہر بھیجا کہ اُس کے مصاحبون اور مشیرون کو ضیافت مین شرکت کے لیے بلا لائے، جب یہ لوگ آئے تو ضیافت مین وہ سب اپنے حاکم کے قریب بیٹھے، اس کے بعد تولی نے چھ سو دولتمندون کی ایک فہرست مجیر الملک سے طلب کی، مجیر الملک اور اس کے مشیرون نے چھ سو مالدار لوگون اور بڑے بڑے زمیندارون اور تاجرون کے نام لکھکر پیش کئے، مگر اب حاکمِ مرو کو نہایت خوف و حیرت سے یہ دیکھنا پڑا کہ اُس کے تمام مشیرون اور مصاحبون کو جنھین ضیافت مین بلایا گیا تھا مغلون نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا، مالدارون کی فہرست جو مجیر الملک کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اُسے تولی نے ایک سردار کے سپرد کیا، یہ سردار فہرست لیے شہر کے دروازے پر پہنچا اور جنکے نام فہرست مین درج تھے اُنہین طلب کیا،

جب یہ دولتمند حاضر ہوئے تو مغلون نے انھین فوراً حراست مین لے لیا، شہر کے دروازے پر قبضہ کیا اور اب مغل سوار شہر کے بازارون اور گلی کوچون مین کثرت سے گشت کرنے لگے، شہر کے آدمیون کو حکم دیا کہ وہ مع اہل و عیال صرف اتنا اسباب ساتھ لے کر جسے اٹھا سکین شہر سے باہر نکل جائین، شہر کی خلقت چار دن تک شہر خالی کرتی رہی،

اب مغلون کے پاس اسیرانِ جنگ کا شمار نہ رہا، ان مین مرو کی ایرانی فوجین بھی شامل

تھین، تولی پسر چنگیز ایک اونچے چبوترے پر زری کا فرش بچھا کر تخت زرنگار پر بیٹھا مغلون کے سردار ایرانی سپاہیون کو چن چنکر پیش کرتے تھے۔ باقی قیدیون کے منھ پر ہوائیان اڑ رہی تھین، مرو کا جو افسر خان کے سامنے پیش ہوتا تھا فوراً اسکا سر اتار لیا جاتا تھا،

اس کے بعد اہل شہر کی نوبت آئی، مردون اور عورتون اور بچون کو تین بڑے گروہون مین علحدہ علحدہ کر دیا، مردون کو زمین پر اسطرح لٹا دیا کہ ان کے بازو پشت پر تھے، اور پھر اس کل ناشاد خلقت کو مغل سپاہیون مین تقسیم کر دیا، جسقدر آدمی ایک سپاہی کے حصے مین آئے اس نے اُن مین سے کسی کو پھانسی دیدی اور کسی کو قتل کر ڈالا، صرف چار سو اہل حرفہ جنکی ضرورت لشکر مین تھی اور کچھ لڑکے اور لڑکیان لونڈی غلام بنانے کو زندہ رہنے دیئے، چھ سو دولتمند جنکو حراست مین لے لیا تھا، اُن کی حالت بھی سخت مصیبت اور عذاب کی تھی، انھین طرح طرح کی اذیتین دین حتّٰی کہ مجبور ہو کر انھون نے وہ مقامات جہان اُن کے دفینے تھے بتا دیئے،

شہر والون نے جو مکان خالی کئے تھے، مغلون نے ان کا مال و اسباب لوٹنا شروع کیا، جب گھر اسباب سے خالی ہوئے تو گھرون کو ڈھا دیا، اس غارت گری کے بعد تولی مرو سے آگے بڑھا، مرو کے باشندون مین صرف پانچ ہزار آدمی زندہ بچے تھے، وہ بھی اسطرح کہ مکانون کے تہ خانون اور موریون مین چھپ گئے تھے، اس پر بھی زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے، تولی کی روانگی کے بعد مغلون کے کچھ دستے شہر مین واپس آئے اور ان بقیۃ السیف کو بھی قتل کر کے شہر کو آدمیون سے بالکل خالی کر دیا،

اسی طرح ایران کے ایک ایک شہر کا محاصرہ کر کے اُسے غارت کیا، ایک جگہ کچھ آدمیون نے لاشون مین لیٹ کر تا کہ مردے معلوم ہون اپنی جانین بچائین، خان کو اس کی خبر ہو گئی،

حکم دیا کہ جس آدمی کو مارا جائے اُسکا سر بھی کاٹ لیا جائے، ایک شہر کو جب مغلون نے بالکل
تباہ کر دیا تو اُس کے کھنڈرون مین کچھ لوگ بچکر زندگی بسر کرنے لگے، تولی کو اسکی خبر ہو گئی،
ایک دستہ سوارون کا فوراً روانہ کیا، سوارون نے اس ویرانے کے قریب آکر ڈیرے ڈالے
اور تلاش کرنا شروع کیا، جو آدمی ملا اُسے اس طرح جان سے مارا جیسے کوئی شکاری شکار مین
جانورون کو ڈھونڈ کر مارتا ہے، غرض کوئی شکل و ترکیب قتل انسان کی ایسی نہ رہی جسے کام مین
نہ لایا گیا ہو، ایک جگہ ایک شہر کو ویران کر کے ایک مؤذن کو پکڑ لیا، اور اُسے حکم دیا کہ مینار پر چڑھکر
اذان کہے، اذان سنکر جو مسلمان ٹوٹے ہوئے گھرون مین چھپے بیٹھے تھے سمجھے کہ مغل چلے گئے
ہونگے جو اذان ہوئی ہے، سب نماز کے لیے باہر آئے، باہر آتے ہی مغلون نے انھین قتل کر دیا،
جب کسی شہر کو غارت کر کے باہر نکلتے تھے تو آس پاس کے کھیتون اور کھلیانون کو بھی
غارت کر دیتے تھے، تاکہ جو لوگ قتل ہونے سے بچ گئے ہین وہ فاقون سے مر جائین، اور گنج
کے محاصرے مین جو مدت تک قائم رہا تھا اور جسے بڑی مشکلون کے بعد مغلون نے فتح کیا تھا،
وہان ایک عجیب حرکت کی، شہر سے شمال کی طرف آمو دریا کو روک کر دریا کا راستہ اسطرح
تبدیل کر دیا کہ شہر کی ٹوٹی فصیلون اور مکانون پر پانی بہنے لگا، دریا کے رہگذر مین یہ تبدیلی
جغرافیہ نویسون کے لیے مدت تک چیستان بنی رہی،

مغلون نے اسلامی سلطنتون کے قلب کو میدان کر دیا، جو لوگ اس غارت گری سے
جان بر ہوئے اُن کے دل ٹوٹ گئے، قوت لایموت تلاش کر کے کہین چھپ رہین اس کے
سوا کسی بات کی ہمت ان مین نہ رہی جب ویرانون اور کھنڈرون مین چھپتے تھے تو وہان بھی موت
سامنے ہی رہتی تھی، کیونکہ یہان لاشون کو کھانے کے لیے بھیڑیئے آتے تھے، پھر یہ مصیبت

کے مارے یا تو بھاگ گئے تھے یا درندون کا لقمہ ہو جاتے تھے، مغل جن شہرون کو منہدم کر دیتے تھے، اُن کے کھنڈرون مین بھی کسی کو رہنے کا حکم نہ تھا، اور اب یہ ویران شہر شاداب زمینون کے چہرے پر زخمون کے سے داغ ہو گئے تھے، بہت سے شہرون کو گرا کر اور اُنکی زمین پر ہل چلا کر کھیتیان کی گئین،

خانہ بدوش قومین انسان کی جان سے زیادہ ایسی زمین کی قدر کرتی تھین، جس پر اناج پیدا ہو سکے اور مویشی پل سکین، اسلیے شہرون کو ڈھا کر میدان بنانے مین انھین ایک خاص لطف آتا تھا، چنگیز خان کے خلاف اگر کوئی بغاوت ہوتی تھی، تو اُس بغاوت کا سر فوراً کچل دیا جاتا تھا، اور اگر کہین کوئی شخص مقابلہ کا ارادہ کرتا تھا، تو عمل سے پہلے اس ارادے کو غارت کر دینا کوئی بات نہ تھی، رحم طبیعت مین مطلق نہ تھا، چنگیز خان اپنے اُرخانون سے کہا کرتا تھا "مین تمھین حکم دیتا ہون کہ جب تک خاص طور پر مجھ سے حکم حاصل نہ کر لو میرے کسی دشمن پر رحم نہ کرو، صرف سخت گیری ہی ایسے لوگون کو قابو مین رکھ سکتی ہے، دشمن کو لڑائی مین مغلوب کر لینے سے یہ نہ سمجھو کہ اُسکا دل بھی مطیع ہو گیا ہے، قوم مفتوح ہمیشہ فاتح سے نفرت رکھتی ہے" گوبی مین بھی چنگیز خان نے فتوحات حاصل کی تھین، مگر ایسی سفاکیان اور بے رحمیان نہین کی تھین اور نہ ختا کی تسخیر مین اتنے ظلم کئے تھے، لیکن مسلمانون کے ملکون مین وہ واقعی خدا کا قہر بنگیا، تولی نے جب ہراۃ پر فتح پائی تو سلطان جلال الدین کے دس ہزار سپاہیون کو قتل کر دیا، مگر باقی باشندگان ہرات کی جانین سلامت رکھین، اس امان دینے پر چنگیز خان بیٹے پر خفا ہوا کہ کیون تو نے پہلے ہی سے تمام اہل ہرات کو قتل نہ کر دیا، یہ خفگی اس وقت ظاہر ہوئی جب کہ ہرات کے لوگون نے بغاوت کر کے وہان کے مغل حاکم کو قتل کر دیا،

ہرات کے علاوہ بعض اور شہرون مین بھی سلطان جلال الدین کے وارد ہونے اور تقریر کرنے سے لوگون مین کچھ جوش پیدا ہوا اور انھون نے کچھ ہاتھ پاؤن ہلانے چاہے مگر فوڑا ہی مغلون کے سواران شہرون کے دروازون پر پہنچ گئے، تباہی اور مصیبت کے اعتبار سے ہرات کی قسمت مرو سے کچھ کم نہ رہی، جہان کسی شہر نے ذراسی جنبش مغلون کے خلاف کی فوڑا اس شہر کا قلع قمع کر دیا، اور اب اسکا اندیشہ سخت پیدا ہوا کہ کہین مسلمان مغلون پر جہاد نہ کردین، دیندار مسلمان چپکے چپکے مغلون پر خدا کی لعنت بھیجتے تھے، مگر مصیبتین اتنی پڑی تھین کہ دل بجھ گئے تھے، مسلمانون کا ایک بادشاہ ابھی تک باقی تھا، اسلامی سلطنتون کا بیچ کا حصہ تباہ ہو چکا تھا، یہ بادشاہ سلطان جلال الدین تھا، اور یہی ایک شخص تھا جو مسلمانون کو متحد کر کے مغلون کے مقابلے پر لا سکتا تھا، لیکن ان صحرائیون کی نظر ایسی تیز تھی کہ سلطان جلال الدین کو ان ملکون کے اندر قدم نہ رکھنے دیتے تھے جنپر اپنا قبضہ ہو چکا تھا اور اتنا دم نہ لینے دیتے تھے کہ وہ ایک لشکر ان سے مقابلہ کے لیے جمع کرلے،

دوسرے سال جب گرمی کا موسم آیا اور جن وادیون مین قیام تھا وہ تپنے لگین تو چنگیز خان وہان سے لشکر اٹھا ہندوکش کے پہاڑون مین چلا آیا جنکے دامنون پر ہرے ہرے جنگل کھڑے تھے، اور لشکر کو کچھ دن آرام دینے کے لیے خیمہ و خرگاہ نصب کرنے کا حکم دیا، جس قدر قیدی ساتھ تھے جنمین کوئی اپنے گھر کا کبھی امیر و شریف تھا، کوئی صاحب منصب قاضی و مفتی تھا، کوئی فقیر اور غلام تھا، سب کو گیہون کے کھیتون مین کام پر لگا دیا، اس سال شکار نہین کھیلا گیا، کیونکہ بیماریون سے لشکر مین بہت لوگ ضائع ہو چکے تھے،

ہندوکش مین ایک ماہ یا کچھ زاید تک دشمنون کے رنگین و ریشمین خیمون اور سراپردون

مین مغل عیش سے زندگی بسر کرتے رہے، ترکی اتابک اور عجمی امیر طشت واری کی خدمت بجا لائے
مفتوحہ ملکون کی شریف زادیان باندیان بنی لشکر مین بے نقاب پھرتین اور بیمار آنکھون سے
گیہون کے کھیتون مین محنت ومشقت کرنے والے قیدیون کو دیکھتین کہ اُن کے جسم پر اتنے
کپڑے بھی نہین ہین کہ پوری تن پوشی ہوسکے، اور مغل ان قیدیون کو روٹی بھی اسطرح دیتے
ہین کہ کچھ ان غریبون کو ملتی ہے اور کچھ کتے جھپٹ لیتے ہین،

وحشی ترکمانون نے جو قافلون کے مشہور رہزن تھے پہاڑون سے اتر کر ان فوج کشون
سے بھائی چارہ کیا، اور اُن کے ڈیرون اور خیمون کو دیکھا کہ ان مین سونے چاندی اور زرین کپڑون
کے انبار لگے ہین اور یہ سب قیمتی اور نفیس چیزین گوبی کو روانہ کیجاتی ہین، لشکر مین کچھ طبیب
بھی تھے جو بیمارون کو تندرست کرتے تھے، صحرانشینون کی نظر مین یہ لوگ عجیب تھے طبیبون
کے ساتھ ایک جماعت ارباب علم کی بھی تھی جو ختا کے دانشورون سے بحث ومباحثہ کرتے
تھے، اور گوبی کے لٹیرے اُن کی باتون کو بغیر کسی تعصب کے سنتے تھے، کچھ سمجھتے تھے کچھ نہ سمجھتے
تھے، مگر جتنا سمجھ مین آتا تھا اسکی بھی انھین پروا نہ تھی،

چنگیز خان کے لیے سلطنت کے کام اتنے تھے کہ ان کا ختم کرنا مشکل ہوجاتا ہوگا، ادھر
ختا کے اُرخانون کے ایلچی اور اُدھر روسی ممالک سے سوبدای بہادر کے قاصد برابر حاضر ہوتے
رہتے، سرحدون پر فوجی انتظامون کے لیے چنگیز خان برابر فرامین جاری کرتا اور گوبی مین
جن حاکمون کو چھوڑا تھا ان کے نام بھی برابر حکم بھیجے جاتے،

چنگیز خان نے قاصدون ہی کے ذریعہ حکم احکام بھیجنے پر قناعت نہ کی بلکہ ختا کے بعض
عالمون کو ہندوکش مین ملاقات کے لیے بلایا، یہ لوگ آئے، پہاڑی راستون اور صحراؤن کے

طے کرنے مین جسقدر صعوبتین اٹھانی پڑین وہ اٹھائین مگر زبان پر حرف شکایت مطلق نہ آیا، مشرق سے مغرب کی سڑکین جو چلتین بند ہو گئی تھین اُن پر از سر نو آمد و رفت جاری کی اور اُس کے لیے یام[1] کا محکمہ قائم کیا، یہ یام ایشیا کے برِ اعظم پر تیرہوین صدی کی "پونی اکسپرس"[2] تھی،

[1] لغت مین یام کے معنی ان گھوڑون کے ہین جو ڈاک لیجانے کے لیے کسی منزل یا چوکی پر موجود رہتے ہین، اس چوکی یا منزل کو ترکی مین چاپارخانہ کہتے تھے، (مترجم)

[2] "اکسپرس" انگریزی لفظ ہے جو اصطلاح مین اکثر تیز رفتار ریل گاڑی کے لیے بولا جاتا ہے، "پونی" کے معنی ٹٹو کے ہین، اسمین اکسپرس اضافہ کرکے ایک ہنسی کا جملہ بنالیا ہے، (مترجم)

گوبی کی صحرائی قومون مین پشتہا پشت سے دستور چلا آتا تھا کہ ایک یورت سے دوسرے یورت مین خبرین پہنچانے کے لیے توسن سوار قاصدون سے کام لیتے تھے، جب کوئی قاصد لڑائی مین طلبی کا حکم یا کوئی اور خبر لے کر کسی لشکر مین آتا تھا تو اس لشکر سے کوئی دوسرا آدمی فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر وہی خبر دور کے دوستون کو پہنچا دیتا تھا، ان قاصدون کی رفتار کا حال تھا کہ روزانہ پچاس یا ساٹھ میل کی مسافت طے کر لیتے تھے،

جب چنگیز خان کی سلطنت کو بہت وسعت حاصل ہو گئی تو اُس نے یام یعنی گھوڑون کی ڈاک کا انتظام بہترین طریقے پر کرنا ضروری سمجھا، شروع مین جہان سلطنت کے اور تمام کاروبار فوج کے سپرد تھے، ڈاک کا انتظام بھی فوج ہی کے ذمہ تھا، اور جن راستون سے فوجین کوچ کیا کرتی تھین اُن پر جا بجا مستقل چھاونیان یا ڈاک کی چوکیان قائم کر دی گئی تھین، ہر چوکی پر کچھ گھوڑے اور ان کی غور پرداخت کے لیے کچھ جوان اور مضبوط آدمی اور تھوڑے سے سپاہی تاکہ چورون سے گھوڑون کی حفاظت کرین مقرر کئے گئے تھے، اگرچہ

چنگیزی لشکر جس طرف سے ایک مرتبہ گذر چکا ہو، وہان زیادہ محافظون کے مقرر کرنے کی ضرورت نہ رہتی تھی،

ان ڈاک کی چوکیون پر کچھ بڑا ساز و سامان نہ تھا، ملازمون کے لیے دو چار ڈیرے اور جاڑے مین گھاس کی گٹھریان اور دانے کی بوریان رکھنے کے لیے ایک سائبان سا ہوتا تھا' قافلے جن سڑکون پر چلتے تھے اُن کے کنارے ان چوکیون کا باہمی فصل سو سو میل کا ہوتا تھا' اور انھی کاروانی سڑکون سے مغلون کے خزانچی زیورون کے صندوقچے اور جواہرات کے ڈبے' اعلیٰ درجے کا بیش بہا مینا کاری کے ظروف اور بدخشان کے لعل اور یاقوت قراقورم کو پہنچایا کرتے تھے،

انھی راستون سے دور افتادہ لشکرون کے مغل اپنے اندوختے وطن کو بھیجتے تھے، جس وقت نادر و نفیس چیزون کے یہ بیش بہا خزانے اور اُن کے ساتھ اجنبی ملکون کے قیدی صحرا مین خانہ بدوشون کی آبادیون سے گذرتے ہونگے تو ان صحرائیون کو کیسی حیرت ہوتی ہوگی، اور یہ حیرت اس وقت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہوگی جب مغل سپاہی اور سرہنگ جنھون نے خراسان یا بحر خزر اور بحر جند کے کنارے لڑائیان لڑی تھین وطن واپس آکر اور یورت مین آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھکر اپنے اپنے لشکرون کے کارنامے اور فتوحات کے قصے ایسے سناتے ہونگے جنکا یقین کرنا مشکل ہوتا ہوگا،

لیکن جب رات دن یہی تماشا دیکھنے مین آتا ہوگا کہ یورت کے دروازون پر اونٹون کی قطارین آکر دم لیتی ہین، اور اونٹ بھی سب ایسے ہین جو دوسرون سے لوٹے ہین اور اُن پر غنیمت کا مال رکھا ہے، تو حیرت مین کمی ہو جاتی ہوگی، معلوم نہین کہ یورت کی عورتین ایسی

چیزون کو دیکھکر جو کبھی اُن کے خواب وخیال مین بھی نہ گذری تھین، کیا کہتی ہونگی، اور قوم کے بڑے بوڑھے جب سوچتے ہونگے کہ چنگیزی لشکر کے سردار تو اس دنیا سے بھی آگے نکل گئے، جن کی اونھین خبر تھی تو انھین کسقدر تعجب ہوتا ہوگا، مگر کوئی اتنا تو بتائے کہ یہ لوٹ کے خزانے کہان گئے، اور مغلون کی بے پردہ عورتون نے ایرانؔ کے بنے ہوئے زیورون اور موتیون والی جھالر کی نقابون سے کیا کام لیا،

یہ باتین وہ ہین جو مغل اپنی تاریخون مین ہمارے پڑھنے کے لیے لکھکر نہین چھوڑ گئے، لیکن اتنا ہمین معلوم ہے کہ صحرا کے لوگ اس بات کو پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے کہ چنگیزخان جہان جائیگا فتح اس کے سامنے ہاتھ باندھے حاضر رہے گی، کیونکہ چنگیزخان کو یہ لوگ بگدو یعنی خدا کا بھیجا ہوا انسان سمجھتے تھے، جس نے یاسا یا یاساق وضع کئے تھے، اِس لیے کوئی وجہ نہ تھی کہ چنگیزخان دنیا کے کسی حصّے کو تسخیر کرنا چاہے اور وہ تسخیر نہ ہو،

لیکن چنگیزخان کوئی علامت ایسی ظاہر نہ کرتا تھا جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنی فتوحات کو کسی آسمانی امداد یا دست اندازی کا نتیجہ سمجھتا ہے، کیونکہ وہ اپنی قوم سے بار بار کہہ چکا تھا کہ "فضا مین ایک ہی آفتاب ہے اور آسمان پر ایک ہی قادرِ مطلق ہے، اس لیے زمین پر بھی ایک ہی خاقان ہونا چاہیئے"

بدھ مذہب کے لوگ جس قدر اُس کا ادب کرتے چنگیزخان اُسے خاموش دیکھتا، مسلمان جب اُسے خدا کے تازیانون مین سے ایک تازیانہ کہتے تو چپکا سنتا، بلکہ کچھ اپنا مطلب نکلتا دیکھتا تو اور بھی بار بار انھین یاد دلاتا کہ ہان مین خدا کا تازیانہ ہون، رمّال اور نجومی جب آیندہ کی خبرین اُسے ہوشیار کرنے کو سناتے تو سب کی بات سن لیتا، لیکن اپنا منصوبہ جس طرح

سوچا تھا اُس مین کسی کے کہنے سننے سے مطلق فرق نہ آنے دیتا، نپولین کی طرح چنگیز خان بھی اُن لوگون مین نہ تھا جو مقدر کا پورا ہونا ہر حال مین ناگزیر سمجھتے ہین، اور نہ چنگیز خان نے اسکندر مقدونی کی طرح اپنے کو خدا کہلوایا تھا، مغلون کا یہ بڑا خان آدھی دنیا پر اُسی ہمت اور ارادے سے حکومت کرنے لگا، جس ہمت اور ارادے سے جوانی مین اپنے چراگاہ کے کسی بھٹکے ہوئے گھوڑے کو ڈھونڈھنے نکلتا تھا،

القاب و آداب کو وہ اِسی نظر سے دیکھتا تھا، جس طرح ایک فائدہ پرست فلسفی نفع کے سوا ہر چیز کو ہیچ سمجھکر دیکھتا ہے، ایک مرتبہ اپنے کاتب کو حکم دیا کہ فلان بادشاہ کو خط لکھے کاتب عجمی تھا، اُس نے بڑی پُر تکلف عبارت مین جسپر ایران کے انشا پرداز جان دیتے تھے بے انتہا لمبے چوڑے القاب کیساتھ خوشامد اور تعریف کے الفاظ مین مکتوب تیار کیا، جب بڈھے خان کو وہ خط پڑھ کر سنایا گیا تو آگ ہو گیا، اور بے حد طیش مین کہا کہ اِس خط کو ابھی پھاڑ کر پھینکدو، کاتب سے کہا کہ

"تو نے یہ خط بڑی حماقت سے لکھا ہے، وہ بادشاہ خیال کرے گا کہ مین اُس سے ڈرتا ہون"

اس کے بعد دوسرے کاتب کو بلوا کر ایک معمولی خط بہت مختصر اور قطعی الفاظ مین لکھوایا خود بولتا گیا، اور کاتب لکھتا گیا، خط جب لکھوالیا تو اُس کے نیچے فقط "خاقان" کا اَنکر ما اپنا کر مراسلہ روانہ کر دیا،

مختلف لشکرون مین رسل و رسائل کا سلسلہ پورا قائم کرنے کے لیے جسقدر پرانی سٹرکین قافلون کے چلنے کی دور دور تھین اور آپس مین کوئی تعلق نہ رکھتی تھین اُن مین نئی نئی شاخین کھول کر تعلق پیدا کر دیا،

سفر مین فوج کے افسر ڈاک کی چوکیون پر گھوڑے روک کر راہ داری کا پروانہ جس پر شنکرے کی تصویر ہوتی تھی دکھاتے تھے، اور گھوڑون کے غول مین سے جو وہان موجود ہوتا تھا نئے گھوڑے لے کر آگے بڑھتے تھے، ان ڈاک کی چوکیون سے عجیب عجیب وضع قطع کے لوگ گذرتے تھے، کبھی کبھی ختائی روئی کے موٹے موٹے لبادے پہنے دو پہیون والی گاڑی مین بیٹھے جس پر پردے پڑے ہوتے ادھر سے نکلتے اور چوکی پر پہنچکر ٹھہر جاتے، نوکر چاکر چاے کی ٹکیون مین سے ایک ٹکڑا توڑ پانی گرم کر آقا کے لیے چاے تیار کرتے، قوم ایغور کے پڑھے لکھے آدمی جو اب مغلون کے لشکر کا ایک لازمی جزو ہو گئے تھے اونچی اونچی مخمل کی ٹوپیان پہنے اور زرد رنگ کی عبائین کندھون پر ایک طرف ڈالے کچھ دیر آرام کرنے یہان اتر پڑتے،

یام کی چوکی سے آگے بڑھتے تو اونٹون کی قطارین قافلے والون کو ملتین، جنکا سلسلہ کہین ختم نہ ہوتا تھا، ان بے شمار اونٹون پر مسلمان تاجرون کا مال ہر قسم کا رکھا ہے، ہاتھی دانت کی چیزین اور قیمتی کپڑے اسلامی ملکون سے دشتِ گوبی کو جا رہے ہین،

یام گھوڑون کی ڈاک ہی نہ تھی بلکہ یہ سمجھئے کہ اُس زمانے کی ریل، تار برقی، پارسل پوسٹ سب کچھ وہی تھی، دور کے اجنبی ملکون سے جو لوگ مغلون سے ملنے آتے تھے وہ اِس یام کے ذریعہ منزلِ مقصود کو پہنچتے تھے، سوکھی صورتون کے یہودی اور مال بھری گاڑیان اور بوجھ لدے خچر اِسی یام والی سڑک سے گذرتے تھے، زرد رنگ اور چوڑے چہرون کے ارمنی گھوڑون پر سوار ادھر سے گذرتے تھے اور مغل سپاہیون کو حیرت سے دیکھتے تھے کہ آگ کے الاؤ کے پاس کمبل بچھائے یا تو چپ بیٹھے ہین یا ڈیرے کے سائبان مین پڑے بے خبر سوتے ہین،

یہی مغل سپاہی اور سوار سڑکون کے مالک تھے، بڑے شہرون مین داروغہ یا حاکم الطرق

مقرر ہوتا تھا، اِسے اپنے علاقے مین کل اختیارات حاصل ہوتے تھے، داروغہ کی مدد کو ایک محرر بھی ہوتا تھا، اسکا کام یہ تھا کہ یام کی چوکی سے جسقدر اونچے درجے کے مسافر یا تجارت کا مال گذرے اُن سب کو اپنی یادداشت مین لکھ لے،

چوکیون پر سپاہی بہت کم رکھے جاتے تھے، اتنے کم کہ وہ افسر کے محض پیش خدمت معلوم ہوتے تھے، اُن کے متعلق کام بھی کم اور ہلکے تھے، آس پاس کے دیہات سے جو چیز طلب کرنی ہوتی فورًا حاضر ہوجاتی، مغل کو فقط اپنی صورت دکھادینی کافی تھی، جھبرے ٹٹو پر سوار، کندھے سے نیزہ اس طرح آویزان جیسے کاف کا مرکز کھنچا ہو، ہرن کی کھال یا کالے سمور کی پوستین مین سے رنگین چمڑے کی کُرتی جہان جھلکتی نظر آئی پھر راہ چلتے بھی حکم بجالانے حاضر ہوجاتے، چورون کا یہان کام نہ تھا، چوکی کے اصطبل مین مغل سپاہی کیسے ہی غافل یا بے خبر سوتے ہون مگر کسی کی مجال نہ تھی کہ ایک رسّی کا ٹکڑا بھی کوئی بے پوچھے اٹھا سکے،

یام کی چوکی پر تھکے ہارے مسافر عجیب عجیب رنگ اور صورت کے دم لینے ٹھہر جاتے ہین، ان مین ایک گروہ قیدیون کا بھی ہے جسمین اہل حرفہ بھرے ہین، لوہار، بڑھئی، اینٹین بنانے والے سیف گر، قالین باف اور دو چار قوال بھی ہین جو وطن سے جدا ہوکر قراقورم کو جارہے ہین، بحر خزر اور بحر جند کے کاہستانون سے صرف ایک مغل سوار کی حراست مین یہ غریب لڑکھڑاتے ٹھوکرین کھاتے، دم پھولا ہوا چلے آتے ہین، بھاگنے کا موقع بھلا کسکو ملتا ہے،

انہی چوکیون سے کچھ اور لوگ بھی عجیب وضع کے گذرتے ہین، کچھ بدھ متیون کے لاما ہین، جوگیا رنگ کی ٹوپیان پہنے چکر ہلاتے سمرن جپتے منہ اونچا کئے برف کی چوٹیون سے نگاہین لگائے جارہے ہین، کچھ کالی ٹوپیون والے قنغلی تبت کے پہاڑون سے اتر کر آئے ہین، کچھ بدھ متی

جاتری ہین، گوتم جن پاؤن چلے تھے انھی پر چلنے مین اپنا جگ ختم کرنا چاہتے ہین، کچھ ننگے پاؤن جوگی بھی ہین، اور کچھ لمبے بال والے فقیر اور کالی زلفون والے درویش بھی ہین جنھین دنیا و ما فیہا کسی سے مطلب نہین، اور ان سب کے ساتھ کالے کالے جتے پہنے نسطوری مذہب کے کچھ پادری ہین جنکے دماغون مین سحر و طلسم اور اپنے مذہب کی دو چار ادھوری دعاؤن کے سوا اور کچھ نہین ہے،

اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مسافر جا رہے ہین اور کوئی مغل مضبوط گھوڑے پر سوار گھوڑے کے سینے اور رانون پر سفید سفید جھاگ کی دھاریان اور پسینے کی دھاریان پڑین مسافرون کو خواہ پادری ہون خواہ جاتری، سرکاری اہل کار ہون یا ضلعے کے افسر تتر بتر کرتا آندھی کی طرح گھوڑا سرپٹ ڈالے ایک ہی سی تیز صدا لگاتا قریب سے گذر جاتا ہے، یہ سوار سرکاری ڈاک لیے خان کے پاس جا رہا ہے، اور روزانہ ڈیڑھ سو میل کی مسافت طے کرتا ہوا آیا ہے، اُس کے آتے ہی چوکی کے اصطبل سے بہترین رہوار فوراً حاضر کیا جاتا ہے،

یام کی یہ حالت چنگیز خان کے زمانے مین تھی، اُس کے دو پشتون بعد مارکو پولو یورپ کا سیاح خان بالیغ[1] کے حالات سفر مین جو اس وقت خاقان کا پائے تخت تھا اسطرح لکھتا ہے،

"معلوم ہونا چاہیے کہ خاقان کے قاصد جب خان بالیغ سے چلتے ہین تو اُن کو راستے مین ہر پچیس (۲۵) میل پر ایک چوکی ملتی ہے جسے یام کہتے ہین، یہ جسقدر چوکیان ہین ان مین ہر چوکی پر ایک

---

[1] خان بالیغ یعنی خان کا شہر، مارکو پولو جس وقت چین گیا ہے، تو چنگیز خان کا پوتا قوبلای خان اس وقت خاقان تھا اور چینیون کے دار السلطنت چاندو مین سکونت رکھتا تھا، اسی چاندو کو مؤرخون نے شانڈ یا زنادو لکھا ہے، مارکو پولو لکھتا ہے کہ چھ دن مین چاندو سے کمبالو (خان بالیغ) پہنچتے تھے، اس سے ظاہر ہے کہ یومیہ منزلین بڑی لمبی ہوتی ہونگی،

وسیع اور خوشنما عمارت بنی ہے، اسمین قاصد آکر ٹھہرتے ہین، عمارت کے اندر تمام کمرے عمدہ فرش، ریشمین پردون اور قالینون سے آراستہ ہین، پلنگ اور بستر مہیا رہتے ہین، کل سامان ایسا پرتکلف ہے کہ اگر کوئی بادشاہ بھی آکر اُترے تو کہے کہ کیا خوب آسایش کی جگہ ہے،

"ان چوکیون کے اصطبلون مین بعض مین چار چار سو اور بعض مین دو دو سو گھوڑے ہر وقت بندھے رہتے ہین، سفر مین قاصدون کے آرام کا اسقدر خیال ہے کہ جب اُن کو ایسے علاقون مین جانا پڑتا ہے جہان نہ کوئی سٹرک ہے، نہ ڈاک کی چوکی تو وہان بھی اُن کے قیام کے لیے مقامات مقرر ہین، گو ان مقامات مین باہمی فصل زیادہ ہے، لیکن قاصدون کے لیے ہر قسم کی ضروریات مہیا رہتی ہین، غرض کسی سمت اور کسی ملک سے قاصد آئین ان کے لیے آسایش کی چیزین ان قیام گاہون مین ہر وقت ملتی ہین"۔

دولت اور ثروت کی نمایش جیسی قوبیلای خان نے اپنے زمانہ مین کی کبھی کسی بادشاہ یا شہنشاہ سے نہین ہوسکی تھی، چاپارخانون مین گھوڑون کی مجموعی تعداد تین لاکھ تھی، اور مسافرون کے قیام کی عمارتین شمار مین دس ہزار تھین، یہ کل انتظام اس قدر وسیع پیمانے پر تھا کہ اُس کو مفصل بیان کرنا مشکل ہے،

"مراسلات جو معمولی حالت مین دس روز مین پہنچتے تھے وہ خاقان کے پاس ایک شبانہ روز مین پہنچ جاتے ہین، اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خان بالیغ کے باغون سے جو پھل صبح توڑے گئے ہین، وہ دوسرے دن چاندو پہنچ گئے ہین، خاقان نے قاصدون کو ہر قسم کے محصول سے مستثنیٰ کر رکھا تھا"

"ڈاک کی چوکیون پر ایسے سوار بھی رہتے تھے جو ضروری کام کے لیے دو سو ڈھائی سو میل

دن مین اور اسی قدر رات مین گھوڑون پر سوار فاصلہ طے کرسکتے تھے[1]، ہر ایک قاصد ایک بہت چکلی پیٹی کمر مین باندھتا ہے، اس پیٹی مین گھونگرو لگے ہوتے ہین، جنکی آواز بہت دور سے سنائی دیتی ہے، اور جب یہ قاصد چوکی پر آجاتا ہے تو دوسرا قاصد ویسی ہی پیٹی لگائے تیار کھڑا رہتا ہے، اور پہلے قاصد کے آتے ہی کل مراسلات جو اُس کے پاس ہوتے ہین اپنی تحویل مین کرلیتا ہے، چوکی کا محرر جو ہر وقت وہان موجود رہتا ہے ایک پرچہ لکھکر اُسے دیتا ہے، یہ محرر ہر قاصد کے پہنچنے اور روانہ ہونے کا وقت بھی اپنی بیاض مین درج کرلیتا ہے،

قاصد جب چوکی پر پہنچتے ہین تو وہان گھوڑے کسے کسائے بالکل تیار کھڑے ہوتے ہین، فوراً اپنے گھوڑے سے اترکر ان تازہ دم جانورون پر سوار ہوجاتے ہین اور جسقدر تیز جانا ممکن ہو تیز جاتے ہین، اور جب دوسری چوکی کے ملازم دور سے گھونگرون کی آواز سنتے ہین تو فوراً گھوڑون پر زین ڈال کر انھین تیار کرلیتے ہین، ان قاصدون کی رفتار حقیقت مین حیرت انگیز ہوتی ہے، لیکن دن کی طرح رات کو تیز نہین جاسکتے، کیونکہ رات کے وقت پیادے مشعلین لیے ان کیساتھ ہوتے ہین،

ان قاصدون اور نامہ برون کی بڑی قدر کیجاتی ہے، ان کی تیز رفتاری کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے سر اور سینے اور کمر کے گرد کپڑا خوب کسکر باندھ لیتے ہین، اگر ایسا نہ کرین تو کبھی اتنی مشقت اُن سے نہ ہوسکے، ہر قاصد کے پاس ایک تختی ہوتی ہے، اس پر ایک بڑے شکرے کی شکل بنی ہوتی ہے، یہ اس بات کا پروانہ ہوتا ہے کہ قاصد نہایت ضروری کام پر جارہا ہے، اگر راستے مین

---

[1] اس فاصلے کے بیان مین غالباً غلطی ہوئی ہو، مین نے جسقدر عبارت کسی قدر اختصار کیساتھ یہان لکھی ہو وہ کل یول کورڈیر کے شائع کردہ سفرنامہ مارکو پولو سے نقل کی ہے، (مصنف)

اتفاق سے قاصد کا گھوڑا بیکار ہو جائے تو اُسے اجازت ملی ہوتی ہے کہ راہ مین جو سوار ملے اُسکا گھوڑا لے کر خود سوار ہو جائے، ایسی صورت مین کسی کی مجال نہین کہ اپنا گھوڑا دینے سے انکار کرے ۔"

خان کی سلطنت کا دارومدار بڑی حد تک انھی ڈاک کی سڑکون پر تھا، ہر شہر کا داروغہ بہت سے گھوڑے اور قریب کے دیہات سے رسد کا سامان مہیا رکھنے پر مجبور رہتا اس کے علاوہ ایسے علاقون سے جن سے لڑائی نہو خراج وصول کرنا بھی اسی داروغہ کا کام تھا، یاسا یعنی چنگیز خان کا مرتب کیا ہوا مجموعۂ قوانین تمام ملک مین نافذ تھا، اسلامی شریعت کی یہان پابندی نہ تھی اور نہ مسلمانون کے قاضی موجود تھے، مردم شماری کا طریقہ بھی جاری تھا،

ہر مذہب کے معلم اور واعظ محصولون سے بری تھے یاسا مین ایسا ہی حکم تھا، جس قدر گھوڑے لشکر مین آتے تھے اُن پر اُن کے مالکون کے نشان داغ ہوتے تھے، خان کا نشان سب سے الگ تھا،

مردم شماری کے کاغذات اور شہر کے داروغہ کا دفتر محفوظ رکھنے کے لیے ختا اور ایغور کے محنتی اہل کارون نے ایک حکومت خانہ بنایا تھا، رجسے آمن کہتے تھے، مفتوحہ علاقے مین مغل داروغہ کے علاوہ خاص اُس علاقے کا رہنے والا ایک رئیس بھی حاکم بنایا جاتا تھا، اس حاکم کا بڑا کام یہ تھا کہ مغل جن باتون کو معلوم کرنا چاہین وہ اُس سے معلوم ہوتی رہین، گویا مغل حاکمون اور غیر قوم کی محکوم رعایا مین وہ ایک قسم کا واسطہ اور ترجمان تھا،

لیکن چنگیز خان نے ایک بڑے واجب التعظیم مسلمان عرب شیخ کو فرمان کے ذریعہ بہت زیادہ اختیارات عطا کئے تھے، مغل حاکم کے جملہ احکام کو مسترد کر دینے کا اختیار اس شیخ کو حاصل

تھا، اور اگر مغل حاکم کسی کے قتل کا حکم بھی دے تو شیخ اُسے معاف کر سکتا تھا، ہر مفتوحہ ملک کے باشندون کو جو کبھی صاحب حکومت رہ چکے تھے چنگیز خان نے تھوڑے تھوڑے اختیارات بھی دیئے، اس کی وجہ سے رعایا کے دل مین مغلون کا وہ خوف جو سخت گران گذر رہا تھا کم ہو گیا، اور اب وہ وقت بھی جلد آنے والا تھا گو ابھی تک نہ آیا تھا کہ مفتوحہ قومین بھی مغلون کی طرح یاسا کے بموجب انصاف طلب کرنے لگین، بڑی بات چنگیز خان مین یہ تھی کہ اپنی بات پر ہمیشہ ثابت قدم رہتا تھا، کسی شہر کے فتح ہونے کے وقت فوجون نے جو شدائد کئے وہ کئے لیکن اُس کے بعد چنگیز خان ایک نرم اور بردبار بادشاہ کی طرح حکومت کرتا تھا،

چنگیز خان کو سوائے اپنے لشکر اور نئے راستون اور مال و دولت کے جس کے دریا مفتوحہ دنیا سے اُسکی قوم کی طرف بہتے چلے آتے تھے اور کسی بات کا خیال کم ہوا کرتا تھا، اب چنگیزی لشکر کے سردار بہترین قسم کی ترکی زرہین پہنتے تھے اور معمولی تلوارون کی جگہ دمشقی تلوارین اپنے پاس رکھتے تھے، خود چنگیز خان کو نئے نئے ہتھیارون کو دیکھنے اور نئے نئے معاملات کو معلوم کرنے کا شوق ضرور تھا لیکن اُن کے سوا دوسرون کے عیش و نشاط کی تقلید اُسے پسند نہ تھی لباس اور عادتین کل گوبی کے خانہ بدوشون کی سی رکھتا تھا،

کبھی کبھی طبیعت مین کسی قدر نرمی اور تلطف کا رنگ بھی پیدا ہوتا تھا لیکن بالعموم فکرمند رہتا تھا اور اس ارادے مین مستقل تھا کہ جسطرح ہو سکے اپنی فتوحات کو جو ابھی تک ادھوری تھین درجہ کمال کو پہنچائے، اکثر قہر و غضب کی بجلیان بھی اُس سے چمکتی رہتی تھین، سمرقند کے ایک طبیب پر بہت مہربان ہو گیا، یہ شخص بڑا کریہ منظر تھا، مگر خان کو وہ بھلا معلوم ہوتا تھا، جب بادشاہی لطف و کرم زیادہ ہوا تو طبیب گستاخ ہو چلا، اور ایسی حرکتین کرنے لگا جو مغل

سرداروں کو شاق گذرتی تھین، چنانچہ اُس نے ایک دن خان سے کہا کہ اورگنج کی فتح کے وقت جو حسین گانے والی گرفتار ہوئی تھی وہ اُسے عنایت فرمائی جائے،

طبیب نے جب زیادہ اصرار کیا تو چنگیز خان نے حکم دیا کہ گانے والی اُس کے حوالے کردیجائے، لیکن طبیب کی بدصورتی اُس عورت کو بہت ہی ناگوار گذری، اور اسکا دل بالکل نہ ملا، اب طبیب کی جو شامت آئی تو خان کی خدمت مین حاضر ہوکر کہنے لگا، کہ اس عورت کی نسبت کوئی ایسا حکم دیا جائے کہ وہ شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے لگے، اس پر چنگیز خان سخت برہم ہوا اور ان لوگون کو ملامت کی جو اپنے بادشاہ سے باغی ہوجاتے ہین، یا جو اپنے زیردستون کو اپنا مطیع نہین رکھ سکتے، حکم ہوا کہ طبیب کی گردن اڑادیجائے،

اس سال موسمِ خریف مین چنگیز خان نے قوریلتای مین اپنے تمام بڑے سردارون کو طلب کیا، مگر جوجی جو سب سے بڑا فرزند تھا حاضر نہ ہوا، پیش کش مین عمدہ گھوڑے روانہ کرکے بیماری کا عذر کردیا،

لشکر کے بعض معزز سردار جوجی سے خوش نہ تھے، اُسے صحیح النّسب نہ سمجھتے تھے، اور بجائے مغل کے اُسے تاتار کہا کرتے تھے، ان لوگون نے چنگیز خان کے کان بھرنے شروع کئے کہ قوریلتای مین حاضر نہ ہونے سے جوجی سخت نافرمانی کا مرتکب ہوا ہے، بڈھے مغل نے فوراً اس آدمی کو طلب کیا جو شہزادے کا پیش کش لے کر حاضر ہوا تھا، اور اُس سے پوچھا کہ جوجی کیا واقعی بیمار ہے،

اُس آدمی نے جو قبچاق سے آیا تھا عرض کیا کہ مجھے اس کا علم نہین، لیکن جب مین چلا ہون تو شہزادہ شکار کھیلنے گیا ہوا تھا،"

اس جواب کو سنکر چنگیز خان بہت برہم ہوا، اور دیوان عام سے اٹھکر اپنے خیمے مین آیا، امرا ے دولت سمجھے کہ اس نافرمانی کی سزا مین چنگیز خان بیٹے پر لشکر کشی کا حکم دینے والا ہے، لیکن بجاے اس کے خان نے جوجی کے نام خط لکھوایا اور قاصد کو نامۂ دیگر[1] مغرب کی طرف روانہ کیا، چنگیز خان ہرگز اس بات پر آمادہ نہ تھا کہ بیٹے پر لشکر کشی کر کے اپنے لشکر مین تفرقہ ڈالے، اور غالبًا وہ اسبات کو جانتا بھی تھا کہ جوجی اگر بغاوت کرنی بھی چاہیگا تو ممکن نہ ہوگی، کیونکہ سوبدای بہادر کو یورپ سے واپس ہونے کے فرمان کے ساتھ یہ حکم بھی دیدیا تھا کہ جوجی کو جہان کہین وہ ہو اپنے ساتھ لیتا آئے،

---

[1] دیکھو تعلیقہ نمبر ۱ - " یورپ کے بادشاہون اور مغلون مین خط و کتابت "

بیسواں باب

دریاے سندھ پر لڑائی

اس سال کی فصل خریف مین لڑائی کے سوا کسی بات کے لیے وقت نہ تھا۔ ہرات اور چند اور شہرون نے مغلون سے بغاوت کر دی تھی، سلطان جلال الدین بلادِ مشرق مین فوجین جمع کر رہا تھا، یہ خبرین مخبر فوجون نے جنھین ہندوکش کے پہاڑون مین مغلون نے بٹھا رکھا تھا، پہنچائی تھین، چنگیز خان سوچتا تھا کہ تولی کو جو فوجون کی پیشوائی مین بڑا صاحبِ تدبیر ہے، جلال الدین کے مقابلہ پر روانہ کرے مگر اتنے مین سنا کہ ہرات مین بغاوت ہو گئی ہے۔ تولی کو جلال الدین کے مقابلہ پر نہ بھیجا بلکہ اُسے کئی تومان دیکر مغرب مین خراسان کی طرف روانہ کر دیا۔

اب چنگیز خان بذاتِ خود ساٹھ ہزار فوج لے کر جلال الدین کی تلاش اور اُس کے لشکر کو غارت کرنے کی فکر مین چلا، کوہ بابا کے سلسلے مین بامیان کے مضبوط قلعے کی طرف آیا، یہان کچھ فوج سے تو اس شہر کا محاصرہ کیا اور لشکر کا زیادہ تر حصہ ایک ارخان[1] کی سرکردگی مین

---

[1] روسی پروفیسر لادی مرتسوف نے اس اُرخان کا نام تُنگی کتگو لکھا ہے، روضۃ الصفا مین بجاے ایک ارخان کے دو کے نام لکھے ہین، ایک بیکچیک اور دوسرا ابغو یا سیغو، دیکھو روضۃ الصفا جلد چہارم صفحہ ۱۲۳۔ (مترجم)

جلال الدین سے مقابلہ کرنے روانہ کیا،

چنگیز خان بامیان کے محاصرے مین مصروف تھا کہ چند مخبر آئے اور انھون نے خبر دی کہ "سلطان جلال الدین کے ساتھ اس وقت ساٹھ ہزار کا لشکر ہے، اور جس ارخان کو چنگیز خان نے روانہ کیا تھا، اسکا مقابلہ سلطان جلال الدین سے ہو گیا، خوارزمیون نے کئی مرتبہ کمین گاہون مین بیٹھکر مغلون کو زک دینی چاہی مگر ارخان خوارزمیون کے اس دھوکے مین نہ آیا، فوج قراول اس زبردست سلطان کی نقل و حرکت کو برابر دیکھ رہی ہے"،

صورت دراصل یہ پیش آئی تھی کہ افغانون کا ایک لشکر سلطان جلال الدین سے اس نازک وقت مین آملا تھا، اس لشکر کے شامل ہو جانے سے جلال الدین کی قوت دوچند ہو گئی چنانچہ اس کے تھوڑے ہی دن بعد خبر آئی کہ سلطان کی ترکی اور افغانی فوجون نے مغلون کے ارخان کو شکست دیدی[1]، اور اسکی فوجون کو پہاڑون کی طرف بھگا دیا،

چنگیز خان اس شکست کو سنکر بہت برہم ہوا اور بامیان کے محاصرے مین اور بھی سختی اختیار کی، بامیان کے باشندون نے اردگرد کے علاقون کو پہلے ہی برباد کر دیا تھا، یہانتک کہ پتھر بھی وہان سے اٹھا لیے تھے تاکہ مغلون کو کوئی چیز منجنیقون مین رکھکر پھینکنے کو نہ ملے، مغلون کے پاس قلعہ گیری کے آلات بھی اس وقت پورے موجود نہ تھے، اور چوبی برج جو انھون نے بامیان کے فصیلون کے برابر نصب کیے تھے ان پر محصورون نے مشتعل تیر اور نفط پھینکنا شروع کر دیا

[1] جس مقام پر یہ شکست ہوئی تھی مصنف نے اس کا نام یہان نہین لکھا ہے، روسی پروفیسر نے اس مقام کا نام پروان اور فارسی کتابون مین بروان یا منزل بارانی آیا ہے، یہ مقام غزنین سے قریب تھا، دیکھو سوانح چنگیز خان از پروفیسر ولادی مرتسوف صفحہ ۱۲۹ – (مترجم)

تھا، مغلون نے ان چوبی برجون کو آگ سے محفوظ کرنے کے لیے اپنے مویشیون کو مار کر ان کی تازی تازی کھالین برجون پر منڈھ دین،

خاقان نے فوج کو بامیان پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور حملہ بھی ایسا جو شہر فتح ہونے سے پہلے بند نہ کیا جائے، یہ موقع تھا کہ چنگیز خان کا ایک پوتا جو اس وقت دادا کے ہمراہ قلعے کی فصیل کے نیچے تھا تیر سے زخمی ہو کر جان بحق ہوا، بڈھا خاقان اس پوتے کو اسکی دلیری اور ہمت کی وجہ سے بہت چاہتا تھا، جب وہ زخمی ہو کر مر گیا تو حکم دیا کہ لاش کو خیمہ گاہِ خانی مین پہنچا دین،

پوتے کے ہلاک ہونے پر چنگیز خان نے بامیان پر اور بھی قیامت برپا کر دی،

از آن کین چنان اندر آمد بجنگ

کہ از تاب او آب شد خارا سنگ

سر سے خُود اُتار کر پھینک دیا اور صفون کو چیرتا ہوا ایک حملہ آور جماعت کے آگے ہو گیا، فصیل مین ایک جگہ نقب لگا کر مغل شہر مین گھُس پڑے اور آخرکار بامیان فتح کر لیا، شہر پناہ کے اندر جس قدر آدمی تھے سب کو قتل کیا، مسجد ڈھا دی اور محل توڑ دیئے، اور اس درجہ کشت و خون کیا کہ خود مغلون نے بامیان کا نام ماو بالیغ یعنی منحوس شہر رکھدیا،

اب چنگیز خان بامیان سے فوراً روانہ ہوا اور اپنے تومانون کو جو اس وقت متفرق ہو گئے تھے پھر جمع کرنے لگا، یہ تومان پہاڑون مین سے گذرتے ہوئے خود ہی چنگیز خان کی طرف آ رہے تھے، پر وان پر شکست کھانے کا اُن پر چندان اثر نہ تھا، جب یہ فوجین چنگیز خان کے پاس آگئین تو خان نے اُن کی ہمت و جوانمردی کی تعریف کی اور جس بدقسمت ارخان نے شکست کھائی تھی اُسے کچھ برا نہ کہا بلکہ اُس کے ساتھ سوار ہو کر خود اُس مقام پر گیا جہان شکست ہوئی تھی اور وہان

موقع کا معاینہ کرکے ارغان کو اوسکی غلطیان بتائین،

سلطان جلال الدین سے فتح کے وقت وہ لیاقت ظاہر نہین ہوئی جو شکست کے وقت ہوئی تھی، کیونکہ اُس نے بروان پر فتح پاکر مغل قیدیون کو بہت عذاب دیکر جان سے مارا تھا، اور جس قدر گھوڑے اور ہتھیار مغلون سے لوٹے تھے وہ سب خوارزمیون نے آپسمین تقسیم کرلیے تھے اس کے بعد سلطانی لشکر کے افسرون اور افغانون مین رنجش ہوئی اور افغانون نے جلال الدین کا ساتھ چھوڑ دیا،

چنگیز خان نے فوج کے چند دستے افغانون کی نقل و حرکت سے آگاہ رہنے کے لیے روانہ کیے اور باقی فوج لیکر خود جلال الدین کے مقابلہ پر چلا، جلال الدین مشرق کی طرف غزنین چلا آیا تھا، مغل اُس کی تاک مین تیزی سے بڑھتے رہے، جلال الدین نے فوج کمک طلب کرنے کے لیے قاصد بھیجے، کمک کی فوجین اُسکی طرف چلین لیکن جب انھین معلوم ہوا کہ پہاڑون کے تمام درون اور ناکون پر مغلون نے فوجین بٹھا رکھی ہین، تو وہ واپس چلی گئین، اب جلال الدین کو کوئی چارہ نہ تھا، اپنی ہی تیس ہزار فوج کو لیے نیچی نیچی پہاڑیون مین سے گذرتا ہوا دریائے سندھ کی وادی مین چلا آیا،

جلال الدین کو سندھ اتر کر سلاطین دہلی سے رسم اتحاد پیدا کرنے کی امید تھی، لیکن حالت یہ ہوئی کہ جسوقت جلال الدین غزنین مین تھا تو مغل اس سے پانچ دن کے فاصلے پر تھے لیکن جب سندھ کے قریب پہنچا تو یہ فاصلہ آدھے دن کا سفر رہ گیا، چنگیز خان نے منزلون کو طے کرنے مین بہت عجلت کی تھی، راستے مین فوج کے آدمیون کو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ کھانا پکالین،

اب جلال الدین مضطرب ہوکر دریا کی طرف چلا، لیکن جب کنارے پر پہنچا تو دیکھا موج سخت ہے اور سامنے دریا اتنا گہرا ہے کہ اُسے عبور کرنا ممکن نہین، جلال الدین اب بالکل گھر گیا تھا، اسکی فوجون کے بائین طرف پہاڑ تھے اور داہنی طرف دریا نے ایک گول خم کھایا تھا اس اعتبار سے اس کے لشکر کا دایان اور بایان بازو یعنی میمنہ و میسرہ دونون محفوظ تھے،

اب اسلامی سپاہ وطن سے بے وطن ہوکر دشمن سے پھر ایک مرتبہ طاقت آزمائی کرتی ہی سلطانی فوجین دشمن سے ہٹ کر کسی طرف نہ جاسکتی تھین، کیونکہ جلال الدین نے سندھ مین جسقدر کشتیان موجود تھین انھین غرق کرا دیا تھا، جلال الدین جس مقام پر اس وقت تھا وہان اُسے بہت استحکام تھا، مگر دو ہی باتین سامنے تھین یا تو اِس جگہ مضبوطی سے قائم رہے یا دشمن کے ہاتھون بالکل نیست و نابود ہو جائے،

مغلون نے صبح ہی اندھیرے سے اپنی فوجین درست کین اور جب کچھ روشنی ہوئی تو لشکر کی صف پورے طول مین خوارزمیون کی طرف بڑھا دی، چنگیز خان خود اور اسکی فوجِ کشیک کے دس ہزار بہادر مع علم نہ پایہ" کے فوج قلب کے عقب مین رہے تاکہ لڑنے والون کو وقت پر کمک پہنچا سکین، فوجِ قلب نے ابھی خود لڑنا شروع نہین کیا تھا،

سلطان جلال الدین نے سب سے پہلے اپنی فوج کو لڑنے کے لیے بڑھایا، سلطان کا میمنہ امین الملک کی سرکردگی مین تھا، اس زمانہ مین مسلمان اپنے لشکر کے میمنہ کو سب سے زیادہ مضبوط رکھا کرتے تھے، غرض سلطانی لشکر کا یہ دایان بازو چنگیز خان کی میسرہ یعنی بائین بازو سے مقابل آیا، اور دریا کے کنارے کنارے جسقدر خوارزمی رسالے تھے انھون نے مغلون پر اِس سختی سے ایلغار کیا کہ مغلون کو اپنی جگہ سے ہٹنا پڑا، مغل حسبِ معمول ہٹ کر گئی

دستون مین متفرق ہو گئے، مگر جلد چنگیز خان کے ایک فرزند کی سرکردگی مین پھر مل کر ایک ہو گئے مگر سلطانی فوجون نے حملہ کر کے ایک مرتبہ اور مغلون کو پس پا کیا،

مغلون کا لشکر اپنے دائین ہاتھ پر پہاڑون اور پہاڑی سلسلون کی وجہ سے رک کے وہین جمع ہو گیا تھا، خوارزمی فوجین جو اِن پہاڑون کی طرف تھین ان کے کچھ حصّے جلال الدین نے امین الملک کے میمنہ کو مدد پہنچانے کے لیے علٰحدہ کر لیئے اس کے بعد تیسرے پہر تک پہاڑون کی طرف سے اور فوجین علٰحدہ کر کے اپنے قلب لشکر کو مضبوط کرتا رہا،

جلال الدین نے یہ قصد کر کے کہ انجام چاہے کچھ ہو اپنے بہترین بہادرون اور جان نثارون کو ساتھ لے کر مغلون کے قول پر ایلغار کیا، اور انھین قتل کرتا ہوا چنگیز خان کی تلاش مین اسکے علم تک پہنچ گیا، مگر چنگیز خان اسوقت وہان نہ تھا، اسکا گھوڑا زخمی ہو کر مر چکا تھا، اور اب وہ ایک نئے گھوڑے پر سوار ہو کر کسی دوسری طرف چلا گیا تھا،

اس وقت بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جلال الدین کو فتح ہو جائے گی، ہتھیارون کی جھنکار اور زخمیون کی چیخون اور گھوڑون کی ٹاپون کے شور مین بھی اُس کی فوج سے فتح کے نعرے الگ سنائی دیتے تھے،

مغلون کا قول خوارزمیون کے ایلغار سے گو بے ترتیب ہو گیا تھا، مگر مغل جان توڑ کر برابر لڑ رہے تھے، اب چنگیز خان نے دیکھا کہ جلال الدین کی فوج میسرہ کے تقریبًا کل دستے جو پہاڑون پر قائم تھے سب وہان سے علٰحدہ ہو کر اس طرف چلے آئے ہین، اتنا دیکھتے ہی ایک تومان کے افسر کو جسکا نام بلانویان تھا قریب بلا کر کہا کہ چند رہبرون کو ساتھ لے کر اپنا تومان پہاڑون کی طرف لے جاؤ اور پہاڑون پر چڑھکر جسطرح ممکن ہو دوسری طرف

اتر جاؤ، یہ مغلون کی وہی پرانی چال تھی، کہ دشمن کے عقب مین پہنچکر یکبارگی دشمن پر حملہ کیا جائے
بلانویان رہبرون کے پیچھے تومان کو ساتھ لیے پہاڑون مین گھسا اور بڑے بڑے غارون
مین سے ہوتا ہوا بلند راستون پر آیا جہان سے گذرنا نہایت دشوار تھا، بہت سے مغل سوار کھڈون
مین گر کر فنا ہو گئے، لیکن شام ہونے سے پہلے تومان کا بڑا حصہ چوٹیون پر پہنچ گیا، اور یہان سے
سلطانی فوج جسقدر اس بازو کو محفوظ رکھنے کے لیے باقی رہ گئی تھی، اُس پر حملہ آور ہوا، خوارزمی
پہاڑ کی طرف سے ہٹے اور بلانویان نے جلال الدین کے پورے لشکر پر ایلغار کر دیا،

اس اثنا مین چنگیز خان نے فوجِ کشیک کے دس ہزار سوارون کو اپنی سرکردگی مین لیا اور
جلال الدین کے قول کی طرف نہین جدھر جانے کا بظاہر رخ معلوم ہوتا تھا بلکہ ہزیمت خوردہ میسرہ
کی طرف بڑھا، امین الملک کی فوج چنگیز خان کے ایلغار سے پس پا ہو چکی تھی، چنگیز خان نے
اس کے تعاقب مین وقت ضایع نہین کیا بلکہ پلٹ کر اپنے بہادرون کو جلال الدین کی فوجِ قلب
پر ڈال دیا، اور جلال الدین کا تعلق اسکی فوج کے اُس بازو سے قطع کر دیا جو دریا کی طرف تھا،

اب مسلمانون کے قوی دل بہادر لڑتے لڑتے تھک گئے تھے، اور چنگیز خان کے دھوکون
سے جو بساطِ شطرنج پر شہ مات کی آخری چالین نظر آ رہی تھین، عاجز اور تنگ آ گئے تھے، لڑائی
کے ختم ہونے مین اب دیر نہ تھی، جلال الدین مایوس ہو چکا تھا، مگر اس ناامیدی کی حالت مین
بھی ایک مرتبہ پھر ہمت کر کے چنگیز خان کے دستۂ کشیک پر سخت حملہ کیا اور چاہا کہ اپنے رسالون
کو دریا تک صحیح و سلامت لیجائے، لیکن مغلون نے پیچھا کیا اور جلال الدین کے سوارون کو بالکل
شکست ہو گئی، اودھر بلانویان پہاڑون کی سمت سے جلال الدین پر بڑھا، مگر جلال الدین
اس سے بچکر دریائے سندھ کے ایک اونچے کرارے پر آیا، اس وقت تین ہزار فوج مین سے

اس کے پاس سات سو جوان باقی رہگئے تھے ۔

یہ سمجھ کر کہ اب آخری وقت ہے گھوڑے سے اتر کر دوسرے مرکب پر سوار ہوا، زرہ اتار کر پھینک دی، صرف تلوار اور تیر کمان لیے گھوڑے کو اونچے کنارے پر لایا اور اُسے مہمیز کرکے دریا کے تیز دھارے مین بلندی سے کودا اور دوسرے کنارے صحیح سلامت پہنچگیا،

چنگیز خان حکم دے چکا تھا کہ جلال الدین کو زندہ گرفتار کیا جائے، خوارزمی سپاہ کے آدمیون کو جو دریا کے اسی کنارے پر تھے مغلون نے قتل کرنا شروع کیا، اور اب چنگیز خان لڑائی سے اپنا مرکب نکال کر اس جانباز کو دیکھنے بڑھا جو مع گھوڑے کے دریا مین کودا تھا، تھوڑی دیر تک بالکل خاموش کھڑا حیرت سے جلال الدین کو دیکھتا رہا، پھر انگشت بدندان ہو کر شہزادے کی تعریف مین بے اختیار یہ جملہ کہا،

"بڑا خوش نصیب تھا وہ باپ جسکا یہ فرزند ہے[1]"

چنگیز خان نے گو سلطان جلال الدین کی تعریف کی مگر نیت یہ نہ تھی کہ اُسے زندہ چھوڑ دے، بعض مغلون نے دریا مین کود کر جلال الدین کے پیچھے جانا چاہا مگر چنگیز خان نے اسکی اجازت نہ دی، جلال الدین دوسرے کنارے پر جب پہنچا ہے تو پانی تیزی سے بہ رہا تھا، اور موجین بھی سخت تھین، چنگیز خان اس حالت کو مشاہدہ کرتا رہا، دوسرے دن اُس نے دس ہزار فوج دریا کے

---

[1] دریا مین گھوڑا ڈال کر جسوقت جلال الدین دوسرے کنارے پر پہنچا ہے تو روضۃ الصفا مین یہ عبارت آئی ہے۔
"وچون این احوال مشاہدہ چنگیز خان گشت گریبان قبا بدندان گرفتہ"

براو آفرین کرد وگفت "از پدر — بدینسان نزاید بگیتی پسر
بصحرا چو شیراست فیروزہ جنگ — بدریا دلیراست ہمچو نہنگ"

ورو بفرزندان آورد وگفت "از چنان پدر پسر چنین باید" (روضۃ الصفا جلد چہارم صفحہ ۲۴) (مترجم)

کنارے ایک ایسے گھاٹ پر پہنچی جہان سے فوج آسانی سے اتر جائے، اس فوج کا سپہ سالار بھی بلانویان تھا جو اِس سے پہلے پہاڑون کی سمت سے خوارزمیون پر دھاوے کے لیے مقرر ہوا تھا۔

بلانویان سندھ اتر کر اپنی سپاہ ملتان اور لاہور تک لایا، جہان جہان سے گذرا ملک کو غارت کرتا گیا، راستے مین پتہ چلا کہ جلال الدین دہلی گیا ہے، بلانویان بھی اس طرف ہولیا لیکن بیچ مین سلطان کا سراغ پھر گم ہوا، اور یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس طرف ہے، اب شدت کی گرمی پڑنے لگی، مغلون کے حواس پراگندہ ہوئے، آخرکار بلانویان مجبور ہو کر واپس چلا اور چنگیز خان کو کہلا بھیجا کہ

"اس ملک کی گرمی آدمیون کو مارے ڈالتی ہے، اور پانی بھی صاف اور شیرین نہین ہے"

غرض اس طرح ہندوستان بجز اس شمالی حصے کے مغلون کے سیلاب سے بچ گیا، جلال الدین اس کے بعد زندہ رہا، مگر عروج کا زمانہ ختم ہو چکا تھا، مغلون سے پھر لڑا بھی مگر دوسرون کا شریک اور بے تاج و تخت ہو کر،

سندھ کی لڑائی آخری معرکہ آرائی تھی جسمین خوارزمی مغلون کے مقابلے مین جمے تھے، تبت سے بحرِ خزر تک اب کسی کی ہمت نہ تھی کہ مغلون کا مقابلہ کرے، مسلمانون مین جو جیتے بچے اب وہ مغلون کی رعایا بنکر زندہ رہ سکے، لڑائی ختم ہونے پر ختا کی تسخیر کے وقت جو بات پیش آئی تھی وہی اب پیش آئی، یعنی چنگیز خان کو وطن واپس جانے کی سوجھی اور ایک موقع پر کہا کہ

"اگر میری اولاد زندہ رہی تو وہ ان ملکون اور شہرون کی آرزو کریگی، مجھے انکی خواہش نہین ہے"

اب ضرورت یہ پیش آئی کہ چنگیز خان ایشیا مین مشرقِ بعید کی طرف پھر توجہ کرے، مقولی بہادر اہلِ ختا کے کندھون پر مغلون کا جوا مضبوطی سے رکھکر مر چکا تھا، گوبی مین جن سردارون کو چنگیز خان نے انتظام کے لیے چھوڑا تھا، اُن کی حالت اضطراب کی تھی، مجلس انتظامی کے رکنون مین سخت

کلامیان شروع ہو گئی تھین، اور ملکِ ہیا کی ریاستون مین بھی بغاوت کی آگ سلگنے لگی تھی، چنگیز خان اپنے لشکر کو سندھ کے کنارے کنارے جس طرف سے یہ دریا بہتا آرہا تھا اسی طرف لے کر چلا، جبوقت کشمیر کی وادی مین آیا تو معلوم ہوا کہ ہیا کا ملک جو تبت کے پہاڑون کے مشرقی دامنون پر واقع ہے، کشمیر سے آٹھ میل سے زیادہ نہین ہے، لیکن جو بات قدیم زمانے مین سکندر مقدونی کو پیش آئی تھی وہی چنگیز خان کو بھی پیش آئی یعنی اُس نے محسوس کیا کہ کشمیر کے راستے ہیّن کو جانا ممکن نہین کیونکہ بیچ مین پہاڑون کے سلسلے ایسے حائل ہین جنھین عبور کرنا طاقتِ بشری سے باہر ہے، اس حالتِ مایوسی مین چنگیز خان سکندر سے زیادہ عقلمند ثابت ہوا، اور بلا تامل جدھر سے آیا تھا ادھر ہی چلکر کوہستان کے گرد ہوتا ہوا آخر کار اس راستے پر آگیا جو مشرق سے بلادِ مغرب پر فوج کشی کے لئے خود اُسی نے کھولا تھا،

ختا کے حکیم دانا لیو چیتسای نے بھی اور امرائے اتفاق کر کے خان سے عرض کیا کہ "اب آدم کشی ختم کرنی مناسب ہے"

اس نصیحت کا انجام یہ ہوا کہ جنوب کے شہرون کو تباہ و غارت کر کے جب آخری ویران شہر سے چنگیز خان آگے بڑھنے لگا تو حسب معمول حکم دیا کہ جس قدر اسیرانِ جنگ لشکر کے ساتھ ہین ان سکو قتل کر دیا جائے، اس حکم کے جاری ہوتے ہی ہزارہا مصیبت زدہ قیدی جو مغلون کے ہمراہ تھے قتل کر دیے گئے، لشکر کے ساتھ مغلوب بادشاہون کی بیگمات بھی تھین، مغل ان کو گوبی لے جا رہے تھے، ایک جگہ ان عورتون کو حکم ہوا کہ سڑک کے کنارے بیٹھکر اپنے وطن پر آخری نگاہ ڈال کر نوحہ کر لین[۱]

---

[۱] فارسی تاریخون مین یہ مضمون اسطرح بیان ہوا ہے، (دیکھئے صفحہ ۲۳۶)

معلوم ہوتا ہے کہ بڈھے چنگیز خان کو اب کچھ خیال آیا اور اُس نے اپنی فتوحات کے معنی و مطلب پر تھوڑی دیر غور کیا،

ایک مسلمان عالم سے چنگیز خان نے پوچھا "کیا تمھارا خیال ہے کہ جسقدر مردم کشی اور خونریزی مین نے کی ہے اس کی بنا پر نسلِ آدم مجھے برا سمجھ کر یاد کیا کرے گی"؟ چنگیز خان نے اس وقت ختا اور بلادِ اسلام کے عاقلون کے مقولے بھی یاد کئے جنکو پہلے سنکر کبھی پروا نہ کی تھی اور کہنے لگا "مین نے ان عاقلون کی عقل پر غور کیا، اور اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ تمام کشت و خون مجھ سے اس لئے عمل مین آیا کہ مین اس امر سے کہ حق بات کیونکر کی جاتی ہے لاعلم تھا، لیکن ان عاقلون کی مجھے پروا کب ہے"!

چنگیز خان جسوقت سمرقند پہنچا اور لڑائیون کے بھاگے ہوئے لوگ جو یہان کثرت سے جمع تھے، تحائف و ہدایائے کر خان کی خدمت مین حاضر ہوئے تو اُس نے ان غریبون پر مہربانی کی، لیکن سلطان محمد خوارزم شاہ کے معائب بھی بیان کئے کہ اس بادشاہ نے نہ اپنے عہد و پیمان کا خیال کیا اور نہ اپنی رعایا کی جان بچانے کی کوشش کی، مفتوحہ شہرون کے لیے جب حاکم مقرر کرنے لگا تو مسلمانون مین سے بعض لوگون کو حکومت کے عہدے دیئے، اور قوانینِ یاسا کے بموجب جو حقوقِ حفاظت مغلون کو حاصل تھے وہی حقوق مسلمانون کو بھی عطا کئے، اب وہ زمانہ قریب

(بقیہ حاشیہ ۲۳۵) "چنگیز خان از صوب سمرقند بصوب مغولستان روان شد و فرمود تا ترکان خاتون والدہ سلطان محمد خوارزم شاہ و حرمہائے آن بادشاہ عالیجاہ پیش پیش لشکر بروند و بآواز بلند، بیت

برایران و سلطان و تاج و سریر | ہمہ وقت نوحہ کنند و نفیر،

وترکان خاتون بآن خیلِ ترکان تمامی آن راہ

ہمی ریخت آب و ہمی کند موے | ہمانے ازان قصہ وگفت وگوئے

(حبیب السیر۔ جزاول از جلد سوم صفحہ ۲۷)

آتا ہے کہ مسلمانون کے ملکون پر چنگیز خان کی اولاد باقاعدہ فرمانروائی کرنے لگے،

ڈاک کی سڑکون سے قاصد دوڑا کر ممالک محروسہ مین فرمان بھیجا کہ سیر دریا کے کنارے اُس مقام پر جہان سے وہ پہلے خوارزم مین داخل ہوا تھا تمام حکام اور سردار قوریلتائی مین شرکت کے لیے حاضر ہون،

اکیسواں باب ۲۱

امرائے صحرا کا دربار

سات فرسخ کے دور کا ایک سبزہ زار دربار کے لیے تجویز ہوا ہے، مغلون کے خیال مین دربار کے لیے یہ بہترین مقام ہے، کیونکہ دریا والی جھیلون مین پانی کے پرندے کثرت سے ہین اور علف زارون مین زرین پرون والے قراغول اور تدرج بھی اڑتے نظر آتے ہین، چراگاہون مین گلون کے لیے گھاس اور جنگل مین شکاریون کے لیے جانور بھی بہت ہین، موسم آغازِ بہار ہے، اور اسی زمانے مین بالعموم قوریلتای ہوا کرتی تھی،

اردوے مغل کے پیشوا اور لشکرون کے امرا طلب ہوتے ہی مقررہ وقت پر آگئے ہین، صرف جانفروش وجفاکش سوبدای بہادر نے جو یورپ سے طلب کیا گیا تھا، آنے مین کچھ دیر کی ہے سردار اور نوئینان، اقلیم حکومت کے عقاب وشنقار روئے زمین کے چارون گوشون سے پرواز کرتے ہوئے اس سبزہ زار پر اترے ہین، دور دور کی سرحدون کے افسران عساکر اور بڑے بڑے جہاندیدہ ترخانان، اور معزول بادشاہ سلاطین، دولِ غیر کے ایلچی اور سفیر صحرا کی اس

بزمِ حکومت مین شریک ہوئے ہین، اُن کے ہالی موالی بھی جو ہمراہ ہین شمار مین کم نہین ہین، ختا سے جو
بڑے بڑے رتھ اور گردون آئے ہین ان پر ریشمین پوششین پڑی ہین، اور ایک ایک رتھ مین کئی کئی
جوڑیان بیلون کی لگی ہین، رتھون کی کلسیون پر بیرق اڑ رہے ہین، یہ بیرق بھی دوسری قومون سے
چھینے ہین،

تبت کے پہاڑون سے جو رئیس آئے ہین اُن کے رتھون پر روغنی رنگ اور سنہری نقش و نگار
ہین، اور ان مین سپید دُمون اور پھیلے سینگھون والے برفستانون کے بَیل جنھین تبت کے لوگ غیاغ
کہتے ہین جتے ہین، مغل ان بارکش چوپایون کی اب تک بڑی قدر کرتے ہین،

تولی امیرِ جنگ خراسان سے آیا ہے اور سپید اونٹون کی ایک قطار ساتھ لایا ہے، چغتائی
ایک لاکھ گھوڑون کا گلہ ہانکتا ہوا برف کے پہاڑون سے اترا ہے، شہزادون کی پوشاکین زری و
زربفت کی ہین اور اُن کی حفاظت کے لیے اوپر سے ڈھیلے ڈھیلے پوستین سمورِ سیہ اور گرگِ سپید
کے پہن رکھے ہین،

طیان شان کے پہاڑون سے قومِ ایغور کا رئیس ایدیقوت[1] بھی آیا ہے، یہ مغلون کا سب سے بڑا
خیر خواہ رئیس ہے، اور عیسائی قومِ قرایت کا شیر دل بادشاہ بھی حاضر ہوا ہے اور قرغیز کے چوڑے
چکلے چہرون والے سردار بھی آئے ہین تاکہ یہ سب چنگیز خان کے سامنے زانوے اطاعت تہ کرین،
حاضرین مین قوی ہیکل ترکمان بھی بڑی شان کا لباس پہنے موجود ہین،

آج گھوڑون پر میلے کچیلے موسم خوردہ چمڑے کے کجیم نہین ہین بلکہ فولادی کڑیون کی پوششین
پڑی ہین جو چلنے مین چھن چھن کرتی ہین، سازو سامان پر چاندی کا کام اور جواہر جڑے ہین، چاندنی

---

[1] قومِ ایغور کے رئیس کا لقب ایدیقوت تھا، (مترجم)

کی چمک اور جواہرات کی جھلک عجیب بہار دکھا رہی ہے،

دشتِ گوبی سے ایک خان زادہ سب کی آنکھوں کا تارا ابھی وارد ہوا ہے، یہ تولی کا نوبرس کا فرزند قوبیلائی ہے، اُسے شکار مین پہلی مرتبہ شریک ہونے کی اجازت دادا نے دیدی ہے خاقان کے پوتے کے لیے یہ بڑی عزت اور خوشی کا دن تھا، اس رسم پر جو رسم ادا کیجاتی تھی وہ بھی دادا نے اپنے ہاتھ سے ادا کی تھی،

اب چنگیزی لشکر کے تمام سردار اور امیر قوریلتای کی غرض سے ایک بہت بڑے سفید شامیانے کے نیچے جسمین دو ہزار آدمی آ سکتے تھے بیٹھتے ہین، صدر کی جانب ایک دروازہ خاص چنگیز خان کے برآمد ہونے کا ہے، شامیانے کے بڑے دروازے پر فوجی سردار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین، یہ بڑے بڑے بہادر میدانِ کارزار کے مرد ہین، مگر اسوقت خان کے خیمہ و خرگاہ کی چوکیداری کر رہے ہین، اردوے مغل کے قواعد اور سلطنت کے آئین ایسے سخت ہین کہ خیمہ گاہِ خانی کی حدود مین کوئی متنفس بغیر اجازت کے قدم نہین رکھ سکتا،

لشکر کے امیر جو کسی زمانے مین دشتِ گوبی سے گھوڑے اور عورتین اور ہتھیار دشمنون سے چھین کر خان کو پیش کیا کرتے تھے آج ان چیزون کی جگہ دوسری قسم کے تحائف پیش کرتے ہین اس وقت مغلوب و محکوم بادشاہ اور نامور سپہ سالار وہ خزانے لا کر سامنے رکھتے ہین جنھین نصف دنیا کی سلطنتون سے لوٹ کر بڑی احتیاط سے جمع کیا تھا، مورخ لکھتا ہے کہ شان و شوکت کا ایسا جلوہ کبھی پہلے دیکھنے مین نہ آیا تھا،

لہ ،، رسم مغول چنان است کہ اوّل بار کہ کودکان شکار کنند انگشت ایشان را چاشنی کنند یعنی بگوشت و چربی بیالند۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ،، روضۃ الصفا جلد پنجم صفحہ ۰۴ (مترجم)

گھوڑی کے دودھ کی جگہ مغل شہزادون کے سامنے آج ایران کی سرخ و شفاف شرابین اور شہد و نبیذ کے شیشے چنے گئے ہین، خود چنگیز خان شراب شیراز نہایت پسند کرتا تھا،

چنگیز خان اس وقت سلطان محمد علاء الدین خوارزمشاہ کے تخت زرنگار پر جسے خوارزم سے ساتھ لایا ہے دربار مین بیٹھا ہے، اور اسی مرحوم بادشاہ کا تاج و عصا بھی ایک طرف کو قریب رکھا ہے، جس وقت تمام درباری بیٹھ لیے تو سلطان محمد خوارزمشاہ کی مان ترکان خاتون دربار مین حاضر کیگئی، ہاتھون مین سونے کی زنجیرین پڑی تھین، تخت کے قریب ہی سپید نمد کی ایک مسند گھوڑے کے بالون کی بنی ہوئی بچھی تھی، یہ گوبی مین چنگیز خان کی پہلی حکومت کی یادگار تھی،

دربار شروع ہونے پر چنگیز خان نے اپنی گذشتہ تین سال کی لڑائیون کا حال اہل دربار کو سنایا اور کہا کہ "صرف یاسا کی بدولت مجھے یہ آقائی اور سلطنت نصیب ہوئی ہے، پس تمکو بھی چاہئے کہ ہمیشہ یاسا کی پابندی کرو"

مغلون کے عاقل و محتاط خان نے اپنے کارنامون کے بیان مین تفاخر اور فضول گوئی سے پرہیز کیا، اسوقت جو بڑا کام درپیش تھا وہ یہ تھا کہ تمام رعایا تورۂ چنگیز خانی کی ہمیشہ کو پابند کر دیجائے اب اس کی ضرورت نہ رہی تھی کہ چنگیز خان خود لشکر کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے سردارون کو زبانی سبق دیا کرے، یہ سردار اب خود اس قابل ہوگئے تھے کہ اپنی جودت و فراست کے زور پر میدان جنگ مین معرکہ آرا ہون، اُن مین تفرقہ پیدا ہونے کو چنگیز خان سب سے زیادہ خطرناک بات سمجھتا تھا، اور ہمیشہ اس کی نصیحت بھی کرتا رہتا تھا، کثرتِ فتوحات کو اہل دربار پر باثر طریقے سے ظاہر کرنے کے لیے دولِ غیر کے سفیرون مین سے صرف ایک ایک سفیر کو باری باری سے تخت کے قریب حاضر ہونے کا حکم دیا،

تین فرزند جو اس وقت حاضر تھے انھین نصیحت کی کہ "دیکھو کبھی آپس مین لڑنا نہین، ہمیشہ اوگدائی کا حکم بلا عذر ماننا اور اسکی اطاعت کرنا"،

اس کے بعد ایک ماہ تک جشن وطوی کے جلسے ہوتے رہے، یہ جلسے جاری تھے کہ امرائے چنگیزی مین سے دو بڑے ممتاز امیر حاضر ہوئے، ان مین ایک سوبدائی بہادر تھا، جو یورپ مین پولینڈ کی سرحد سے آیا تھا، اور دوسرا چنگیز خان کا فرزند اکبر جوجی تھا جسے سوبدائی اپنے ہمراہ لایا تھا،

سوبدائی چنگیز خان کا پرانا جان نثار اُرخان تھا، اور جوجی کو تلاش کرکے اپنے ساتھ لایا تھا کہ قوریلتائی مین وہ بھی شریک ہو اور باپ کی قدمبوسی حاصل کرے، جوجی باپ کے سامنے حاضر ہوا، زانو تہ کیا، اور جھک کر باپ کا ہاتھ اپنی پیشانی سے ملا، بڈھا خان جسے جوجی سے بہت محبت تھی بیٹے کو دیکھ کر دل مین خوش ہوا، مگر کوئی بات ایسی نہ کی جس سے محبت پدری کا اظہار ہوتا، جوجی ریاستہائے روس کا فاتح باپ کے لیے ایک لاکھ قبچاقی گھوڑون کا پیشکش لایا تھا، وہ قبول ہوا مگر دربار کی ہوا جوجی کو نا پسند ہوئی، اجازت چاہی کہ رودِ اتیل (دریائے وولگہ) کے علاقون کی طرف واپس ہوجائے، باپ نے اجازت دے دی،

جشن و دربار ختم ہوا، چغتائی مع اپنے خدم وحشم کے وسطِ ایشیا کے پہاڑون کو واپس ہوا، اور چنگیز خان کا لشکر سیر دریا سے اٹھکر قراقورم کی طرف چلا، مورخ لکھتا ہے کہ اس سفر مین چنگیز خان سوبدائی بہادر سے تخلیہ مین اکثر ان لڑائیون کا حال دریافت کرتا رہتا تھا، جو اس سردار نے بلادِ یورپ کو تسخیر کرنے مین لڑی تھین،

انجام کار

چنگیز خان کے تقدیر مین نہ تھا کہ زندگی کے آخری دن وطن مین گذرتے، بیٹون کے لیے کہ وہ بڑے بڑے ملکون مین بادشاہی کرین کل انتظام کر چکا تھا، مگر جتنی دنیا اسوقت انسان کے علم مین تھی ابھی اسمین دو سلطنتین ایسی باقی تھین جنکی طرف سے اندیشہ تھا کہ وہ آگے چل کر خرابیان پیدا کرینگی، اُن مین ایک سلطنت تبت کے قریب ہیا کی تھی اور دوسری سلطنت جنوبی چین مین شاہی خاندان سنگ کی تھی، قراقورم پہنچکر کچھ دنون چنگیز خان ملکہ بورتہ کے پاس بال بچون مین خوش رہا، پھر ایک دن گھوڑے پر سوار ہو وطن سے نکلا، سوبدای بہادر کو بادشاہ سنگ پر فوجکشی کا حکم دے کر روانہ کیا، اور ہیا کی خانہ بدوش قومون کو ہمیشہ کے لیے مطیع کرنے کا کام اپنے ذمہ رکھا،

ان قومون کو چنگیز خان نے مطیع کر لیا، جاڑے کے موسم مین یخ بستہ اور مرطوب زمینون سے گذر رہا تھا کہ یکایک پرانے دشمنون کو اپنے مقابلہ مین صف آرا دیکھا، ان مین کچھ تو ختا کے بقیۃ السیف تھے، کچھ مغربی چین کی فوجین تھین، ان کے علاوہ چند ترکی نژاد قومین اور سلطنت ہیا کی پوری سپاہ بھی تھی، لڑائی ہوئی، ایک مورخ نے اس لڑائی مین جسقدر کشت و خون ہوا اُس کے ہولناک

واقعات مختصر طور پر اِس طرح لکھے ہین، کہ "مغل سمور کی پوستین پہنے ایک دریا کی سطح پر جو یخ بستہ ہے دشمن سے جنگ مین مصروف ہین، ہیا کے اتحادی جو بظاہر جیت مین معلوم ہوتے تھے، سب مل کر ایک دم چنگیز خان کی فوجِ قلب پر ایلغار کرتے ہین، یہ ایلغار ایسا سخت تھا کہ عجب نہین تین لاکھ جانین اُسمین ضائع ہو گئی ہون"

انجام یہ ہوتا ہے کہ مغلون سے دھوکا کھا کر اور اُن کے حملون سے بے ترتیب اور اُن کے تعاقب سے پریشان ہو کر ہیا کے آدمی جسقدر زندہ بچے تھے میدان سے بھاگتے ہین، راستے مین مغلون نے اُن کے ایسے آدمیون کو جو لڑنے کے قابل تھے جہان جہان وہ ملے قتل کر ڈالا، بادشاہ ہیا بھاگ کر ایک پہاڑی قلعے مین جا چھپا، جس پہاڑ پر یہ قلعہ تھا اُس کے گرد بڑے بڑے گہرے غار ہین جنمین برف کے تودے بھرے ہین، اور ابھی غارون سے وہ قلعہ محفوظ ہے، بادشاہ ہیا آب تنگ آجاتا ہے، چنگیز خان کے پاس ایلچی امان طلب کرنے بھیجتا ہے دوستی کے بھیس مین عداوت چھپائے ہے، چاہتا ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے اُس سے چنگیز خان در گذر کرے، چنگیز خان ایلچی کا پیغام سنکر اُس سے کہتا ہے،

"اپنے آقا سے کہدو کہ جو کچھ گذر چکا ہے اُسے ہم بھی یاد رکھنا نہین چاہتے اور آج سے ہم بادشاہ ہیا کو اپنا دوست سمجھتے ہین"

لیکن باوجود اِس کے چنگیز خان لڑائی بند نہین کرتا، ہیا کے اتحادیون کی طرح سلطنت سنگ کا بھی ابھی قلع قمع کرنا باقی ہے، جاڑے کے موسم مین جب کہ سردی بہت زور پر تھی چنگیز خان پرانے ملکِ چین کی سرحد کیطرف بڑھا، یہ موقع تھا کہ ختا کا دانشمند لیو چتسائی اس خیال سے کہ کہین چنگیز خان سنگ کی کل رعایا کو قتل نہ کر ڈالے ڈرا اور خان سے اعتراضاً کہنے لگا،

"اگر سنگ کی کل رعایا کو آپ نے غارت کر دیا تو پھر وہ آپ کی مدد کیونکر کر سکے گی، اور آپکی اولاد کے لیے دولت پیدا کرنی اس سے کیونکر ممکن ہو گی"

چنگیز خان اس اعتراض پر غور کرتا ہے اور اس بات کو بھی یاد کرتا ہے کہ جب ختا کو غارت کیا تھا تو ختا ہی کے دانشمندون نے اُس کی طرف سے وہان کے نظمِ حکومت کو سنبھالا تھا، غرض خان نے چِتسائی کو ایسا جواب دیا جسکا وہم و گمان بھی نہ تھا، کہنے لگا "اچھا۔ ہم نے سنگ کی کل محکوم رعایا کا تمھین مالک و مختار کیا ہماری اولاد کی خدمت ہمیشہ وفاداری سے کرنا"

لیکن سلطنتِ سنگ سے باقاعدہ لڑائیان لڑکر اُس کو فتح کرنے سے چنگیز خان باز نہ رہا، اور یہ کام ایسا تھا جسے انجام تک پہنچانا ضروری سمجھتا تھا، گھوڑے پر جسطرح سوار تھا اسی طرح سوار دریائے ہوانگ عبور کر کے اپنی فوجون کو جنوب کی طرف لے گیا، یہان خبر آئی کہ کاہستانِ روس یعنی قپچاق مین جوجی کا انتقال ہو گیا، اتنا سنتے ہی کہا کہ "مین اسوقت تنہائی چاہتا ہون" اور یہ کہکر سراپردے مین چلا گیا اور بیٹے کی موت کا تنہائی مین بہت غم کیا،

ابھی تھوڑے دن کا ذکر ہے کہ جب بامیان پر اوگدای کا چھوٹا لڑکا تیر کے زخم سے ہلاک ہوا تھا تو بیٹے کو حکم دیا تھا کہ خبردار اس حادثہ پر غم نہ کرنا۔ "تمھارا لڑکا گذر گیا بس میرا کہنا مانو، اس کیلئے رونا نہین" جب پوتے کے مرنے پر بیٹے کو یہ نصیحت کی تھی تو اب بیٹے کے مرنے پر خود کیسے روتا، کسی بات سے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ جوجی کی موت سے کسی قسم کا صدمہ ہوا ہے، فوجین برابر آگے بڑھتی رہین، تمام فوجی قواعد و آئین کی پابندی جاری رہی، مگر لوگون نے اسبات کو محسوس کیا کہ جس وقت بحرِ خزر کے علاقے سے ایک فتح کی خبر آئی تو چنگیز خان کچھ خوش نہ معلوم ہوا، اور نہ اُس نے اس فتح کے متعلق کوئی رائے ظاہر کی اور نہ کسی بہادر کی تعریف کی، غرض مغلون کا لشکر

بدستور وطن کو جارہا تھا کہ چلتے چلتے صنوبر کے جنگل سے گذر ہوا، جہان باوجود آفتاب کی حدت کے درختون کے سایے مین برف ابتک زمین پر موجود تھی، یہان پہنچتے ہی لشکر کو قیام کرنے کا حکم ہوا، لشکر ٹھہر گیا،

چنگیز خان نے قاصدون کو بلا کر کہا کہ بہت جلد گھوڑے دوڑاتے ہوئے تولی کے پاس جاؤ، اُسکا لشکر یہان سے دور نہین ہے اور اُس سے کہو کہ فوراً میرے پاس آئے، تولی امیر جنگ جو میانہ عمری کو پہنچ چکا تھا جسوقت خان کے یورت کے سامنے گھوڑے سے اتر کر اندر آیا تو دیکھا کہ باپ آتشدان کے قریب ایک قالین پر سمور اور قاقم مین لپٹا ہوا پڑا ہے،

بوڑھے مغل نے بیٹے کو دیکھکر اُسکا سلام لیا اور کہا کہ "اب صاف معلوم ہو رہا ہے کہ مین دنیا کی سب چیزون کو اور تمھین چھوڑ کر جانے والا ہون"

کچھ عرصے سے چنگیز خان بیمار تھا، اور اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ جسم کی طاقت کو مرض بالکل زائل کر رہا ہے، حکم دیا کہ لشکر کے افسر اور سردار قریب حاضر ہون، جسقدر لوگ حاضر ہوئے مع تولی کے سب نے سامنے آتے ہی زانو تہ کیا، اور نہایت غور سے خان کے ایک ایک لفظ کو سننے لگے، چنگیز خان نے لشکر کے سردارون سے کہا کہ "سنگ سے مین نے لڑائی شروع کر دی ہے مگر اُسے ختم نہ کرسکا، چند باتین ہین جنکا لڑائی مین خیال رکھنا ضروری ہے" اس کے بعد وہ باتین بتائین، تولی کی نسبت خاص طور پر حکم دیا کہ مشرق مین جسقدر ملک ہین وہ سب تولی کے سمجھے جائین، چغتای مغربی ملکون کا مالک ہو اور اوگدای خان تولی اور چغتای دونون کا حاکم ہو کر خاقان کے لقب سے قراقورم مین صاحب تخت رہے،

چنگیز خان پورا خانہ بدوش تھا، مرتے وقت کسی قسم کی شکایت زبان پر نہ تھی، بیٹون کیلئے

دنیا کی عظیم الشان سلطنتین اور دنیا کا سب سے زیادہ غارت گر لشکر اس طرح چھوڑ کر مر گیا گویا کہ یہ چیزین ایک صحرا نشین کے خیمون اور گلّون سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھین، چنگیز خان کی موت ۱۲۲۷ء مین جو مغلون کی تقویم مین سال موش کہلاتا ہے واقع ہوئی،

مورخ لکھتا ہے کہ جب چنگیز خان کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اُس نے بادشاہِ ہیا کے قتل کے لیے جو اسوقت اپنے وطن سے چنگیز خان کی ملاقات کو چل چکا تھا چند ہدایتین کین اور کہدیا کہ "جب تک یہ دشمن قتل نہ ہو جائے ہماری موت کی اطلاع کسی کو نہ ہو"

چنگیز خان کا خیمہ لشکر گاہ مین اور خیمون سے کسی قدر فاصلے پر تھا، آج خان کے خیمے کے سامنے ایک برچھی پھل کے رُخ زمین مین نصب کر دی گئی ہے، اہلِ علم اور نجومی جو حسب معمول خان کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے آج اُن کو پہرے کے افسرون نے باہر ہی روک دیا ہے، صرف فوج کے بڑے سردار یورت مین اس طرح آتے جاتے ہین گویا کہ خان بیمار ہے، اور لیٹے لیٹے سب کو حکم احکام دے رہا ہے، جسوقت ہیا کا بادشاہ مع اپنے ہمراہیون کے مغلون کے لشکر مین آیا تو وہ اور اُس کے سب آدمی ضیافت مین بلائے گئے، یہان انھین خلعت اور انعام دیئے گئے، چنگیزی امیرون کے پہلو مین انھین بٹھایا گیا، اس کے بعد دفعتہً ان سب کو قتل کر ڈالا، ایک متنفّس کو بھی زندہ نہ چھوڑا،

جب چنگیز کی اولاد اور لشکر کے امیرون نے اُس شخص کو مرتے دیکھ لیا جسے سمجھتے تھے کہ موت بھی کبھی نہ ہرا سکیگی اور جو اُن کے لیے جو کچھ وہ دنیا مین چاہتے تھے سب حاصل کر گیا تھا تو اب اُسکا تابوت لے کر یہ لوگ دشتِ گوبی کو چلے، لاش کو دفن کرنے سے پہلے ضروری تھا کہ میّت کی صورت عزیزون کو دکھا دی جائے، اور اِس غرض سے جنازہ ملکہ بورتہ فوجین کے خیمے مین کچھ دیر کے لیے

رکھنا ضروری ہوا،

چنگیز خان کا انتقال جنوبی چین مین سنگ کی قلمرو مین ہوا تھا، اس خیال سے کہ دشمنون پر ظاہر نہ ہو کہ اس وقت مغل کسی بڑے شخص سے محروم ہو کر حالت نقصان مین ہین تابوت لیجاتے وقت راہ مین جو آدمی ملا اُسے قتل کردیا، غرض اس طریقے سے وہ اُس سرحد پر پہنچے جہان سے دشت گوبی شروع ہوتا تھا، جب صحرا مین آئے تو تمام لشکری اور لشکر کے بڑے بڑے جنگ آزما تابوت والی گاڑی کے قریب آکر زار و قطار رونے لگے، انھین کسی طرح یقین نہ آتا تھا کہ اب خان اعظم پھر کبھی گھوڑے پر سوار علم کے آگے آگے چلتا نظر نہ آئے گا، اور اب حکم کے ساتھ انھین ملکون ملکون دوڑانے والا کوئی نہین رہا،

ایک بڈھا ترخان تابوت کے قریب آیا اور رو کر کہنے لگا۔" اے آقا، اے خدا کے بھیجے ہوے بگدو، کیا تیری مرضی ہمین اسی حال مین چھوڑ کر جانے کی تھی، تمھارا وطن جسمین تم پیدا ہوئے تھے اور اس وطن کے دریا تمھاری راہ دیکھ رہے ہین، تمھاری زرخیز زمینین اور تمھارا سونے کے موہون والا یورت جس کے گرد تمھارے بہادر کھڑے ہین، تمھارے انتظار مین ہین، اِس گرم ملک مین کیون تم نے ہمین چھوڑ دیا جہان تمھارے اتنے دشمن مرے پڑے ہین،

صحرا سے گذرنے مین اور لوگ بھی آقا کے ماتم مین شریک ہوتے گئے، اور اُن کے نوحے کا مضمون مورخ اسطرح لکھتا ہے،

"اس سے پہلے تو شکرے کی طرح شکار پر گرتا تھا، اور آج ایک بھاری آواز دیتی ہوئی گاڑی تیرا تابوت لیجا رہی ہے، ہائے میرے خان"!

کیا یہ سچ ہے کہ تو اپنی بیوی بچون کو چھوڑ کر چلا گیا، اور اپنی قوم کی مجلس سے اٹھ گیا، ہائے میرے خان،

پہلے تو عقاب کی طرح پرواز مین چکر کاٹتا ہوا ہمارے آگے آگے ہمین راہ بتاتا ہوا چلتا تھا،
آج تو نے ٹھوکر کھائی اور گر گیا، ہائے میرے خان،

تابوت قرا قورم نہین لے گئے، بلکہ چنگیز خان کے وطن کی اُن وادیون مین لائے
جہان تموچن نے لڑکپن مین بڑی مصیبت اور کشمکش کی زندگی بسر کی تھی، اور یہ وادیان
اُس کی موروثی تھین جن سے کسی حال مین بھی اُس نے اپنا قبضہ نہ اٹھنے دیا تھا، لشکرون
کے قاصد ہوا کی طرح گھوڑے دوڑائے کاہستانون مین گئے اور وہان خان زادون اور
ارخانون اور دور دور کے مغل سپہ سالارون کو اطلاع کی کہ چنگیز خان کا انتقال ہو گیا،

جس وقت قوم کے تمام سردار اور نوئینان آگئے اور گھوڑون سے اتر کر یورت مین
جہان تابوت رکھا تھا، داخل ہوئے تو اب سب لوگ جنازہ اٹھا کر قبر کی طرف چلے، غالباً
اُن کا رخ اُس جنگل کی طرف تھا جسمین چنگیز خان نے اپنی قبر بنوانی تجویز کی تھی، اب اُس جگہ کا
جہان قبر تیار ہوئی تھی کسی کو علم نہین کوئی نہین جانتا کہ چنگیز خان کہان دفن کیا گیا تھا، قبر ایک
بلند درخت کے نیچے کھودی گئی تھی،

مغلون کا بیان ہے کہ ان کے ایک قبیلے کو فوجی خدمت سے مستثنے کر کے اس مقام[1]

---

[1] چنگیز خان کی اولاد مین شہزادہ کالاچین کو اس بات کا یقین ہے کہ چنگیز خان چین کے ملک
مین اُس کے علاقہ اوردو مین مرا تھا، یہ علاقہ دریائے ہوآنگ کے بڑے خم اور دیوار چین کے درمیان
ایت چین کورو کے قریب واقع ہے، اور یہان ہر سال مغل قبر پر آکر چند رسمین ادا کرتے ہین، اور
چنگیز خان کی تلوار اور زین اور کمان لا کر یہان رکھتے ہین، ایک قصہ مغلون مین یہ بھی مشہور ہے کہ
ہر سال قبر پر ایک سپید گھوڑا آیا کرتا ہے۔

کی حفاظت پر جہان چنگیز خان دفن ہوا تھا مقرر کیا گیا تھا، اور یہان درختون کے جھنڈ مین عود وعنبر ہر وقت جلایا جاتا تھا، مگر جنگل اس قدر بڑھا اور گنجان ہو گیا کہ وہ اونچا درخت جس کے نیچے قبر تھی اور درختون سے تمیز نہ ہو سکا، اور اس طرح قبر کا نشان بھی معلوم نہ رہا،[۵۱]

۵۱ دیکھو تعلیقہ ۱۱- چنگیز خان کی قبر،

چوتھا حصہ

اس کے بعد

دو برس سوگ مین گذرے، اس کل زمانے مین تولی قراقورم مین سریرِ خانی پر متمکن رہا، جب تعزیت کا یہ مقررہ وقت ختم ہو لیا تو سب شہزادے، امرا اور نوئینان اپنے اپنے مقام سے دوبارہ قراقورم مین اس غرض سے جمع ہوے کہ فاتح متوفّی کے حکم کے مطابق اُس کا کوئی جانشین، خاقان یا شہنشاہ کے لقب سے منتخب کرین،

یہ شہزادے باپ کی وصیت کے مطابق حقوقِ وراثت کی بنا پر بادشاہون کا درجہ رکھتے تھے، اور اسی حیثیت سے اِس وقت قراقورم مین آئے تھے، جوجی کے مرجانے سے چغتائی اس وقت چنگیز کا سب سے بڑا فرزند تھا، یہ مزاج کا سخت تھا اور اس وقت وسطِ ایشیا کے بلادِ اسلام سے آیا تھا، اوگدای جو طبیعت کا نرم تھا دشتِ گوبی سے اور باتو پسرِ جوجی جو شان و شوکت مین بڑھا ہوا تھا روس کے کہستانون سے وارد ہوا تھا،

جس طرح اور سب بادیہ گرد، صحرا مین بچے سے جوان ہوئے تھے یہ شہزادے بھی صحراہی مین بچپن سے اس عمر کو پہنچے تھے، مزاج اور طبیعت مین بالکل خانہ بدوش مغل تھے، لیکن اب وہ

دنیا کے بہت سے ملکون کے جنکا اُنھین پہلے علم تک نہ تھا، بادشاہ اور فرمانروا تھے، اوران ملکون کی کل دولت انھی کے قبضے مین تھی، چنگیزی شہزادے ایشیا کے متوطن صحرائیون مین پل کر بڑے ہوئے تھے، چنگیز خان کہا کرتا تھا کہ "میری اولاد زر و جواہر کا لباس پہنے گی، لذیذ سے لذیذ کھانے کھائے گی، اصیل گھوڑون پر سوار ہوگی، جوان اور حسین عورتین اُن کے پہلو مین رہینگی، یہ سب کچھ ہوگا لیکن جس چیز سے یہ نعمتین میسر ہونگی اُسکا کبھی خیال نہ کرے گی"

میراثِ پدر پر جھگڑے کھڑے ہو کر لڑائیون کا شروع ہو جانا اب ایک قدرتی بات ہوتی، دو برس کا زمانہ بھی اتنا تھا کہ اس صورت کا پیدا ہو جانا بالخصوص چغتای کی طرف سے کوئی تعجب کا مقام نہ ہوتا، کیونکہ چغتای اسوقت چنگیز خان کے بیٹون مین سب سے بڑا تھا، اور مغلون کے دستور کے مطابق خانی کا دعویٰ کرسکتا تھا، لیکن چنگیز خان کی وصیت ہر متنفس کے دل پر نقش کالحجر ہو چکی تھی، اور جس دستِ فولاد نے قوم کی فلاح کے لیے قوانین منضبط کئے تھے اُسی نے افرادِ قوم کو رشتۂ اتحاد مین بھی باندھے رکھا، تخت کی اطاعت، بھائیون مین وفاداری، رفعِ منازعت یا یہ سمجھئے کہ یاسا کی بجاآوری یہی وہ چیزین تھین جنکی پابندی پر سب مجبور تھے،

چنگیز خان نے بیٹون کو بار بار سمجھایا تھا کہ دیکھو اگر آپس مین اتفاق نہ رکھا تو سلطنت بھی جائے گی اور خود بھی غارت ہو جاؤ گے، دیرینہ سال مغل اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھا کہ جو نئی سلطنت اُس نے قائم کی ہے اسکا قیام صرف اس بات پر منحصر ہے کہ وہ ایک ہی شخص کے زیر نگین رہے، اُس نے جنگجو تولی یا خود پسند چغتای کو اپنا جانشین نہین کیا بلکہ اوگدای کو جس کی طبیعت مین نرمی اور خلوص تھا اپنی جگہ نامزد کیا، یہ تصفیہ اس نے اپنی اولاد کی خصلتون اور عادتون کو دیکھنے اور جانچنے کے بعد کیا تھا، چغتای کبھی تولی کو جو سب سے چھوٹا بھائی تھا باپ کا جانشین

نہ ہونے دیتا اور اگر تولی جانشین ہو بھی جاتا تو بڑا بھائی چغتای جو مزاج کا بہت سخت تھا کبھی تولی کی اطاعت قبول نہ کرتا

جس وقت چنگیز خان کے بیٹے اور پوتے قراقورم مین جمع ہوئے تو تولی جسکا لقب اب اُلغ نوئین ہو گیا تھا منصب خانی سے مستعفی ہو گیا، اور اوگدای سے درخواست کی کہ باپ کے تخت پر بیٹھے، اوگدای نے جو باپ کی زندگی مین منتظم امورِ ملک اور مدبرِ مصالح جمہور تھا جانشینی سے انکار کیا، اس کا سبب یا تو طبیعت کا خاص رنگ تھا، یا نجومیون نے کوئی امر خلاف کہدیا تھا، بہر کیف جب اس تذبذب مین چالیس دن گذر گئے تو چنگیز خان کے پرانے ارخان اور اربابِ رزم جنھین دنیا کا تجربہ تھا اوگدای کے پاس آئے اور کسی قدر برہم ہو کر اس سے کہا کہ "یہ تم انکار کیسا کرتے ہو، خان اعظم تم کو خود اپنا جانشین مقرر کر گیا ہے، پھر انکار کے کیا معنی ؟"

تولی نے بھی اُن کے قول کی تائید کی اور باپ نے مرتے وقت جانشینی کے متعلق جو کچھ حکم دیا تھا اُسے دوھرایا، ختا کا دانشمند لیوچتسای اسوقت وزیر مال تھا، اُس نے اپنی تمام عقل اور ذہانت اس معاملہ کو سلجھانے مین لگا دی، تولی اسوقت پریشان تھا، لیوچتسای سے جو نجوم کا بڑا ماہر تھا پوچھنے لگا کیا "آج کا دن سعد نہین ہے ؟"

چتسای نے جواب دیا کہ "آج کے بعد پھر کوئی دن سعد نہ آئے گا"

غرض چتسای نے اصرار کر کے اوگدای کو سونے کے تخت پر جو شہ نشین مین فرشِ نمد پر بچھا تھا بٹھا دیا اور چغتای کے قریب آ کر کہا کہ

"آپ سب سے بڑے ہین گو حیثیت آپ کی اس وقت ایک رعیت کی ہے، لیکن چونکہ عمر مین آپ زیادہ ہین اسلیے سب سے پہلے آپ ہی تخت کے سامنے رسم "زانو زدن" ادا کرین"

کچھ تامل کے بعد چغتای اپنے بھائی اوگدای کے سامنے نو بار دو زانو ہوا، جس قدر امرا اور

نوئینان حاضر تھے سب نے یکبارگی اُس کی مثال کا اتباع کیا، اور اب اوگدای مغلون کا خاقان تسلیم کیا گیا، پھر تمام حاضرین دربار کے خیمے سے باہر آئے اور جنوب کی طرف منھ کر کے آفتاب کے سامنے تین بار دوزانو ہوئے، لشکر کے تمام لوگون نے بھی یہی کیا، پھر جشن و طوی ضیافتین اور جلسے شروع ہو گئے چنگیز خان کی دولت جو اُس نے دنیا کے ہر گوشے سے جمع کی تھی اوگدای قاآن نے اپنے بھائیون اور لشکر کے مغل سردارون مین تقسیم کر دی، اور باپ کے مرنے کے دن سے جو قصور کسی سے آج تک ہوا تھا وہ معاف کر دیا، مغلون کی طبیعت کا رنگ جیسا کچھ اب تک رہا تھا اُس کے اعتبار سے کہہ سکتے ہین کہ اوگدای نے سلطنت نرمی اور مروّت سے کی، یلیو چتسای کی نصیحتون کا ہمیشہ خیال رکھا، اور اِس خردمند نے ہمیشہ نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اس بات کی کوشش کی، ایک طرف تو خاقان کی سلطنت کو استحکام ہو اور دوسری طرف مغلون کو مردم کشی و جہانسوزی سے باز رکھا جائے، چنانچہ جس وقت سوبدای بہادر تولی کے ساتھ چین کے جنوبی حصے مین سنگ کی سلطنت سے لڑتا تھا تو ایک موقع پر ارادہ کیا کہ ایک بہت بڑے شہر کی تمام رعایا کو قتل کر دے، چتسای نے نہایت مشکل سے سوبدای کو اس حرکت سے روکا، اور بڑے عقل و ذہانت سے اوگدای خاقان کے سامنے اس بات پر بحث کی کہ جب سے ختا مین ہمارے لشکر آئے ہین اُن کی بسر اوقات رعایا کی دولت اور رعایا کے خرمن پر ہو رہی ہے، اگر آپ نے اس رعایا کو ہلاک کر دیا تو پھر آدمی کہان ملین گے، اور جب آدمی نہ ملین گے تو خالی زمین سے کیا حاصل ہو سکے گا؟"

اوگدای خاقان نے چتسای کی بات مان لی اور پندرہ (۱۵) لاکھ ختائی جو اس شہر مین جمع تھے اُن سب کی جانین بچ گئین، ملک کا مالیہ باقاعدہ وصول کرنے کے طریقے بھی چتسای کی ایجاد تھے، مغلون کے گلّون پر فی صد مویشی ایک جانور اور ختائیون کے ہر خاندان سے چاندی یا ریشم کی ایک

خاص مقدار وصول کرنے کا طریقہ جاری کیا، چیتسای کی صلاح سے خزانے اور انتظامی محکمون مین
پڑھے لکھے آدمی بڑے عہدون پر مقرر کئے گئے، ایک مرتبہ یہ وزیر خاقان سے عرض کرنے لگا
"جب حضور ایک مٹی کا کوزہ بنانے کے لیے کمھار ڈھونڈتے ہین تو پھر ملک کا حساب کتاب
اور سرکاری دفاتر کی درستی کے لیے پڑھے لکھے آدمیون سے کیون کام نہین لیتے" اوگدای نے
اُسکا معقول جواب یہ دیا "تو پھر ایسے آدمیون کو مقرر کرنے سے تمھین منع کس نے کیا ہے"
اوگدای نے اپنے رہنے کے لیے عالیشان محل تیار کرایا چیتسای نے مغلون کے بچون کے لیے
مدرسے کھولے، قراقورم کا نام اب اردو بالیغ ہوگیا تھا، روزانہ پانچسو گاڑیان غلے اور ایسے ہی
اور سامان اور قیمتی چیزون سے بھری ہوئی شہر مین سرکاری انبار خانون اور خزانون کے لیے
باہر سے آیا کرتی تھین، غرض یہ زمانہ وہ تھا کہ صحرا کے خانون نے اپنی حکومت کے شکنجے مین آدھی
دنیا کو اچھی طرح سے کس رکھا تھا،
سکندر مقدونی کے مرنے کے بعد اسکی سلطنت کے ٹکڑے ہوگئے، مگر چنگیز خان کی سلطنت
اس کے مرنے پر سالم رہی، مغلون کے اس خان نے مغلون کے تمام قبیلون کو ایک ہی فرمانروا کا
تابع کر دیا، اور اُن کے لیے سخت قوانین کا ایک مجموعہ جسے یاسا یا یاساق کہتے تھے، مرتب کر دیا، گو
یہ قوانین پرانی وضع کے تھے مگر واضع کا مقصد اُن سے پورا ہوتا تھا، فوجی طرز حکومت کے زمانہ مین
دیوانی نظم ونسق کی بنیاد ڈالی اور اس اخیر کام مین لیو چیتسای سب سے زیادہ بکار آمد ثابت ہوا،
چنگیز خان نے بہترین ترکہ اپنی اولاد کے لیے جو کچھ چھوڑا تھا وہ مغلون کا لشکر تھا، اُسکی وصیت
کے مطابق یہ لشکر اس کے فرزندون اوگدای، چغتای اور تولی کے درمیان تقسیم ہوگیا لیکن لڑائی
کے لیے فوجین بھرتی کرنے کے قاعدے، فوجی تعلیم اور میدانِ جنگ مین نقل وحرکت کے طریقے سب

وہی رہے جو چنگیز خان نے جاری کئے تھے، اس کے علاوہ چنگیز خان کے فرزندوں کے پاس سوبدا[ئی] بہادر اور دوسرے سالارانِ لشکر ایسے جری اور آزمودہ کار موجود تھے جو سلطنت کو وسعت دینے کے لیے بالکل کافی تھے،

چنگیز خان نے اپنی اولاد اور رعایا دونون کے دل مین یہ بات بٹھا دی تھی کہ قدرتی مالک کل روے زمین کے مغل ہین، اس کشورستان نے زبردست سے زبردست سلطنتون کی قوت اتنی توڑ دی تھی کہ جسقدر ملک اُن کے فتح کرنے سے باقی رہ گئے تھے ان کی تسخیر اب پہلے سے بہت آسان ہوگئی تھی، چنگیز خان کا پرانا سپہ سالار سوبدای بہادر ابھی زندہ تھا، سلطنتون مین دور دور تک دخل ہو ہی چکا تھا، صرف کہین کہین کچھ کچھ صفائی کرنی باقی تھی،

اوگدای کی حکومت کا شروع زمانہ تھا کہ ایک مغل سپہ سالار چارموغان نامی سلطان جلال الدین کے استیصال کو چلا، اصفہان کے قریب پہنچا تو جلال الدین کو کسی طرح خبر ہوگئی، خبر ہوتے ہی وہ ایسا غائب ہوا کہ بقول شاعر

زسلطان بگیتی نشانے نماند   برحالش کسے داستانے نخواند

غرض چارموغان نے خوارزم شاہون کا قصہ ہی تمام کر دیا، اب یہ سپہ سالار بحر خزر کے مغرب مین پہنچا اور وہان آرمینیہ وغیرہ مین مغلون کی سلطنت کو مستحکم کیا، چین مین سوبدای بہادر اور تولی خان دریائے ہوانگ ہو کے جنوب مین بڑھتے چلے گئے اور شاہی خاندان قن کے پاس جو کچھ ملک رہ گیا تھا وہ بھی اس سے چھین لیا،

سنہ ۱۲۳۵ء مین اوگدای خاقان نے ایک قوریلتای[۱] منعقد کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تسخیر ممالک کیلیے

[۱] تعلیقہ ۱۴۱، "خانہ بدوشون کا قومی دربار"

مغلون کا ایک دوسرا سیلاب چلا، باتو پسرِ جوجی جو سلطنت سیر اوردہ کا پہلا نامی گرامی خان ہوا ہے، سوبدای بہادر کے ہمراہ بلادِ مغرب کو روانہ ہوگیا، اوراب یورپ پر خدا کا قہر آن ٹوٹا، یہ دونون مغل بحرِ ایڈریاٹک کے ساحلون اور شہر وانسا کے دروازون تک پہنچے، مغلون کے اور لشکر بھی چلے اور انھون نے کوریا، چین اور ایران کے جنوبی ملکون مین لڑائیان سر کین، ۱۲۴۱ء مین اوگدای کی موت پر یہ دوسرا سیلاب رک گیا، سوبدای یورپ سے بلالیا گیا اور وہ بادلِ ناخواستہ مشرق کو واپس چلا آیا،

پھر دس برس تک موجین ایسی خلاف اٹھتی رہین کہ سیلاب بڑھنے سے رکا رہا، جغتای اور اوگدای کے خاندان والون مین جھگڑے پیدا ہوگئے، کچھ زمانے کے لیے اوگدای کا فرزند کیوک خاقان رہا، یہ خاقان خود عیسائی ہو یا نہ ہو لیکن اُس کے وزیر اور مشیر ضرور عیسائی تھے، ان مین جغتای کا ایک فرزند بھی تھا جس کے یورت کے سامنے ایک چھوٹا سا گرجا کرنے کا خیمہ ہمیشہ نصب رہتا تھا، پھر اوگدای کے خاندان سے تولی کے فرزندون منکو خان اور قوبیلای خان کی طرف سلطنت منتقل ہوگئی، اوراب تیسرے سیلاب مغل نے جس کی موج سب سے زیادہ عریض تھی دنیا پر پانی پھیرنا شروع کیا،

ہلاکو برادر قوبیلای نے جس کی مدد پر سوبدای بہادر کا فرزند تھا عراق (میسوپوٹامیہ) پر فوجکشی کی، بغداد اور دمشق پر قبضہ کیا، خلافت بنی عباس کا خاتمہ کرکے یروشلم کے سامنے آیا، انطاکیہ مین یورپ کے پرانے صلیبی مجاہدون کی کچھ اولاد ابھی تک صاحبِ حکومت چلی آتی تھی، یہ سب مغلون کی مطیع ومنقاد ہوگئی، اس کے بعد مغل ایشیائے کوچک مین داخل ہوکر سمرنہ (ازمیر) تک پہنچ گئے، جہان سے قسطنطنیہ صرف ایک ہفتہ کی راہ رہ گیا،

تقریبًا اسی زمانے مین قوبیلای خان نے جہازون کا ایک بیڑا جاپان کی تسخیر کے لیے روانہ

کیا، اور اپنی سلطنت کی حدود کو جنوب کی ریاستہائے ملایا تک اور تبت سے آگے بنگال تک پہنچا دیا،
قوبیلای خان کی حکومت ۱۲۵۹ء سے ۱۲۹۴ء تک رہی، یہ سلطنتِ مغلیہ کا دورِ زرین تھا، مگر یہ خاقان
اپنے بزرگون کے طریقے سے بہت کچھ ہٹ گیا تھا، مستقرِ حکومت گوبی سے اٹھا کر چین مین لے آیا،
عادات وخصائل مین بھی بجائے مغل رہنے کے زیادہ تر چینی رنگ اختیار کر لیا، قوبیلای خان کی
حکومت مین اعتدال تھا، اور وہ محکوم قومون پر انسانیت اور رحمدلی سے حکومت کرتا تھا، مارکوپولو
یورپ کے سیاح نے اُس کے دربار کے حالات ہمارے لیے خوب چھوڑے ہین،

تختگاہِ مغل کا گوبی سے چین کو منتقل ہونا مغلون کی مرکزی سلطنت کے حق مین بڑا شگون ثابت
ہوا، اب اس سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے، ہلاکو خان کی اولاد یعنی ایران کے سلاطین ایلخانی اپنے
انتہائے عروج کو غازان خان کے زمانے مین پہنچے، ایران کے یہ ایلخانی چین کے خاقان سے اسقدر
فاصلۂ دراز پر تھے کہ باہم تعلق اور واسطہ بہت کم رہ گیا، اس کے علاوہ مذہب بھی ایک نہ رہا، ایلخانیون
مین اسلام کی اشاعت جلد ہونے لگی، ملکِ روس مین سیر اوردہ کے مغل بھی بکثرت مسلمان ہو گئے
تھے، لیکن خاقانِ چین قوبیلای خان کے مغلون نے بدھ مذہب قبول کیا،

چنگیز خان کے اس پوتے کی موت پر مغلون کی سلطنت مین مذہبی اور سیاسی نزاع شروع ہو گئے
اور مغلون کی سلطنت جو ابھی تک سالم تھی کئی مختلف حکومتون مین تقسیم ہو گئی،

۱۳۶۸ء تک مغل ملک چین کے مالک رہے، روس مین وہان کے بادشاہ ایوان نے مغلون
کے تمام قلعے ۱۵۵۵ء تک فتح کر لیے، ۱۵۰۰ء مین بحرِ خزر کے ساحلون پر مغلون کی اولاد مین ازبکون
کو شیبانی خان (پسر جوجی) کے دور مین عروج ہوا تھا، ازبکون نے بابر کو جو چنگیز خان کی اولاد[۱] مین

[۱] یہ قول کہ شہنشاہ بابر چنگیز خان کی اولاد سے تھے صراحت کا محتاج ہے، بابر براہِ راست امیر تیمور گورگان

تھا، ہندوستان کی طرف بھگا دیا، بابر ہندوستان مین وارد ہو کر ہندوستان کا پہلا مغل بادشاہ ہوا،

اٹھارہوین صدی عیسوی کے درمیانی زمانے مین یعنی چنگیز خان کی پیدائش کے پورے چھ سو برس بعد مغلون کی سلطنت دنیا سے اٹھ گئی، ہندوستان مین خاندان مغل کی جگہ برطانیہ کا دور دورہ ہوا، اور مشرق مین چین کے شہنشاہ کیان تنگ کی فوجون کے سامنے مغلون نے ہتھیار ڈالدیئے،

قرم (کریمیا) کی تاتاری خانات نے روس کی ملکہ کیتھیر ائن کی اطاعت قبول کرلی، یہی زمانہ تھا کہ قلماق اور ترغوت کے مغل قبیلون نے جو وطن چھوڑکر ہزارہا میل کے فاصلے پر یورپ مین دریائے اتیل (وولگہ) کے کنارے آباد ہو گئے تھے اپنے یورت اصلی کو واپس جانے کا قصد کیا اور بڑی مصیبتین اٹھاکر چین پہنچ گئے، اس عجیب وغریب سفر کے حالات انگریزی کے مشہور ادیب ڈی کوئنسی نے اپنے ایک مضمون مین جو "رحلت قبائل تاتار" کی سرخی سے لکھا گیا تھا بڑی خوبی اور اثر سے بیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۸) کی اولاد مین تھے، اور امیر تیمور جیسا کہ تاریخون مین بیان ہے قاچولی پسر تومنا خان سے آٹھوین پشت پر مین تھے، قاچولی خان کے علاوہ تومنا خان کا ایک دوسرا فرزند قبل خان تھا، اس قبل خان سے تیسری پشت مین چنگیز خان ہوا، پس شہنشاہ بابر کی نسبت اتنا ضرور کہہ سکتے ہین کہ ان کے اجداد کا سلسلہ کئی پشتون اوپر چنگیز خان کے جد چہارم تومنا خان سے جاملتا ہے، لیکن یہان اس بات کو بھی ذہن مین رکھنا ضروری ہے کہ قبل خان جد چہارم چنگیز خان کی اولاد مین کم سے کم دو لڑکیون کی شادی تیمور کے جد قاچولی خان کے خاندان کے لڑکون سے ہوئی، چنانچہ اسکی اخیر مثال مہر نگار خانم کی ہے جو چغتای پسر چنگیز خان سے تقریبًا بارہوین پشت مین تھین اور ابوسعید مرزا کو بیاہی ہوئی تھین جو حضرت صاحبقران امیر تیمور کی اولاد مین شہنشاہ بابر کے دادا تھے، مغربی خیال کے مطابق شہنشاہ بابر کو چنگیز خان کی اولاد مین کہا جاسکتا ہے لیکن مشرق مین اولاد کا سلسلہ باپ سے قائم ہوتا ہے ماں سے نہین ہوتا، اسلیے مشرق کا کوئی مورخ شہنشاہ بابر کو چنگیز خان کی اولاد مین کہنا پسند نہ کریگا،

(مترجم)

کیے ہین،

ایشیا کا نقشہ اٹھارہوین صدی عیسوی کے وسط کا ملاحظہ کیجیے گا تو معلوم ہوگا کہ خانہ بدوش قومون یعنی چنگیز خان کی اولاد کا آخری مامن ومسکن کہان تھا، اس نقشے مین آپ دیکھین گے کہ بیکال کی طوفانی جھیل اور جند کے بحرِ تلخ کے درمیان بہت وسیع قطعات ہین جو اس زمانے کے نقشون مین اچھی طرح بتائے بھی نہین گئے ہین، صرف ان کا نام "تاتاری" یا "خود اختیار تاتاری" لکھدیا ہے، ان قطعات مین اور وسطِ ایشیا کے پہاڑی سلسلون مین چنگیزی لشکر کی اولاد اٹھارہوین صدی عیسوی مین موجود تھی جو کبھی گرمیون والے اور کبھی جاڑے والے چراگاہون مین اپنے گلے چراتی تھی، ان مین قرایت قلماق اور مغل سب ہی تھے، مگر انھین خبر بھی نہ تھی کہ قوم قرایت کا مشہور بادشاہ طغرل جسے یورپ والے پریسٹر جون کہتے تھے، انھی زمینون سے بھاگتا ہوا موت کے حوالے ہوا تھا، اور چنگیز خان کا علم نہ پایہ" بھی انھی پہاڑون کی گھاٹیون سے نکل کر تمام دنیا پر بلا کا خوف وہراس طاری کرنے آیا تھا،

غرض اسطرح زمانے کے ہاتھون مغلون کی سلطنت معدوم ہوگئی، اور تحلیل ہو کر اُس کے اجزا پھر انھین خانہ بدوش قومون مین ظاہر ہوئے جنکی ترکیب سے وہ کسی زمانہ مین قائم ہوئی تھی، اور جہان کبھی بڑے بڑے دلاور اور لڑائیون کے سورما جمع ہوتے تھے اب وہین انھی کی اولاد امن وعافیت پسند گلہ بان قبیلون کی شکل مین اپنے بزرگون کی جانشینی کر رہی ہے،

تھوڑے دنون تک دنیا مین ہل چل ڈال کر اور سخت ہلاکتین برپا کر کے مغلون کے مرکب سوار لشکر ایشیا کے بڑے بڑے ملکون کو پامال کر کے ایسے غائب ہوئے کہ کہین کوئی نشان ان کا باقی نہ رہا، دشت گوبی کا شہر قراقورم ریگِ روان کے تودون مین دبا پڑا ہے، چنگیز خان کی قبر

جو کبھی وطن مین ایک دریا کے کنارے کسی گھنے جنگل مین تھی اب بالکل نظر سے پوشیدہ ہے، فتوحات کے زمانے مین اس جہان کشا نے جسقدر دولت پیدا کی تھی وہ انھین لوگون مین تقسیم ہوگئی جنھون نے اسکی بڑی بڑی خدمتین کی تھین، جوانی کی چاہیتی بیوی بورتہ کا بھی کوئی مقبرہ نہین ہے، اور نہ کوئی مغلون مین ایسا شاعر گذرا جو تموچن چنگیز کے واقعاتِ زندگی پر کوئی بڑی نظم لکھ جاتا،

چنگیز خان کے حالات زیادہ تر اُس کے دشمنون کے قلم کے لکھے ہوئے ہین، اُسکی جہان آشوبی و غارتگری نے تمدّن کو ایسا سخت صدمہ پہنچایا کہ نصف دنیا مین تہذیب و شایستگی کو مکرّر از سرِ نو جنم لینا پڑا، چنگیز خان کی زندگی مین ختا اور قراختای کی حکومتین، طغرل خان کی ریاست، خوارزم کی سلطنت، بغداد کی خلافت، روس کی مملکت، اور کچھ دنون کے لیے پولینڈ (پولار) کی حکومتین مٹ گئین، جسوقت گوبی کا یہ صحرائی فاتح چنگیز کسی قوم کو مسخر کرتا تھا تو پھر اُس قوم مین جنگ معدوم ہو جاتی تھی، دنیا کے تمام کارخانے خواہ وہ اچھے تھے یا برے سب کی صورت بدل گئی، فتوحاتِ مغل کے بعد جو لوگ زندہ بچے ان مین امن و امان مدتون قائم رہا،

قدیم ملکِ روس کے علاقہ جات تور، لادی میر اور سدال کے حکمرانون مین جو خونی نزاعات پرانے وقتون سے چلے آتے تھے ان پر مصیبتون کا پہاڑ ایسا گرا کہ وہ سب زمین مین دفن ہوگئے، روس کے یہ حکمران دنیا کے بڑی قوی ہیکل انسان سمجھے جاتے تھے، مگر اب صحرا کے فاتحون کے سامنے وہ حقیر و پست نظر آنے لگے، مغلون کے سیلابِ غضب مین بڑی بڑی سلطنتین پانی کے بلبلے کی طرح بیٹھ گئین، اور بڑی بڑی اقلیمون کے بادشاہ خوف سے بھاگ کر موت کی آغوش مین پہنچ گئے، اگر چنگیز خان دنیا مین نہ آتا تو کیا ہوتا اسکا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ ہمین نہین معلوم،

جس طرح روما کی تاریخ مین رومانیون کی غارتگری کے بعد امن کے زمانے مین علم و

شائستگی کا دور آیا تھا، اسی طرح مغلون کی تاخت و تاراج کے بعد مردہ تہذیب و تمدن کو موقع ملا کہ پھر زندہ ہو، قومین یا قومون کے بقیۃ السیف وطن سے بے وطن ہو کر خدا جانے کہان کے کہان پہنچے، مسلمانون کا علم و ہنر صنعت و حرفت مغرب سے اٹھا کر مشرق مین پہنچا دیا گیا، چینیون کی اختراعی اور انتظامی قابلیتین مشرق سے مغرب مین ظاہر ہوئین اور جب مغلون مین ایلخانیون کا زمانہ آیا تو مسلمانون کے ارباب علم اور اہل صنعت نے سلطنت اسلام کے اجڑے ہوئے باغون مین اگر عہد زرین نہین تو دور سیمین تو ضرور بسر کیا، چین تیرہوین صدی مین ادبیات کی ترقی مین بالخصوص ناٹک نویسی اور طرز بیان کی شوکت مین مشہور ہوا، یہ زمانہ وہی ہے کہ اس ملک مین "توآن" یعنی خوانین چنگیزی کا دور دورہ تھا،

جب یورپ سے مغل ہٹ گئے اور یورپ کی ریاستون مین سیاسی اتصال و پیوستگی شروع ہوئی تو ایک صورت جو مقتضائے فطرت تو تھی لیکن جسکی توقع نہ تھی یہ پیش آئی کہ بادشاہ روس ایوان اعظم نے ملک روس کی متعدد ریاستون سے جو ہمیشہ آپسمین لڑتی رہتی تھین ایک بسیط و واحد سلطنت بڑی عظیم الشان پیدا کر لی، اسی طرح چین مین جہان کی مختلف حکومتون کو مغلوب کر کے مغلون نے پہلی مرتبہ سلطنت واحد کے قالب مین ڈھالا تھا اب وہ پھر ایک ہو کر سالم سلطنت کی شکل مین نمودار ہوئین،

ملک شام مین مغلون اور مغلون کے دشمنون یعنی سلاطین مصر کے عمل دخل سے صلیبی لڑائیون کا پرانا سلسلہ بھی بند ہوا، یورپ کے عیسائی زایر مغلون کے دور حکومت مین کچھ زمانے کے لیے مرقد حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کی زیارت کو بے روک ٹوک آنے لگے، اسیطرح مسلمانون کو بھی ہیکل سلیمان علیہ السّلام (مسجد اقصےٰ) مین آنے کی ممانعت نہ رہی، یہ مغلون ہی کی حکومت کا زمانہ تھا کہ یورپ کے

پادری مشرقی ایشیا مین دور تک آنے کی ہمت کرنے لگے اور وہان تک پہنچ بھی گئے، اور پہنچکر کبھی قلعہ الموت کے شیخ الجبل کو جسنے مجاہدینِ صلیب کا بڑا درجہ کیا تھا، پوچھتے پھرے اور کبھی پریسٹر جون کی ریاست اور ختا کی سلطنت کا پتہ چلانے لگے، مگر کسی کا بھی نشان نہ ملا کیونکہ یہ سب مغلون کے ہاتھون پہلے ہی ورطۂ ہلاکت مین آچکے تھے،

جب مغلون نے دنیا کی قومون کو اسطرح ہلاڈالا تو اسکا سب سے بڑا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون کی قوت جو اُسوقت عروج پر تھی بالکل ٹوٹ گئی اور خوارزمی لشکر جو مسلمانون کا قوتِ بازو تھا غارت ہوگیا، بغداد اور بخارا کی تباہی سے خلفائے بنی عباس اور علمائے اسلام نے جو ترقی اور رونق علم کو بخشی تھی وہ مٹ گئی، عربی زبان اب نصف دنیا مین اربابِ علم کی عالمگیر زبان نہ رہی، ان باتون کے علاوہ مغلون نے ترکی قومون کو یورپ کی طرف رجوع کردیا اور اُن مین سے ایک قوم جس کا نام عثمانلی تھا آیندہ زمانے مین قسطنطنیہ کی مالک ہوگئی، چین مین بدھ مذہب والون کو قوت ہوگئی، ایک لال ٹوپی والا لاما جس وقت قوبیلای خان کی تخت نشینی پر کچھ رسوم ادا کرنے تبت سے آیا تو ایک پورا قافلہ بدھ متی پروہتون کا لاسہ سے اپنے ساتھ لایا، ان پروہتون نے بدھ مذہب کو چین مین خوب پھیلایا،

چنگیز خان غارت گر جہان نے تاریخ عالم سے عہدِ ظلمت[1] کے آثار مٹا دیئے، ایشیا اور یورپ مین آمد و رفت کے لیے سڑکین کھل گئین، یورپ اور چین کے علوم مین ایک تعلق پیدا ہوگیا، اور

---

[1] یورپ کے مورخون نے تاریخ کو تین زمانون مین تقسیم کیا ہے، ایک کو "عہدِ ظلمت" کہتے ہین جو ۸۰۰ء پر ختم ہوتا ہے، دوسرے کا نام "عہد وسطےٰ" ہے جو عہد ظلمت کے بعد ۱۵۰۰ء پر ختم ہوتا ہے، اس کے بعد کے زمانے کو عہد حاضرہ کہتے ہین، (مترجم)

چنگیز خان کے فرزند اوگدای خاقان کے دربار مین آرمینیہ اور ایران اور روس کے بادشاہ حاضر ہونے لگے،

ایشیا اور یورپ مین راہون کے کھل جانے سے خیالات کی بھی یہ کیفیت ہوئی جیسے ادھر کے درختون کی چڑیان اودھر کے درختون پر اور اودھر کے درختون کی چڑیان ادھر کے درختون پر اڑتی ہوئی پہنچ جائین، یورپ کو ایشیا کے حالات معلوم کرنے کا بے حد شوق پیدا ہوا، پہلے پادری روبریک نے پھر مارکو پولو نے یورپ سے خان بالیغ (کمبالو) کا سفر اختیار کیا، اِس کے ۲ دو برس بعد وسکوڈی گاما جہاز مین بیٹھ کر انڈیز (جزائر شرق الہند) کو تلاش کرنے نکلا، کولمبس بھی امریکہ نہین بلکہ خاقان مغل کا ملک ڈھونڈنے نکلا تھا،

تعلیقات

قتل عام

مغلون کے سوار جسطرف سے گذرتے تھے قتل و غارت کی بڑی مہیب علامتین پیچھے چھوڑتے جاتے تھے ہم نے اس موت اور خون کے مرقع لالہ زار مین اپنی طرف سے کسی قسم کی رنگ آمیزی تفصیل و تسلسل کیساتھ اس کتاب مین نہین کی، قتل عام کے ایسے وقوعے جنمین پوری پوری آبادیان خاک و خون مین لوٹتی نظر آئین مغلون کے حالات مین مسلمانون اور چینیون اور یورپ کے مورخون نے بہت اہتمام سے بیان کئے ہین، ہم نے اس قسم کے بیانات سے پرہیز کیا ہے، ملک روس کا شہر کیف جسے قدیم بازنطیون نے بناکر اس کے برجون پر سونا چڑھایا تھا اور جسے مغل "سنہری کلیسون والا اردو" کہتے تھے جس جس طریقہ سے تباہ و برباد کیا گیا اسکا ہم نے ذکر تک نہین کیا، یہان بڈھون اور کمزورون کو طرح طرح کے جسمانی عذاب پہنچائے گئے، جوان عورتون کی آبروریزی کی، بچون کو قتل کیا، اس تاخت و تاراج کے بعد قحط اور وبا نے اس شہر کا بالکل ہی کام تمام کر دیا، سڑی ہوئی لاشون کی عفونت ہوا مین اسقدر بڑھی کہ مغل بھی ایسے مقام کو ماد بالیغ کہکر اُس سے بچکر نکلنے لگے،

نسلِ انسان کو غارت و تباہ کر کے پھر اُس کے قصر کو از سرِ نو بنانے کے واقعات اور واقعات بھی ایسے جنکی نظیر اس سے پہلے دنیا مین نہ تھی تاریخ کے طالب علم کے سامنے بڑا سبق آموز مضمون پیش کرتے ہین، "کیمبرج کی تاریخِ عہد وسطیٰ" کے مصنفون نے مغلون کے اس شدید تصادم کو جسکا محرک چنگیز خان ہوا بہت ہی پر بیانی سے ان الفاظ مین لکھا ہے،

"انسان کی طاقت سے باہر تھا کہ مغلون کو روک سکتی، دشت و صحرا کے تمام خطرون پر وہ غالب آئے، پہاڑ، سمندر، موسمی سختیان، قحط، وبائین کوئی بھی اُن کی راہ مین مزاحم نہ ہو سکا، کسی قسم کے خطرون کا انھین خوف نہ تھا، کوئی قلعہ اُن کے حملے کی تاب نہ لا سکتا تھا، اور رحم کے لیے کسی مظلوم کی فریاد اُن پر اثر نہ کرتی تھی، . . . . یہان میدانِ تاریخ مین ایک نئی طاقت سے ہکو واسطہ پڑتا ہے، یہ طاقت اور زور ایسا تھا جس نے بہت سے ملکی اور سیاسی قضیون کا چشم زدن مین فیصلہ کر دیا اور اُنھین اس طرح مٹا دیا جیسے آسمان زمین پر گر کر سب چیزون کو مٹا دے، یہ ملکی اور سیاسی قضیے بھی ایسے تھے کہ اگر یہ آفت نازل نہ ہوتی تو آگے چل کر یا تو کسی کے حل کئے وہ حل نہ ہوتے اور اگر جاری رہتے تو کبھی ختم ہونا نہ جانتے"

"تاریخِ عالم مین اس نئی قوت کا ظہور یعنی ایک شخصِ واحد کی یہ قابلیت کہ بنی نوع انسان کے تمدن کو بدل دے، چنگیز خان سے شروع ہوا، اور اس کے پوتے قوبیلای خان پر ختم ہو گیا جس کے زمانے مین مغلون کی سالم و بسیط سلطنت نے تقسیم و تفرق کے آثار ظاہر کرنے شروع کر دیئے، ایسی طاقت پھر کبھی دنیا کے پردے پر ظاہر نہین ہوئی"

اس کتاب مین چنگیز خان کے خصائص کے متعلق ہم نے نہ کسی قسم کا اعتذار کیا ہے اور نہ اس کے خون آلودہ امن کو زیادہ خوف لگا کر رنگا ہے، اس بات سے البتہ ہم ہوشیار

رہے ہین کہ اس فاتح کی نسبت ہمارے علم کی بنیاد زیادہ تر اُن حالات پر ابتک رہی ہے جو عہد وسطیٰ کے مورخانِ یورپ و ایران نے لکھے تھے، اور انھین ملکون کے لوگ مغلون کے ہاتھون سب سے زیادہ مظلوم اور ستم رسیدہ تھے، جولیس سیزر ملکِ گال (فرانس) مین لڑائیان لڑا اور ان لڑائیون کے حالات اُس نے اپنے قلم سے لکھے، سکندر مقدونی کے کارنامے لکھنے کو آریان اور کوانتس کرتیوس موجود تھے، مگر چنگیز خان کے حالات جنھون نے لکھے وہ اس کے دشمن تھے۔

لیکن جب چنگیز خان کو اُسی کے ماحول مین دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا بادشاہ تھا جس نے نہ تو اپنے کسی بیٹے کو جان سے مارا اور نہ اپنے کسی وزیر یا سپہ سالار کو قتل کیا، صرف اُس کے بھائی قسار اور فرزند جوجی نے اس کا موقع دیا کہ کسی قدر سختی اس سے ظاہر ہو، سپہ سالار جو لڑائی مین شکست کھا گئے تھے ان کی نسبت قتل کا حکم جاری ہونے کی توقع ہوسکتی تھی، مگر ایسا نہین ہوا، ہر قوم اور ملک سے ایلچی اور سفیر اس کے دربار مین آئے اور اپنی جان سلامت لیے واپس گئے یہانتک دریافت ہوتا ہے کہ لڑائی کے قیدیون کو بھی سوائے مستثنے صورتون کے چنگیز خان نے کبھی جسمانی اذیتین نہین پہنچائین،

ہم نسل اور اور جنگ آور قومون مین مثلاً قرایت، ایغور، ہیونگ سب سے چنگیز خان نے رعایت اور مروت کا برتاؤ رکھا، ایسا ہی برتاؤ آرمینیہ اور گرجستان کے باشندون اور مبارزانِ صلیب کی اولاد کے ساتھ رہا جس کے کچھ لوگ شام مین ابھی تک باقی تھے، اس بات کا البتہ چنگیز خان بہت پابند تھا کہ ایسی چیزون کو ضائع نہ ہونے دے جن سے اپنا یا اپنی قوم کا نفع متصور ہو، اور باقی سب چیزون کو قطعاً غارت کردے، وطن سے نکل کر اجنبی ملکون مین جسقدر وطن سے دور ہوتا گیا اسی قدر ظلم و ستم کرنے مین زیادتی کرتا گیا، حتی کہ اسکا ظلم عالمگیر ہوگیا،

یورپ مین آجکل کے لوگ اس بات کو کچھ کچھ سمجھنے لگے ہین کہ چنگیز خان کی عدیم المثال خونریزی اور غارتگری پر مسلمان کیون اُسے برا کہتے تھے، اور برا بھی اتنا کہتے تھے جتنا کہ بدھ مذہب والے اُس کے بے مثل قابلیتون کی تعریف کرتے تھے،

چونکہ چنگیز خان نے کسی نبی یا پیغمبر کی طرح دنیا کا مقابلہ مذہب کی غرض سے نہین کیا تھا اور نہ وہ سکندر یا نپولین کی طرح سیاسی شوکت وسطوت یا ذاتی ناموری حاصل کرنے کے لیے مصروف جنگ ہوا تھا اس لیے ہماری نظرون مین وہ ایک رازِ سربستہ ہوگیا ہے، لیکن یہ راز اسوقت افشا ہوسکتا ہے جبکہ ہم اس مغل کی سادہ مزاجی پر غور کرین اور سادہ مزاجی بھی ایسی جو انسان کو ابتدائے آفرینش مین حاصل تھی،

چنگیز خان نے دنیا سے ایسی تمام چیزین حاصل کرلین جنھین وہ اپنی اولاد اور اپنی قوم کے لیے حاصل کرنا چاہتا تھا، یہ چیزین اُس نے لڑائیان لڑکر حاصل کین محض اسوجہ سے کہ لڑائی کے سوا اور کوئی طریقہ اُن کے حصول کا اُسے معلوم نہ تھا، جس چیز کی اُسے ضرورت نہ تھی اُسے معدوم کردیا اور یہ بھی اس لیے کہ اُسے علم نہ تھا کہ غارت کرنے کے بجائے ان چیزون کے ساتھ کوئی دوسرا سلوک بھی کیا جاسکتا تھا،

(۲)

ایشیا کا پریسٹر جون (طغرل)

بارہوین صدی عیسوی کا درمیانی زمانہ ہے، یورپ مین خبرین آئین کہ ایشیا کے ایک عیسائی بادشاہ یوہانیس پریسبیتر فرمانروائے آرمینیہ وہند نے ترکون پر فتوحات حاصل کی ہین، بعد کی تحقیقات سے اس بات کا یقین کرایا گیا کہ یروشلم سے مشرق مین ایک عیسائی بادشاہ کے موجود ہونے کی سب سے پہلی افواہ اس زمانے مین اڑی تھی جبکہ کوہستان قفقاز کے علاقہ گرجستان کے حاکم جون کی نسبت خبر آئی تھی کہ اس نے مسلمانون پر فتوحات پائی ہین، اس زمانے مین قفقاز کو آرمینیہ اور ہند دونون سے متعلق سمجھا جاتا تھا، یہ صاف نہین معلوم کہ کس بنا پر،

یورپ کے لوگون نے اس بات کو بھی یاد کیا کہ اسی سرزمین سے کسی زمانے مین تین مجوسیون نے بھی خروج کیا تھا، یورپ مین صلیبی لڑائیون کا جوش بھڑک اٹھا اور اس وجہ سے اور بھی مشرق بعید کے بہت سے قصے ایک جلیل السطوت عیسائی بادشاہ کے یورپ والون مین جلد مشہور ہونے لگے نسطوری عیسائی آرمینیہ سے لیکر چین تک جابجا موجود تھے، ان عیسائیون نے اس موقع کو اچھا سمجھکر ایک خط بادشاہ پریسٹر جون کی طرف سے خود لکھا اور اس خط کو روما کے پاپا اسکندر سیوم کے پاس بھیجدیا، اس خط مین انھون نے پرانی انشا پردازی سے کام لے کر بادشاہ پریسٹر جون کی شان وعظمت

کے بڑے بڑے رنگین نقشے کھینچے اور بلادِ مشرق کے بڑے بڑے عجائب و غرائب بیان کئے اور لکھا کہ دشت گوبی مین اس عیسائی بادشاہ کے ایسے ایسے جلوس نکلتے ہین جنمین ستر ستر بادشاہ مع اپنے خدم و حشم کے شریک ہوا کرتے ہین، بہت سے جانورون کا حال بھی لکھا جو کبھی افسانون مین سُنے گئے تھے، غرض یہ خط کیا تھا اس زمانے کے مزخرفات کا ایک مجموعہ تھا،

لیکن اس خط کے جن مضامین مین کسیقدر سچائی کا رنگ تھا وہ قوم قرایت کے حاکم ونگ خان کے حالات سے مطابق ہوتے تھے، ونگ خان کو نسطوری عیسائی "انگ خان" (یا "کنگ جوَن") کہتے تھے، اور قرایت کے اکثر آدمی عیسائی مذہب رکھتے تھے، اسی ونگ خان کے شہر قراقورم کو ایشیا کے نسطوری عیسائیون کا جنکی طرف سے یورپ عرصۂ دراز سے بالکل غافل تھا، سب سے مضبوط و محفوظ دار القرار سمجھا جاتا تھا، اور باور کیا جاتا تھا کہ قراقورم دشتِ گوبی کا ایک شہر ہے اور اُسکا ایک شہنشاہ ہے اور اس شہنشاہ کی رعایا مین بڑے بڑے خان اور بادشاہ شمار ہوتے ہین، قوم قرایت کے ایک بادشاہ کا تبدیلِ مذہب کرکے عیسائی ہو جانا بہت سی تاریخون مین بیان بھی ہوا تھا، قصہ مختصر مارکو پولو سیاح کو پریسٹر جوَن[1] کے افسانے ونگ خان کی ذات سے وابستہ معلوم ہونے لگے،

---

[1] دیکھو یول کورڈیر کا شائع کردہ "سفرنامہ مارکو پولو" ۱ صفحہ ۲۳۰ - ۲۴۷، نیز ملاحظہ ہو بارنگ گولڈ کی کتاب "عہدِ وسطیٰ کے توہمات"

(۳)

چنگیز خان کے قوانین

(۱) حکم دیا جاتا ہے کہ سب آدمی صرف ایک خدا کو مانین جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اور صرف اسی کے اختیار مین ہے کہ جس کو چاہے زندگی اور موت دے اور جسکو چاہے دولت اور افلاس دے، اسکو تمام چیزون پر کامل قدرت حاصل ہے،

(۲) ہر مذہب کے متعبد، واعظ، درویش، ایسے لوگ جنھون نے ریاضت و عبادت پر اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے، مسجدون کے مؤذن، طبیب اور مردہ شو، ہر قسم کے محصولون سے مستثنےٰ رکھے جائین،

(۳) کوئی شخص خواہ وہ کسی درجے اور مرتبے کا ہو اُسوقت تک خاقان نہین کیا جائے گا، جبتک کہ شہزادون، خانون اور سردارون اور دیگر شرفا مغل نے قوریلتای کر کے اُسے خاقان منتخب نہ کیا ہو، جو شخص اس قاعدے کا پابند نہ ہوگا اسے قتل کی سزا دیجائیگی،

(۴) قومون کے سردارون اور جملہ اہل و الوس کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اعزازی خطابات قبول نہ کرین،

(۵) کسی ایسے بادشاہ یا شہزادے یا قوم کو امان نہ دیجائے جس نے ہماری اطاعت پہلے سے نہ قبول کر لی ہو،

(۶) جس قاعدے سے فوج کی تقسیم دہ جات، صدجات، ہزار جات اور دہ ہزار جات مین اب تک کی جاتی تھی اُسے برقرار رکھا جائے، اس انتظام سے کم وقت مین لشکر جمع کیا جا سکتا ہے، اور افسرون پر فوج کے دستے آسانی سے تقسیم کئے جا سکتے ہین،

(۷) جس وقت لڑائی شروع ہونے کو ہو تو ہر سپاہی کو چاہئے کہ اپنے افسر سے جبکا وہ ماتحت ہے ہتھیار حاصل کرے، ہتھیارون کو درست رکھنا ہر سپاہی کا فرض ہے، اور لڑائی سے پہلے اپنے افسر کو ان کا معائنہ کرا دینا بھی لازمی ہے،

(۸) سپہ سالار کی اجازت سے قبل دشمن کے مال کو لوٹنے کی ممانعت کی جاتی ہے، جو آدمی ایسا کرے گا اُسے موت کی سزا دیجائے گی، لیکن جب لوٹنے کی اجازت دے دیجائے تو سپاہی کو بھی لوٹنے کا وہی حق حاصل ہوگا جو اُسکے افسر کو ہوگا اور سپاہی اور افسر دونون کو اجازت ہوگی کہ جو مال انھون نے لوٹا ہے اُسے اپنا مال سمجھکر اپنے پاس رکھین، بشرطیکہ خاقان کا حصہ خاقان کے محصل کو ادا کر دیا ہو،

(۹) لشکر کے آدمیون مین مشقت کی عادت قائم رکھنے کے لیے ہر جاڑے کے موسم مین بڑے پیمانے پر شکار کھیلا جائے گا، اس بنا پر حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص مارچ کے مہینے سے اکتوبر کے مہینے تک گوزن، ہرن، بارہ سنگھا، خرگوش، گورخر اور اُن کے علاوہ خاص خاص پرندون کو جان سے نہ مارے،

(۱۰) حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص ایسے جانورون کو جو کھانے کے لیے مارے جاتے ہین، گلے کاٹ کر نہ مارے، بلکہ شکاری کا فرض ہے کہ جانور کو باندھکر اس کا سینہ چاک کرکے دل نکالے

(۱۱) جانورون کا خون اور اُن کی اوجھڑی کھانے کی اب تک ممانعت تھی، لیکن اب اسکی

اجازت دیجاتی ہے،

(۱۲) (ایک فہرست ان خاص رعایتون کی جنکا وعدہ سلطنت کے امرا اور سرداروں سے کیا گیا تھا،)

(۱۳) - جو شخص لڑائی پر نہ جائے اُسے لازم ہوگا کہ خاص مدت تک کوئی اور خدمت سلطنت کی بلا معاوضہ انجام دے،

(۱۴) کوئی شخص جو گھوڑے یا بدھیا بیل کی چوری یا ان چیزون کی قیمت کے برابر کسی مال کے سرقے مین مجرم ثابت ہوگا اُسے قتل کی سزا دیجائے گی، اور لاش کے دو ٹکڑے کر دیئے جائینگے اس سے کم کی چوری کی سزا بقدر مال مسروقہ ہوگی، مثلاً لکڑی سے سات سترہ یا ستائیس یا بدرجہ انتہا سات سو ضربین لگائی جائینگی، لیکن مجرم اس جسمانی سزا سے اس وقت بچ سکتا ہے کہ مال مسروقہ کی قیمت سے نوگنی رقم ادا کردے،

(۱۵) سلطنت کی رعایا مین سے کوئی شخص کسی مغل کو اپنا ملازم یا غلام نہین بنا سکتا، ہر شخص کے لیے بہ استثنائے معدودے چند فوج مین بھرتی ہونا لازم ہوگا،

(۱۶) اس غرض سے کہ باہر کے غلامون کا بھاگنا بند ہو حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر مین ایسے غلام کو پناہ نہ دے۔ اور نہ انھین کھانا اور کپڑا دے۔ اگر ایسا کرے گا تو قتل کیا جائیگا، اگر کسی شخص کو بھاگا ہوا غلام ملیگا اور یہ شخص اس غلام کو پکڑ کر اُس کے آقا کے پاس واپس نہ لائیگا تو اس کو بھی اسی طریقے سے سزا دیجائیگی جو اوپر بیان ہوئی،

(۱۷) شادی کے قانون مین محکوم ہے کہ ہر آدمی کو اپنی بیوی خریدنی ہوگی، اور جو قرابت دار نسب کے اعتبار سے باہم درجہ اول اور درجہ دوم کی قرابت رکھتے ہون گے ان مین باہم شادی

ممنوع ہوگی، ایک مرد ۲ دو عورتون سے جو سگی بہنین ہون شادی کر سکتا ہے، اور متعدد حرمین رکھ سکتا ہے، گھر کے مال کی رکھوالی اور چیزون کی خرید و فروخت عورتون کے ذمہ ہوگی، مردون کو صرف لڑائی اور شکار سے واسطہ ہوگا، بچے جو لونڈیون کے بطن سے ہونگے وہ اصلی بیویون کی اولاد کی طرح صحیح النسب سمجھے جائینگے اور باپ کے متروکے کے مالک ہونگے،

(۱۸) زنا کی سزا موت ہوگی، اور جو لوگ اس کے مرتکب ہونگے انھین فوراً قتل کر دیا جائیگا

(۱۹) اگر ۲ دو خاندان آپسین شادی بیاہ کر کے ملنا چاہین اور ان کے بچے کم عمر ہون تو ان بچون مین شادی کر دینے کی اگر ان مین ایک لڑکا ہے اور دوسری لڑکی ہے، اجازت دیجاتی ہے اگر بچے مر جائین تو شادی کا معاہدہ اس صورت مین بھی کیا جاسکیگا،

(۲۰) جب بادل گرجتا ہو تو کوئی آدمی بہتے پانی مین کپڑے نہ دھوئے،

(۲۱) جاسوس اور جھوٹے گواہ اور وہ لوگ جو خبیث حرکتون کی عادت رکھتے ہین، اور جادوگر واجب القتل ہونگے،

(۲۲) فوج کے سردار اور افسر جو اپنے فرائض منصب ادا کرنے مین قاصر رہین گے یا جو خان کے طلب کرنے پر حاضر نہ ہونگے وہ قتل کر دیئے جائین گے، اگر ان کا قصور اس سے کم ہوگا تو انھین بذات خود خان کی حضور مین حاضر ہونا ہوگا،

چنگیز خانی یاسا کی یہ دفعات ہم نے پیتے دی لاکروای کی کتاب سے ترجمہ کی ہین، یہ مصنف لکھتا ہے کہ یاسا کے کل قوانین اُسے دریافت نہین ہو سکے، جو بائیس ۲۲ قوانین درج کئے ہین وہ مختلف ماخذون سے مثلاً پادری روبریک، پادری کارپینی اور بعض ایرانی مورخون کی تحریرون سے جمع کئے ہین، ظاہر ہے کہ قوانین کی یہ فہرست پوری نہین ہے اور غیر قوم کے

نوشتون سے مرتب کیگئی ہے،

دسوان قانون عجیب ہے، اسکی وجہ غالباً اس زمانے کے مذہبی خیالات تھے جو کھانے کے لیے شکاری جانورون کے ذبح کرنے کے متعلق رائج تھے، گیارہوین قانون کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ خوراک کی چیزون مین ایک مدخون اور اوجھری جس پر قحط اور قلت کے زمانے مین گذر ہوسکتا تھا قائم رکھی جائے، بیسوان یاسا گرج اور پانی کے بارے مین تھا، اسکی وجہ پادری روبریک نے یہ لکھی ہے کہ مغل بادل کے گرجنے سے بہت ہی ڈرتے تھے، ایسی حالت مین یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ اگر کسی دریا یا جھیل کے قریب یہ لوگ ہوئے اور بادل گرجا تو ممکن ہے کہ گرج کے خوف سے پانی مین کود کر ڈوب جائین،

پیتے دی لاکروای لکھتا ہے کہ چنگیزی یاسا کی پابندی امیر تیمور گورگان بھی کرتا تھا، بابر جو ہندوستان مین پہلا مغل بادشاہ ہوا ایک جگہ لکھتا ہے کہ "میرے بزرگون اور میرے خاندان نے چنگیز خانی یاسا کی ہمیشہ پابندی کی"، "جلسون مین، دربارون مین، عیدون اور ضیافتون مین ہم نے کبھی ان قواعد کے خلاف عمل نہین کیا[1]" (تزک بابر شہنشاہ ہندوستان") ارسکن اور لیدن والی ایڈیشن ۱۸۲۶ء صفحہ ۲۰۲)

---

[1] اگر یاسا مین یہی بائیس ۲۲ قوانین ہین تو ان مین سے بعض یقیناً ایسے ہین جنکی کوئی مسلمان بادشاہ پابندی نہ کرسکتا تھا، (مترجم)

(۴)

تعداد کے اعتبار سے مغلون کی قوت

مورخین اس عام اور قدرتی غلط فہمی مین ہین کہ مغلون کا لشکر محض ایک بے قاعدہ گروہ لڑنے والون کا تھا، ڈاکٹر اسٹینلی لین پول کو بھی جو اس زمانے کے بڑے مستند مورخ مانے جاتے ہین یہی مغالطہ ہوا، اور وہ لکھ گئے کہ چنگیز خان کے ساتھ خانہ بدوشون کے انبوہ ایسے ہوتے تھے جو شمار مین ریت کے ذرون سے بھی زیادہ تھے، (ٹرکی، سلسلۂ قصص اقوام)

عہد وسطے اور میتھیو پیرس کے خیالات مغلون کے بارے مین جو کچھ تھے اُن سے اب ہماری معلومات کہین زیادہ ہین، اور ہمین اب یقین ہے کہ چنگیز خان کا لشکر ہونیون کی طرح آوارہ گردون کا انبوہ نہ تھا، بلکہ ایک باقاعدہ اور تربیت یافتہ لشکر تھا جسکا کام غیر ملکون پر فوجکشی کرنے کا تھا،

سر ہنری ہو ورتھ نے اس لشکر کی تفصیل اسطرح کی ہے،

شہنشاہ کی فوج خاصہ (کشیک)	۱۰۰۰
لشکر کا قول (مرکز) تولی خان کی سرکردگی مین	۱۰۱۰۰۰
فوج برنغار (دست راست)	۴۷۰۰۰
فوج جرنغار (دست چپ)	۵۲۰۰۰
دیگر افواج	۲۹۰۰۰
جملہ	۲۳۰۰۰۰

لشکر کا یہ شمار غالباً اُسوقت کا ہے جبکہ مغل خوارزم کے بادشاہون اور مغرب کے ملکون سے لڑنے اٹھے تھے، اس لیے سمجھنا چاہئے کہ لشکر کی یہ تعداد زیادہ سے زیادہ ہے جو چنگیز خان نے جمع کی تھی، ان فوجون کے علاوہ ۰۰۰۰ ا کی ایک فوج ختائیون کی چنگیز خان کی خدمت مین تھی اور قوم ایغور کے حاکم ایدیقوت اور المالیق کے خانون کی فوجین بھی چنگیزی لشکر مین شریک تھین، ایغور کا حاکم ایدیقوت اور المالیق کا بادشاہ جس قدر فوجین ساتھ لایا تھا وہ سب فوج کشی کے بعد واپس کردی گئی تھین،

ذی علم و ذہین لیون کاہون کا خیال ہے کہ مغلون کے کسی ایک لشکر مین لڑنے والون کی تعداد ۰۰۰ ۳۰ سے آگے نہین بڑھی، خوارزم شاہون سے لڑائیون کے زمانے مین اس تعداد کے تین لشکر تھے، اُن کے علاوہ جوجی خان کی ۰۰۰۰ ۲ سپاہ تھی اور بہت سی فوج اتحادیون کی بھی ساتھ تھی، اس حساب سے جملہ لشکرون مین مجموعی تعداد لڑنے والون کی ۰۰۰۰ ۱۵ تھی، اور یہ امر یقینی ہے کہ کوہستانی ایشیا کی بنجر وادیون مین اس سے زیادہ فوج کا گذارا ممکن نہ تھا،

خاص چنگیز خان کے تحت اُس کے مرنے سے کچھ پہلے جسقدر فوج تھی اس کے چار حصّون اور فوج خاصہ (کشیک) مین تقریباً ۰۰۰ ۱۳ لڑنے والے تھے، اب اگر اُن باشندون کی تعداد کا بھی خیال کیا جائے جو اقطاعِ گوبی مین آباد تھے تو وہ سب ملا کر ۰۰۰۰ ۱۵ النفوس تھے، اتنے باشندون مین سے ۰۰۰۰ ۲ لڑنے والون کو جمع کر لینا مشکل بات نہ تھی، بریگیڈیر جنرل سر پرسی سائکس اپنی کتاب "ایران" مین لکھتا ہے کہ "تعداد مین مغل کم تھے اور اپنے صدر مقام سے ہزارہا میل دور کے مقامات پر لڑتے تھے"

چنگیز خان کے زمانے کے مسلمان مورخون نے لشکرِ مغل کی تعداد مین عادتاً مبالغہ کیا ہے،

اور یہ تعداد انھون نے ۵ لاکھ سے ۸ لاکھ تک لکھی ہے، لیکن جسقدر شہادت بہم پہنچتی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چنگیز خان نے سنہ ۱۲۱۹ء سے سنہ ۱۲۲۵ء کی مدت مین صرف ایک لاکھ فوج سے تبت سے بحرِ خزر تک اور ڈھائی لاکھ فوج سے دریائے نیپر سے بحرِ چین تک حیرت انگیز طریقے سے ملک فتح کیے، اِس تعداد مین مغل نصف سے زیادہ تھے، تاریخ مین. . . . ۵ ترکمانون کا بھی ذکر آیا ہے جو لڑائی کے بعد چنگیز خان کے لشکر کے ساتھ ہو گئے تھے، جوجی خان کے لشکر مین قپچاق کے صحرائی لوگون کا بکثرت اضافہ ہو گیا تھا، اور چین مین آجکل کے اہلِ کوریا اور منچوریا کے بزرگون نے مغلون کا ساتھ دیا تھا، اور اُن کے عَلَم کے نیچے جمع ہو کر ختائیون سے جنگ کی تھی،

اوگدای پسر چنگیز خان کے دورِ حکومت مین مغلون کے لشکر مین وسط ایشیا کی ترکی قومین اور زیادہ شامل ہو گئین، اور لڑنے کا شوق جسقدر ان قومون مین تھا اُسے مغلون نے خوب پورا کیا، سوبدای بہادر اور باتو پسر جوجی نے مشرقی یورپ کو جس لشکر سے فتح کیا اُسمین زیادہ تر ترک تھے یہ امر یقینی ہے کہ اوگدای کے پاس فوجون مین پانچ لاکھ لڑنے والے تھے، اور منکو قاآن اور قوبیلای قاآن جو چنگیز خان کے پوتے تھے اِس تعداد سے دوچند لڑنے والے رکھتے تھے،

(۵)

ملکون پر چڑھائی کرنے کا طریقہ

چنگیز خان کا لشکر ہمیشہ ایک مقررہ تدبیر اور نقشے سے دشمن کے ملک پر چڑھائی کرتا تھا، اسی مقررہ نقشے کے مطابق ۱۲۶۰ء تک مغل اپنے دشمنون پر فتح پاتے رہے، ۱۲۶۰ء کے بعد البتہ جب بادیۂ شام سے گذر کر مصر پر لشکر کشی کرنی چاہی تو مصر کے سلاطین نے انھین آگے بڑھنے سے روک دیا، لڑائی کا نقشہ بالعموم یہ ہوا کرتا تھا،

۱۔ سب سے پہلے خاقان کے پائے تخت مین ایک قوریلتای مقرر کر کے سب کو طلب کیا جاتا تھا، اور توقع کیجاتی تھی کہ فوجون کے تمام اعلیٰ افسر سوائے اُن کے جنکو لڑائی پر جانے کی اجازت مل چکی ہے قوریلتای مین لازمی طور پر شریک ہونگے، جب سب لوگ جمع ہو جاتے تھے تو مسئلہ زیر بحث پر غور کیا جاتا، اور لڑائی کا جو نقشہ اُس وقت تجویز ہوتا اُسکی صراحت کیجاتی، راستے تجویز کئے جاتے، اس کے بعد لشکر مین سے خاص خاص نوئینان اور سردار لڑائی کیلئے نامزد ہوتے،

۲۔ جاسوس روانہ کئے جاتے، اور مخبر جو خبرین لاتے اُن پر اُن سے جرح کیجاتی،

(۳) جس ملک کو غارت کرنا ہوتا اسمین کئی مقامات سے ایک ہی وقت مین داخل ہوتے ہر تومان یعنی دہ ہزاری فوج کا اور باقی کل فوجون کا ایک ایک سردار ہوتا، فوج کا ہر ایک سردار جسطرح چاہتا اپنی فوج کو حرکت مین لاتا، اور اپنے ہی اختیار تمیزی سے دشمن کو لڑائی مین مصروف

اور یہ تعداد انھون نے ۵ لاکھ سے ۸ لاکھ تک لکھی ہے، لیکن جسقدر شہادت بہم پہنچتی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چنگیز خان نے ۱۲۱۹ء سے ۱۲۲۵ء کی مدت مین صرف ایک لاکھ فوج سے تبت سے بحرِ خزر تک اور ڈھائی لاکھ فوج سے دریائے نیپر سے بحرِ چین تک حیرت انگیز طریقے سے ملک فتح کیے، اِس تعداد مین مغل نصف سے زیادہ تھے، تاریخ مین . . . . ۵ ترکمانون کا بھی ذکر آیا ہے جو لڑائی کے بعد چنگیز خان کے لشکر کے ساتھ ہو گئے تھے، جوجی خان کے لشکر مین قبچاق کے صحرائی لوگون کا بکثرت اضافہ ہو گیا تھا، اور چین مین آجکل کے اہلِ کوریا اور منچوریا کے بزرگون نے مغلون کا ساتھ دیا تھا، اور اُن کے عَلَم کے نیچے جمع ہو کر ختائیون سے جنگ کی تھی،

اوگدای پسرِ چنگیز خان کے دورِ حکومت مین مغلون کے لشکر مین وسطِ ایشیا کی ترکی قومین اور زیادہ شامل ہو گئین، اور لڑنے کا شوق جسقدر ان قومون مین تھا اُسے مغلون نے خوب پورا کیا، سوبدای بہادر اور باتو پسرِ جوجی نے مشرقی یورپ کو جس لشکر سے فتح کیا اُسمین زیادہ تر ترک تھے، یہ امر یقینی ہے کہ اوگدای کے پاس فوجون مین پانچ لاکھ لڑنے والے تھے، اور منکو قاآن اور قوبلای قاآن جو چنگیز خان کے پوتے تھے اِس تعداد سے دوچند لڑنے والے رکھتے تھے،

---

(۵)

ملکون پر چڑھائی کرنے کا طریقہ

چنگیز خان کا لشکر ہمیشہ ایک مقررہ تدبیر اور نقشے سے دشمن کے ملک پر چڑھائی کرتا تھا، اسی مقررہ نقشے کے مطابق سنہ ۱۲۷۰ء تک مغل اپنے دشمنون پر فتح پاتے رہے، سنہ ۱۲۷۰ء کے بعد البتہ جب بادیۂ شام سے گذر کر مصر پر لشکر کشی کرنی چاہی تو مصر کے سلاطین نے انھین آگے بڑھنے سے روک دیا، لڑائی کا نقشہ بالعموم یہ ہوا کرتا تھا،

۱- سب سے پہلے خاقان کے پائے تخت مین ایک قوریلتای مقرر کر کے سب کو طلب کیا جاتا تھا، اور توقع کیجاتی تھی کہ فوجون کے تمام اعلیٰ افسر سوائے اُن کے جنکو لڑائی پر جانے کی اجازت مل چکی ہے قوریلتای مین لازمی طور پر شریک ہونگے، جب سب لوگ جمع ہو جاتے تھے تو مسئلۂ زیرِ بحث پر غور کیا جاتا، اور لڑائی کا جو نقشہ اُس وقت تجویز ہوتا اُسکی صراحت کیجاتی، راستے تجویز کئے جاتے، اس کے بعد لشکر مین سے خاص خاص نوئینان اور سردار لڑائی کیلئے نامزد ہوتے،

۲- جاسوس روانہ کئے جاتے، اور مخبر جو خبرین لاتے اُن پر اُن سے جرح کیجاتی،

(۳) جس ملک کو غارت کرنا ہوتا اسمین کئی مقامات سے ایک ہی وقت مین داخل ہوتے ہر تومان یعنی دہ ہزاری فوج کا اور باقی کل فوجون کا ایک ایک سردار ہوتا، فوج کا ہر ایک سردار جسطرح چاہتا اپنی فوج کو حرکت مین لاتا، اور اپنے ہی اختیارِ تمیزی سے دشمن کو لڑائی مین مصروف

کرلیتا، لیکن اس کے لیے یہ امر لازمی تھا کہ قاصدون کے ذریعے ہر وقت پائے تخت مین خان یا
ارخان سے تعلق رکھے،

۴۔ جب کسی بڑے شہر کو جس کے گرد شہر پناہ مضبوط ہوتی تسخیر کرنا ہوتا تو اُس کے قریب کچھ فوج
دشمن کی نقل و حرکت کو معلوم رکھنے کے لیے بٹھا دیتے، اور خود قرب و جوار کو غارت اور تباہ کرنے
مین مصروف ہو جاتے، اور جس ملک مین ہوتے خوراک وغیرہ کا سامان وہین سے مہیا کرتے اور
اگر لڑائی زیادہ مدت تک جاری رکھنی ہوتی تو سامانِ رسد وغیرہ کے لیے ایک صدر مقام مقرر کر لیتے
اور ضرورت کی تمام چیزین وہین سے حاصل کرتے، بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ راستے مین کسی شہر کو چھوڑ
جائین، جو شہر راستے مین آجاتا تھا اسکا محاصرہ ضرور کر لیتے تھے، شہر سے کچھ دور اسی طرف دس بیس ہزار
فوج مع قیدیون اور آلاتِ قلعہ گیری کے بٹھا کر باقی فوج سے شہر پر چڑھائی کر دیتے تھے،

اگر معلوم ہوا کہ دشمن کی فوج کھلے میدان مین ہے تو ان دو طریقون مین سے ایک طریقہ
اختیار کرتے تھے، ایک یہ کہ اگر ممکن ہو تو شبانہ روز کوچ کر کے دشمن کے سر پر اسطرح پہنچ جائین
کہ اُسکو خبر تک نہ ہو اور خاص لڑائی کے مقام پر جو تجویز کر رکھا ہے دو یا تین تومان مقررہ وقت پر
وارد ہو جائین، یہ طریقہ ۱۲۴۱ء مین ملکِ ہنگاریہ کے دار الحکومت پسٹہ کے قریب وہان کی فوج
کو شکست دینے کے لیے اختیار کیا تھا، اگر اس طریقے سے کامیابی نہ ہوتی تو دوسرا طریقہ یہ تھا کہ
دشمن کے گرد ایک بڑا حلقہ ڈال دیتے تھے، یا دشمن کے بازو کی طرف بڑھکر اس کی پشت کی جانب
آجاتے تھے اور پھر عقب ایلغار کر دیتے تھے، اس طرز کو وہ اپنی اصطلاح مین تولغمہ یا تولغمہ
کہتے تھے،

ان طریقون کے علاوہ اور تدبیرین بھی تھین، مثلاً دھوکا دینے کو دشمن کے سامنے سے بھاگ جاتے

تھے، اس درمیان مین دشمن کی فوجین یا تو زیادہ پھیل جاتی تھین، یا غافل ہو جاتی تھین مغل کچھ دور بھاگنے کے بعد تازہ دم گھوڑون پر سوار ہو پلٹ کر دشمن پر حملہ کر دیتے تھے، اِس ترکیب سے دریائے نیپر کے قریب ایک زبردست روسی لشکر کو غارت کیا تھا،

دشمن کے سامنے سے فرار ہو کر مغل اپنی صفون کو اسطرح کی دَوری حرکت دیتے تھے کہ دشمن بیچ مین آجائے اور اُسے معلوم تک نہ ہو کہ اس کے گرد حلقہ پڑ گیا ہے، اب اگر دشمن نے یکجا ہو کر سختی سے لڑنا شروع کیا تو مغل ایک طرف سے اپنا حلقہ توڑ دیتے تھے تاکہ دشمن کو بھاگنے کا راستہ معلوم ہو جائے، اگر دشمن اودھر چلا تو اس پر عقب سے حملہ کر دیتے تھے، بخارا کے لشکر کو اسیطرح تباہ کیا،

ان مین بہت سی چالین اور ترکیبین وہی تھین جو پرانے زمانے کے ترک لڑائی کے فن مین چلا کرتے تھے، یہ پرانے ترک وہی تھے جنھین ہوانگ نو کہتے تھے اور جنکا خون مغلون مین ملا ہوا تھا، ختا کے لوگ مرکب سوار فوجون کو باقاعدہ حرکت مین لانا خوب جانتے تھے، لڑائی کے حیلون اور مکر و کید مین کامل تھے، مگر چنگیز خان کا کمال اِس مین تھا کہ تمام فوجون کو ایک ہی مقصد پر قائم رکھے اور اس مقصد سے کسی طرح انھین ہٹنے نہ دے، اور ٹھیک وقت پر ٹھیک عمل کرنا انھین سکھا دے، اور تمام لشکر کو اپنے حکم کا تابع رکھے،

چین کے لوگ بھی یہی کہتے تھے کہ چنگیز خان نے دیوتا کی مثل فوجون کی سرداری کی، بڑے بڑے لشکرون کو دور دور کے مقامات مین بے تکلف حرکت مین لایا، ایسے ملکون مین جو ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر تھے ایک ہی وقت مین کئی کئی لڑائیون کے لیے بہتر سے بہتر تدبیر سوچ لی، اجنبی ملکون مین لڑائی کے وقت طرح طرح کی چالین چلین، کبھی تذبذب یا ضرورت سے زیادہ احتیاط کا دخل اپنے منصوبون مین نہ ہونے دیا، محاصرون کو کامیابی کے ساتھ ختم کیا اور

بڑی بڑی فتوحات حاصل کین، یہ سب چیزین ملکر ایک ایسی تصویر پیش کرتی ہین کہ یورپ اس سے بڑھکر تو کیا اُس کے پاسنگ بھی کوئی صورت ایسی نہین دکھا سکتا جس سے کچھ بھی مقابلہ کرنا ممکن ہو، " یہ عبارت دیمیتریوس بولجر کی ہے، جسمین اُس نے چنگیز خان کے جنگی کمالات بیان کئے ہین۔ " (دیکھو چین کی مختصر تاریخ صفحہ ۱۰۰)

۶

مغل اور باروت

چین کی سلطنت دنیا کی اور سلطنتون سے بہت کچھ بے تعلق چلی آتی تھی، چنگیز خان اور اُس کے مغلون نے چین فتح کر کے باہر کے ملکون سے اُنھین آمد و رفت کا راستہ کھول دیا، اس راستے کے کھلنے سے پہلے جسقدر ایجادین چینیون نے کی تھین ان مین سے کسی ایجاد کا بھی صحیح صحیح علم ہمین نہین، ۱۲۱۱ء کے بعد سے البتہ باروت کی ایجاد کا ذکر اور یہ بات اکثر سننے مین آنے لگی کہ چین کے لوگ باروت کو ایک آتش فگن آلے مین بھر کر کام مین لاتے ہین اور اس آلے کو وہ ہوپاؤ کہتے ہین،

ایک محاصرے کے حالات مین بیان ہوا کہ ہوپاؤ سے لکڑی کے برج جلا کر غارت کر دیئے گئے، اور باروت کے آگ پکڑتے ہی ہوپاؤ سے ایک آواز بادل کی گرج کی طرح پیدا ہوئی تھی، اور یہ آواز ایسی ہوتی تھی کہ ستولی یعنی ۳۰ میل کے فاصلہ سے سنائی دیتی تھی، اس بیان مین مبالغہ ہے،

۱۲۳۲ء مین جسوقت کائی فونگ کا محاصرہ ہوا ہے تو ایک چینی مورخ نے اس کے حال مین لکھا کہ "مغل سپاہی زمین مین گڑھے کھود کر ان مین چھپ کر ہو بیٹھتے تاکہ کوئی چیز اگر ان کی طرف پھینکی جائے تو وہ اس سے محفوظ رہین، جب یہ دیکھا تو ہم نے ایک قسم کے آتش فگن آلون کو جنھین چن تان کی کہتے ہین لوہے کی سلاخون مین باندھکر ان گڑھون مین جہان مغلون کے نقب چی بھی بیٹھے تھے پہنچایا، جب وہان پہنچکر وہ پھٹے تو جتنے آدمی وہان تھے وہ اور ان کے چیرؔ و سپر سب کے ٹکڑے اڑ گئے"

اسی طرح قوبیلای خان کے زمانے مین ایک مورخ نے لکھا کہ "خاقان نے . . . . .

آگ کے ایک آلے کے داغنے کا حکم دیا، چنانچہ جب اس آلے کو آگ دکھائی گئی تو دشمن کی سپاہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا"

واشنگٹن یونیورسٹی کے ڈاکٹر ہربرٹ گاؤن نے چودہوین صدی عیسوی کی ایک تصنیف سے مغلون کے ہتھیارون کا حال جاپانیون کی زبانی اسطرح بیان کیا ہے، کہ " لوہے کے گولے فٹ بال اکثر چھوڑے گئے، ان گولون مین سے آواز ایسی نکلتی تھی جیسے کسی اونچی جگہ سے نیچے کی طرف گاڑی کے پہیے لڑھکنے مین آواز دیتے ہین، اور ان مین سے چنگاریان اسطرح نکلتی تھین جیسے بجلی کی تحریرین آسمان پر چمکتی ہون"

یہ ظاہر ہے کہ چینیون اور مغلون کو بارود کی یہ خاصیت معلوم تھی کہ آگ دکھانے سے وہ پھٹتی اور اڑتی ہے، یہ بھی ظاہر ہے کہ اُن کے آتشین آلے خاص کر جلانے اور دشمن کو ڈرانے کے لیے برتے جاتے تھے، لیکن انھین توپ ڈھالنی نہین آتی تھی، ایسے آلات کے بنانے مین بھی انھون نے کچھ ترقی نہین کی تھی جنسے آگ یا پتھر دشمن پر پھینکے جاتے تھے، اُن کے قلعہ شکن آلات کا دارومدار منجنیقون پر تھا جنمین پھینکنے یا گرانے کی قوت یا تو کسی چیز کو بل دیکر بلون کے دفعتہً کھلنے سے یا دو طرف برابر کے وزن رکھکر ایک طرف کے وزن کو یکبارگی ہٹا لینے سے پیدا ہوتی تھی،

مغلون نے سنہ ۱۲۳۰ سے سنہ ۱۲۴۰ تک کے زمانے مین وسط یورپ کو فتح کر لیا، جس زمانے مین مسیحی راہب شوارتس (بارود کا جرمن موجد) زندہ تھا اسوقت مغل روسی پولینڈ یا پولی روس مین موجود تھے، شوارتس کا وطن فرائی برگ اس رقبے کے اندر تھا جس پر مغلون نے فتوحات کا سلسلہ جاری کیا تھا، اور جس مقام پر یہ جرمن راہب شوارتس بارود بنانے مین مصروف ہوگا وہ مقام مغلون کے صدر مقام سے تین سو میل کے اندر ہوگا، (شوارتس کے اس دعوے کے ساتھ انصاف کرنے کیلئے

کہ وہ باروت کا موجد تھا اتنا بیان کردینا ضروری ہے کہ کوئی مصدقہ تحریر ایسی موجود نہین ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ مغلون نے یورپ مین لڑتے وقت کبھی باروت سے کام لیا تھا، لیکن یہ بھی خیال مین رہنا چاہیئے کہ یورپ کے تاجر اور سوداگر مغلون مین اپنا مال بیچا کرتے تھے اور مال بیچکر یورپ کے شہرون مین واپس آیا کرتے تھے)

دوسرا موجد باروت کا انگلستان مین پادری روجر بیکن مانا گیا ہے، مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس موجد نے باروت کبھی عام طور پر استعمال کے لیے نہین بنائی، اس نے صرف ایک سفوف کا تذکرہ کہ اسمین آگ پکڑ کر پھٹنے اور اڑنے کی خاصیت ہے اپنی تصانیف مین بے شک کیا ہے، پادری روبریک کو سینٹ لوئی بادشاہ فرانس نے اپنا سفیر بنا کر مغلون کے پاس بھیجا تھا، اس پادری سے روجر بیکن نے ملاقات کی تھی اور اس سے گفتگو بھی کی تھی اور مشرق کی نسبت بہت سی باتین بھی اس سے معلوم کی تھین، چنانچہ روجر بیکن اپنی کتاب اوپس مایوس مین پادری روبریک کی تصنیف کی نسبت لکھتا ہے کہ "مین نے یہ تصنیف دیکھی ہے اور اس کے مصنف سے بات چیت بھی کی ہے" (اس کے خلاف یہ بحث ہو سکتی ہے کہ روبریک کی تصنیف مین باروت کا بالکل ذکر نہین ہے اور ہم یہ بھی فرض نہین کر سکتے کہ دربار مغل مین صرف چھ ماہ کے قیام مین پادری روبریک باروت کی پوری کیفیت سے واقف ہو گیا ہو گا، نیز یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ روجر بیکن نے جب پہلی مرتبہ باروت کے اجزا یعنی شورے اور گندھک کا ذکر اپنی کتاب مین کیا ہے تو یہ ذکر پادری روبریک کے یورپ مین واپس آنے سے کچھ ہی پہلے کیا تھا)

یہ امر کہ یورپ مین باروت کے دو بڑے موجد اس پچھتر برس کے زمانے مین زندہ تھے جب کہ یورپ مغلون کی لشکر کشی سے بیدار اور ہوشیار ہو کر ان آلات حرب سے جو مغل کام مین لاتے تھے

واقف ہو رہا تھا اور باروت کے دونون موجدون کو ایک طور پر مغلون سے واسطہ پڑا تھا ایسی بات ہے کہ اس پر کم یا زیادہ زور دینا ہر شخص کی ذاتی رائے پر منحصر ہے،

لیکن ناقابلِ اعتراض شہادت اس بات کی موجود ہے کہ جرمنی مین آتشین آلات اور توپ دونون اس زمانے مین نظر آنے لگے تھے، جبکہ راہب شوارتس (جرمنی کا موجد باروت) زندہ تھا، توپ سازی مین یورپ نے بہت جلد ترقی کی، اور توپ ترکون کے ذریعہ سے قسطنطنیہ کے رستے ایشیا مین آئی، چنانچہ ہندوستان کے پہلے مغل بادشاہ کے ہان ۱۵۲۵ء مین بڑے منہ کی توپین موجود تھین، جنکے چلانے پر رومی (یعنی ترک) توپچی مقرر تھے، اور چین مین سب سے پہلے سترھوین صدی عیسوی مین یسوعی (جلیسواٹ) فرقے کے عیسائیون نے دھات کی توپ ڈھالی،

اور یہ صورت بھی عجیب ہو گی کہ ۱۵۸۱ء مین تاتاریون پر فوجکشی مین یورپ کی رہنے والی قوم کاسک (قزق) توپ بندوقین چلائے اور ایشیا مین لوگ توپ سے اس درجہ ناواقف ہون کہ لڑائی کے میدان مین دشمن کے سامنے توپ کھینچتے ہوئے لائین اور سمجھین کہ یہ خود چلکر دشمن کو غارت کر دے گی،

خلاصہ یہ کہ چینیون نے باروت سب سے پہلے بنائی تھی، اور اُس کے آگ پکڑتے ہی پھٹنے اور اڑنے کی خاصیتون سے بھی وہ واقف تھے، اور ان باتون کا علم انھین شوارتس اور روجر بیکن سے کہین پہلے ہو چکا تھا، لیکن لڑائی مین چینیون نے باروت سے بہت کم کام لیا تھا، ہان یہ سوال کہ یورپ کے لوگون نے باروت کا علم چینیون سے حاصل کیا یا خود اُسے ایجاد کیا ایسا سوال ہے جس پر موافق اور مخالف دونون پہلوؤن سے بحث ہو سکتی ہے، لیکن اسمین شبہہ نہین کہ ایسی توپ جو لڑائی مین کام دیسکے وہ سب سے پہلے یورپ ہی کے لوگون نے بنائی تھی،

اس بحث مین حقیقت الامر کبھی دریافت نہ ہوسکیگی لیکن یہ عجیب بات ہے کہ میتھیو پیرس اور اسپلاٹو کا باشندہ طامس اور عہد وسطیٰ کے دیگر مورخین اُس خوف کا ذکر کرتے ہین جو یورپ کے لوگون مین مغلون کے دھوئین اور آگ والے آلون نے پیدا کیا تھا، آلات ضرور مغلون کیساتھ لڑائی مین رہا کرتے تھے مگر ہم سمجھتے ہین کہ اس آگ اور دھوئین سے اشارہ اُس خاص ترکیب کی طرف ہے جو دشت گوبی کے سوار دھوکا دینے کو چلا کرتے تھے یعنی دیہات مین سوکھی گھاس کا کوئی بڑا قطع دیکھکر اس مین آگ لگا دی، اور اس کے شعلون کی آڑ مین دشمن کی طرف بڑھنے لگے، مگر گمان غالب یہ ہے کہ ان مورخون کا مطلب صرف باروت کے استعمال سے ہے جبکا حال ابھی تک یورپ مین کسی کو معلوم نہ تھا، اور جسے مغل ہنڈیون مین بھرکر دشمن پر پھینکا کرتے تھے، کارپینی نے خاص قسم کے آگ گرانے والے آلون کا ذکر کیا ہے جنسے مغلون کے سوار کام لیتے تھے، اور ان آلون مین آگ کو ایک قسم کی دھونکنی سے تیز کیا جاتا تھا،

بہرکیف یہ جو کچھ بھی ہو مغلون کے آگ اور دھوئین سے ہمارے عہد وسطیٰ کے مورخ سمجھتے تھے کہ مغلون کے بھوت اور شیطان ہونے کی بس یہی بڑی قوی دلیل ہے،

(۷)

ساحر اور صلیب

سوبدامی اور جبی نویان کی سرکردگی مین مغلون کے تومان کوہ قفقاز سے گذر رہے تھے کہ گرجستان کے عیسائیون سے ان کا مقابلہ ہوگیا ہمغلون نے گرجیون کو شکست دیدی، گرجیون کی ملکہ رسودان نے شہرانی کے اسقف داؤد نامی کے ہاتھ ایک خط روما کے پاپا کو روانہ کیا اور اُسمین لکھا کہ مغل اپنے لشکر کے آگے آگے ایک عَلَم لے کر چلتے تھے اور اس علم پر نشانِ صلیب بنا ہوا تھا، اسی نشان کی وجہ سے گرجی دھوکے مین آگئے اور سمجھے کہ مغل عیسائی ہین،

اسی طرح شہر لیگ نٹز کی لڑائی مین پولینڈ کے مورخون نے لکھا کہ مغل ایک بڑا علم لیے ہوئے نمودار ہوئے، اس علم پر یونانی حرف X کی شکل کا ایک نقش بنا ہوا تھا، ایک مورخ نے اِس نقش کی نسبت لکھا کہ مغلون کے مذہبی پیشواؤن یعنی شامانون نے صلیب کی ہنسی اڑانے کے لیے یہ نقش بنایا تھا اور غالبًا اسطرح بنایا تھا کہ بھیڑ کی رانون کی دو ہڈیان لیکر ایک کو دوسرے پر آڑا رکھدیا تھا کیونکہ بھیڑ کی ہڈیون سے یہ شامان اکثر جادو اور سحر کیا کرتے تھے، اس علم کے قریب کچھ آدمی نیچی نیچی عبائین پہنے چلتے تھے اور اُن کے ہاتھون مین ہنڈیان تھین جنسے دھوئین کے بادل اٹھکر اس عَلم کی صورت کو اور بھی خوفناک بنا دیتے تھے،

یہ قیاس درست نہین معلوم ہوتا کہ مغلون کے سپہ سالار جو اپنے فن مین بڑے لائق اور ہوشیار تھے دشمن کو دھوکا دینے کے لیے فوج کے آگے صلیب لے کر چلے ہون، لیکن یہ ممکن ہے کہ مغلون

کے لشکر کے ساتھ کوئی جماعت نسطوری عیسائیون کی ہو اور وہ اپنے آگے صلیب لے کر چلتی ہو،
لیگ نٹز کے قریب مغلون کے لشکر کے ساتھ عیسائی پادری بھی دیکھے گئے تھے، ممکن ہے کہ اُن کے
ہاتھون مین عود روشن کرنے کے ظروف ہون اور ان سے بخورا ٹھتے ہون،

(۸)

سوبدای بہادر اور وسطِ یورپ سے مقابلہ

مغلون اور یورپ کے لوگون مین طاقت آزمائی چنگیز خان کی زندگی مین پیش نہین آئی، بلکہ ۱۲۳۵ء کی قوریلتای کے بعد اوگدای خان کے دورِ حکومت مین مغلون نے یورپ پر لشکرکشی کی، مختصر حالات حسب ذیل ہین،

باتو پسرِ جوجی قبائل سیراوردہ کو ساتھ لیے یورپ مین مغرب کی طرف چلا تاکہ ان ملکون پر قبضہ کرے جن سے سوبدای ۱۲۲۳ء مین گھوڑا دوڑاتا ہوا گذرا تھا، ۱۲۳۸ء سے ۱۲۴۰ء کے موسم خریف تک باتو خان نے دریاے اتیل (The Volga) کے علاقون مین جسقدر قومین رہتی تھین اُن کو اور روسی شہرون اور بحر اسود سے متصل کاہستانون کو مسخر کرلیا اور آگے بڑھکر کیف (Kiev) کے شہر پر حملہ کیا اور وہان سے مغربی پولینڈ (Poland) مین بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ریاست روتھینیا (Ruthenia) مین (کیونکہ اس زمانہ مین پولینڈ کی سلطنت کئی ریاستون مین تقسیم ہوچکی تھی) فوجین لوٹ مار کے لیے روانہ کین،

جب مارچ ۱۲۴۱ء مین برف پگھلنے لگی تو کارپتھین (Carpathian) پہاڑون کے شمال مین مغلون کا صدر مقام شہر لیمبرگ (Lemberg) اور کیف (Kiev) کے درمیان کہین تھا، سوبدای بہادر کو جو اس لڑائی کی جان تھا جن دشمنون اور مخالفون سے مقابلہ کرنا پڑا وہ یہ تھے،

سوبدای کے سامنے پولینڈ کی ریاستون کے امیر کبیر بولسلاس (Boleslas
the Chste) کی فوجین آراستہ تھین، ان کے پیچھے شمال کی طرف یعنی سیلیسیہ (
Silesia) کے علاقے مین وہان کے ڈیوک ہنری (Henry the Pious) نے ایک لشکر
تیس ہزار باشندگان پولینڈ اور باویریا (Bavaria) کا جس کے ساتھ ٹیوٹن (Teuton)
سوار اور فرانس کے طبقۂ ٹمپلرز (Templars) کے شہسوار بھی تھے جمع کر دیا تھا، اور ان سب
نے اس امر کا تہیہ کر لیا تھا کہ مغلون کی اس فوجکشی کا اچھی طرح جواب کر کے انھین اپنے ملک سے
نکال دینگے، پولینڈ کے امیر کبیر بولسلاس کے لشکر سے مغرب کی جانب بوہیمیا (Bohemia)
کے بادشاہ نے سیلیسیہ کے ڈیوک ہنری سے بھی بڑھکر ایک لشکر تیار کر لیا تھا، اس لشکر مین آسٹریا
(Austria) سیکسنی (Saxony) اور برانڈن برگ (Brandenburg)
سے فوجین آکر شامل ہوتی گئی تھین،

مغلون کے بائین ہاتھ کے سامنے میکیسلاس (Mieceslas) بادشاہ گالیشیہ
(Galicia) اور کارپیتھین پہاڑون کے والیان ریاست نے اپنی اپنی ریاستون کو محفوظ کرنے
کی تیاریان کین، اور مغلون کے اسی بائین ہاتھ کو کارپیتھین پہاڑون سے جنوب کی جانب ہنگاریہ
(Hungary) کا بادشاہ بیلا چہارم (Bela IV) کے علم کے نیچے قوم مگیار (Magyar) کا
ایک لشکر جو تعداد مین ایک لاکھ تھا جمع ہو رہا تھا،

اب اگر باتو خان اور سوبدای بہادر جنوب کی طرف بڑھکر ہنگاریہ مین جانا چاہتے تو پولینڈ
کے لشکر کی طرف سے پیٹھ ہوتی تھی اور اس صورت مین یہ لشکر مغلون پر عقب سے حملہ کر دیتا، اگر
سوبدای کے مغل مغرب کی طرف بڑھتے تھے کہ پولینڈ والون سے لڑائی چھیڑین تو پہلو پر حملہ کرنے

کو ہنگاریہ کی فوجین تیار کھڑی تھین،

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون کے لشکرون نے جسقدر تیاریان کی تھین ان سب کا حال سوبدای اور باتوخان کو پہلے ہی سے معلوم ہوگیا تھا، ایک سال قبل مغلون نے جو قراول ادھر بھیجے تھے اُنھون نے ملک اور ملک کے بادشاہون کے حالات سے اپنے سردارون کو بخوبی واقف کر دیا تھا، مغل تو عیسائیون کے حالات سے اسطرح واقف ہو چکے تھے لیکن عیسائیون کو مغلون کی نقل و حرکت کا کچھ علم نہ تھا،

جب زمین اتنی خشک ہوگئی کہ رسالے آگے چل سکین تو باتوخان نے انھین بڑھنے کا حکم دیا، اور اسبات کا مطلق خیال نہ کیا کہ دریاے پری پت (Pripet) کے قریب پانی اور دلدل کی زمینین اور کارپتھین پہاڑون کے کنارے کنارے ترائی مین بڑے بڑے جنگل اور بن کھڑے ہین، باتوخان نے اس لشکر کے چار حصے کئے تھے، ان مین جو حصہ سب سے زیادہ مضبوط تھا اُسے دو سردارون کی سرکردگی مین پولینڈ کی فوجون سے لڑنے بھیجا، یہ دونون سردار چنگیزخان کے پوتے قیدوخان اور بیبرس خان تھے،

مغلون کے لشکر کا یہ حصہ جو قیدو اور بیبرس کے تحت مین تھا، بڑی تیزی سے مغرب کیطرف چلا، اور پولینڈ کے امیر بوسلاس کی فوج سے اُسکا مقابلہ اس وقت ہوا جبکہ یہ فوج مغلون کے چند قراولون کے تعاقب مین تھی، پولینڈ کی فوج نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا مگر آخرکار مغلون سے شکست کھائی، بوسلاس بھاگ کر موراویا (Moravia) کے علاقے مین چلا گیا اور اسکی منہزم فوجین شمال کی طرف ہٹ گئین، مغلون نے اُدھر ان کا تعاقب نہین کیا، یہ لڑائی ۱۸ / مارچ سنہ ۱۲۴۱ء کو ہوئی تھی، پولینڈ کے شہر کراکوف (Cracov) کو مغلون نے جلا کر خاک کر دیا،

غرض اسطرح پولینڈ کو شکست دینے کے بعد اب قیدو اور بیبرس کی فوجین سیلیسیہ کے ڈیوک ہنری (Henry the Pious) سے مقابلہ کو بڑھین، ہنری کو اتنا موقع اور وقت نہ ملا کہ بوہیمیا کی فوجون سے اپنا لشکر جا ملاتا،

مغلون کا مقابلہ سیلیسیہ کے ڈیوک ہنری کے لشکر سے شہر لیگ نٹز (Liegnitz) کے قریب ۹، اپریل ۱۲۴۱ء کو ہوا، یہ شہر سیلیسیہ کے علاقے کا تھا، اس لڑائی کا حال کسی کا چشم دید ہم تک نہین پہنچا، صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ جسوقت مغلون نے دھاوا کیا تو جرمن فوجین اور پولینڈ کی فوجین مغلون کے حملے کی تاب نہ لا سکین اور مغلون نے ان کو تقریبًا نیست و نابود کر دیا، سیلیسیہ کا ڈیوک ہنری اور اس کے تمام سردار اور امراء اس لڑائی مین مارے گئے، ایک آدمی بھی زندہ نہ بچا، اور طبقہ اسبیطار (Hospitallers) کی صلیبی جماعت جو ہنری کے ساتھ تھی اُسکا بھی یہی انجام ہوا، بیان ہوا ہے کہ ٹیوٹن فرسانِ صلیب کا مقدمِ اعلیٰ میدانِ جنگ مین مارا گیا، طبقہ ٹمپلرز کے نو سردار اور پانچسو ارکان اس معرکے مین قتل ہوگئے [۱]،

لیگ نٹز کا مغلون نے محاصرہ کر لیا، محصورون نے خود شہر مین آگ لگا دی، لیگ نٹز کی لڑائی کے دوسرے دن قیدو اور بیبرس کو مع اپنی فوجون کے بوہیمیا کے بادشاہ وینکسلاس (Wenceslas) کا مقابلہ پچاس میل آگے بڑھکر کرنا پڑا، وینکسلاس آہستہ آہستہ آگے بڑھنے مین دیکھتا تھا کہ مغل کبھی نظر آجاتے ہین اور کبھی غائب ہوجاتے ہین، بادشاہ بوہیمیا کے زرہ پوش بھاری رسالے اسقدر زبردست تھے کہ مغلون کے تومان اُن پر ایلغار نہ کرسکتے تھے، لیکن بھاگ دوڑ

[۱] قصہ مشہور ہے کہ مغلون نے عیسائی مقتولون مین سے سب کا ایک ایک کان کاٹ لیا، جب ان کٹے ہوئے کانون کو مغلون نے جمع کیا تو اُن سے سات بورے بھرے گئے، مغل یہ تھیلے اپنے ساتھ لیکر باتو خان کے پاس پہنچے بدقسمت بادشاہ ہنری کا سر نیزے پر لگا کر لیگ نٹز مین لائے،

مین یہ رسالے ختا کے سواروں سے بیٹھے تھے، مغلون نے اپنے گھوڑون کو آرام دیا اور بادشاہ بوہیمیا کی آنکھون کے سامنے سیلیسیہ اور موراویا (Moravia) کے سرسبز اور خوشنما علاقون کو لوٹنا اور غارت کرنا شروع کر دیا، آخرکار وینکسلاس اپنے بھاری رسالے مغلون کے مقابلے مین نہ لا سکا، اور مغلون نے اسے کوئی دھوکا ایسا دیا کہ وہ میدانِ جنگ سے ہٹ کر شمال کی طرف نکل گیا، اور قیدو خان اور بیبرس کی فوجین جنوب کا رخ کر کے باتو سے جا ملین،

صلیبی طبقہ ٹمپلرز کے مقدم پونسی دویان نے بادشاہِ فرانس سنٹ لوئی، (St. Louis) کو لکھا "واضح ہو کہ جرمانیہ کا بادشاہ اور اُس کے تمام امرا اور افسرانِ کلیسہ اور ہنگاریہ مین جسقدر آدمی تھے وہ سب صلیب اٹھا کر مغلون کے مقابلے کو گئے ہوئے ہین، لیکن ہمارے بھائیون سے جو اطلاع ہمین ملی ہے اگر وہ صحیح ہے اور خدا کی مرضی بھی یہی ہے کہ یہ بادشاہ اور امرا اور افسرانِ کلیسہ لڑائی مین ہار جائین تو پھر کوئی چیز مغلون کو آپ کے ملکِ فرانس تک پہنچنے سے روکنے والی باقی نہ رہیگی"،

لیکن جسوقت ٹمپلرز کے مقدم نے بادشاہِ فرانس کو یہ خط بھیجا تھا تو ہنگاریہ کی فوجین مغلون سے شکست کھا چکی تھین، سوبدای اور باتو لشکر کے باقی تین حصّے کارپیتھین پہاڑون کے تنگ درون مین سے نکال کر ہنگاریہ مین اسطرح داخل ہوئے تھے کہ بر نغار گالیشیا کی سمت سے آیا اور جرنغار سوبدای کی سرکردگی مین مولداویہ (Moldavia) کی طرف سے داخل ہوا چھوٹے چھوٹے یورپین لشکر جسقدر راہ مین ملے مغلون نے انھین غارت کر دیا، اب مغلون کے لشکر جو مختلف سمتون سے داخل ہوئے تھے ایک ہو کر بادشاہ ہنگاریہ بیلا اور اسکی فوجون کے مقابل شہر پستھ (Pesth) کے قریب آئے،

زمانہ شروع ماہ اپریل کا تھا یعنی لیگ نٹز کی لڑائی سے کچھ ہی پہلے پستھ کا معرکہ پیش آیا تھا ' سوبدای اور باتو کو علم نہ تھا کہ چنگیز خان کے دونون پوتے قیدو اور بیبرس جو شمال کی طرف اس وقت دریائے اوڈر (Oder) کے کنارے تھے کیا کر رہے ہین، سوبدای اور باتو نے ان شہزادون اور اپنے لشکر مین راستہ کھولنے کے لیے ایک تومان یعنی دسہزار سوار روانہ کئے،

ہنگاریہ کا اسقف یوگولین (Ugolin) ایک چھوٹا سا لشکر لئے مغلون کی اس دسہزار فوج کی طرف بڑھا، مغل ایک مرطوب علاقے کی طرف ہٹے اور انھون نے یوگولین کے ہنگاری لشکر کو گھیر لیا، یوگولین بھاگا، اس بھاگنے مین صرف تین آدمی اس کے ساتھ تھے باقی کل لشکر مغلون کے ہاتھون غارت ہو چکا تھا،

اس اثنا مین ہنگاریہ کے بادشاہ بیلا نے اپنے لشکر کو دریائے طونہ (ڈینیوب) اتروانا شروع کیا، اس لشکر مین اسوقت قوم مگیار اور کروٹ اور جرمن اور فرانسیسی طبقہ ٹمپلرز کے شہسوار تھے جو خاص طور پر ہنگاریہ مین مامور کئے گئے تھے، ان سب کی تعداد ایک لاکھ تھی، جسوقت ہنگاریون کا یہ لشکر سامنے آیا تو مغل اسے دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹے، باتو اور سوبدای اور منکو فاتح کیف اس مقام کے معائنے کے لیے اپنے لشکر سے علحدہ ہو گئے تھے جو انھون نے لڑائی کے لیے تجویز کیا تھا، یہ مقام موہی (Mohi) کا میدان تھا جو سایو دریا (The Sayo) اور ٹوکے (Tokay) کی پہاڑیون سے جنبر تاکستان تھے اور لومنٹز (Lomnitz) کے اونچے پہاڑون اور تاریک جنگلون سے گھرا ہوا تھا،

مغل دریائے سایو اترنے کے بعد بیلا کے لشکر کو دیکھکر پیچھے ہٹے تھے، اس دریا کو ایک سنگین چوڑے پل سے وہ اترے تھے مگر اترنے کے بعد انھون نے اسے صحیح سلامت رکھا

تھا، چنانچہ اب پل سے ادھر ہی کو ہٹتے ہوئے تقریباً پانچ میل جھاڑیون اور گھاس مین چلے آئے، بادشاہ ہنگاریہ بیلا کا لشکر بے سوچے سمجھے مغلون کے تعاقب مین چل پڑا، اور موہی کے میدان مین پہنچکر ڈیرے ڈالدیئے، ہنگاری لشکر کا سامان بہت بھاری تھا سوار اور گھوڑے سب لوہے اور فولاد مین غرق تھے اور یہی کیفیت اس لشکر کی باقی سپاہ کی تھی، اب ہنگاریہ کی ایک ہزار سپاہ نے پل کے دوسری طرف جاکر تمام جنگل چھان مارا مگر مغلون کا کہین پتہ نہ چلا،

رات ہوئی تو سوبدای نے لشکر کے برنغار کی سرداری اپنے ذمے لی اور ایک بڑا چکر کاٹکر دریا کے کنارے ایک مقام پر آیا جہان پہلے اس نے ایک گھاٹ دیکھا تھا، اس گھاٹ پر سوبدای نے دریا پر پل باندھنا شروع کیا تاکہ فوج کو دریا اترنے مین آسانی ہو،

صبح ہوئی تو باتو کی فوج قراول پھر اس پہلے سنگین پل کی طرف آئی اور یورپین فوج پر جو پل کی حفاظت کرتی تھی اچانک حملہ کردیا، اور اس کے کل آدمیون کو قتل کر ڈالا، اب باتو نے اپنے باقی لشکر کو دریا کے اسی طرف صف بستہ کرکے سات منجنیق نصب کئے اور اُن سے بادشاہ ہنگاریہ بیلا کے رسالون پر پتھر برسانے شروع کئے،

بیلا کے رسالے چاہتے تھے کہ مغلون کو پل اتر کر اپنی طرف ایلغار نہ کرنے دین لیکن مغل سوار بیلا کی فوج مین جو بے ترتیب ہو چلی تھی گھس پڑے، مغلون کا "علم نہ پایہ" جس مین نو گھوڑون کی دُمین (قطاس) بندھی تھین[1] علمدار کے ہاتھ مین تھا، یہ عجیب خوفناک جھنڈا تھا، اس کے گرد دھوئین کے بادل چھائے رہتے تھے، یہ دھوان آگ بھرے طشتون سے اٹھتا تھا جنھین مغلون

---

[1] گھوڑے کی دمین لکھنا تسخر ہے، علم مین نو گچھے گجگاو یا غیاغ کے بالون کے لگائے جاتے تھے، گجگاو پہاڑی بیل ہے جس کے سینے اور پیٹ پر بڑے بڑے بال ہوتے ہین، (مترجم)

کے مشتاماں ہاتھوں مین لیے علَم کے ساتھ ساتھ چلتے تھے، ایک یورپین نے لکھا ہے کہ سانولے رنگ کا ایک لمبی واڑھی کا آدمی یہ دھوان اٹھا رہا تھا۔"

بادشاہِ ہنگاریہ بیلا کے امرا بڑی جوانمردی سے لڑے، ان کی دلیری وشجاعت مین کسی طرح کا شبہہ نہین، مگر لڑائی نہایت سخت تھی اور دوپہر تک برابر جاری رہی، اس عرصے مین سویدائی بہادر اُس پل سے اتر کر جو خود اس نے تیار کیا تھا اپنی فوجین لیے آیا، اور دشمن کے عقب مین پہنچکر اس شدّت کا ایلغار کیا کہ ہنگاریہ کی سپاہ بالکل شکست کھا گئی، اس معرکے مین طبقۂ ٹمپلرز کے ایک ایک سوار نے لڑکر میدانِ جنگ مین جان دی، اور یہی حال لیگ نٹز کی لڑائی مین ہوا تھا کہ ٹیوٹن سوار سب لڑتے لڑتے میدان مین کام آئے تھے،

اب مغلون کی فوجین ہٹ کر مغرب کی طرف بڑھین اور پہاڑی درے والی سڑک کو جس سے بادشاہِ بیلا کی فوجین لڑائی کے میدان مین آئی تھین کھلا چھوڑ دیا، ہنگاریہ کی فوجین بھاگین، مغلون نے اطمینان سے ان کا تعاقب کیا اور اس تعاقب مین دو دن کی راہ تک تمام سڑکین یورپ کے سوارون اور پیدلون کی لاشون سے پٹ گئین، چالیس ہزار یورپین اس لڑائی مین مارے گئے، بادشاہِ ہنگاریہ بیلا کا بھائی جان توڑ رہا تھا، اور اسقفِ اعظم مر چکا تھا' لیکن اس حالتِ زار مین مجبوراً بیلا کو اپنے ہمراہیون کا ساتھ چھوڑنا پڑا، یہ محض بادشاہِ بیلا کے گھوڑے کی تیز رفتاری تھی کہ وہ مغلون کے تعاقب سے جاں بر ہو سکا، اور دریائے ڈینیوب کے کنارے آکر ایک جگہ چھپ گیا، مگر مغلون کو یہ حال معلوم ہو گیا، بیلا یہان سے اٹھکر کارپتھین پہاڑون مین بھاگ گیا، اور کچھ دنون بعد عیسائیون کی ایک خانقاہ مین چلا آیا، یہ وہی خانقاہ تھی جہان بادشاہِ بیلا کے ساتھی بوسلاس امیرِ پولینڈ نے پناہ لی تھی، اب مغلون نے ہنگاریہ

کے پایۂ تخت پسیتھ کا محاصرہ کرلیا اور شہر گران (Gran) کے مضافات مین آگ لگادی اسکے
بعد مغل ملک اسٹریا مین بڑھ کر شہر نیوسٹاٹ (Nieustadt) تک پہنچے، پھر جرمن
فوجون سے جو بہت آہستہ بڑھتی تھین اور بوہیمیا والون سے کنارہ کرکے مغلون نے اپنا رخ بدلا،
اور بحرایڈریاٹک (Adriatic Sea) کے ساحل پر چلے آئے، یہان سوائے ایک شہر راگوسا
(Ragusa) کے اور سب شہرون کو جو ساحل پر تھے لوٹ لیا، غرض دو ماہ سے کم مین دریائے
ایلبی[1] (THe Elbe) کے سرچشمون سے لیکر سمندر تک مغلون نے یورپ کو فتح کر لیا، اور
اور اس فتح مین یورپ کے تین بڑے لشکرون اور تقریبًا دس بارہ چھوٹے لشکرون کو شکستین
دین، اور جس قدر شہر راستے مین آئے انھین حملہ کرکے فتح کرلیا، صرف ایک شہر اولمتز (Olmutz)
ایسا تھا جسے یاروسلاف (Yaroslav) نے جو اسٹرن برگ (Sternberg) کا امیر تھا
بارہ ہزار فوج کی مدد سے مغلون سے بچا لیا،

تقریبًا پانچسو برس گذرے تھے کہ فرانس مین چارلس مارٹل نے تور (Tours) کی
لڑائی مین فتح پاکر مسلمانون سے یورپ کو بچا لیا تھا، لیکن اس وقت یورپ والے کوئی لڑائی ایسی
نہ لڑے کہ مغلون سے یورپ کو بچا لیتے، یورپ کی فوجین اس زمانے مین صرف اس بات کی قابلیت
رکھتی تھین کہ سب مل کر اپنے اپنے بادشاہون کی سرکردگی مین ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و
حرکت کرلین، یہ بادشاہ بھی ہنگاریہ کے بادشاہ بیلا اور فرانس کے بادشاہ سنٹ لوئی (St.
Louis) کی طرح میدان جنگ مین لڑنے کی لیاقت نہ رکھتے تھے، یورپ کی فوجون کے بہادر
و دلیر ہونے مین کلام نہ تھا لیکن مغلون کی بلاخیز تاخت و ایلغار کے مقابلے مین جن کے سپہ سالار

---

[1] جرمنی کا دریا ہے جو بحر شمال (نورتھ سی) مین گرتا ہے، اس کے سرچشمے ملک بوہیمیا کے پہاڑون مین ہین،

بھی سوبدای اور منکو اور قیدو جیسے جنگ آزما ہون جن کی عمرین ایشیا اور یورپ مین لڑتے گذری تھین کسی طرح بازی نہ لے جا سکتی تھین، بہرکیف مغلون کی یہ لڑائی یورپ مین ختم نہ ہونے پائی تھی کہ قراقورم سے ایک قاصد اوگدای قاآن کے مرنے کی خبر لایا اور اس کے ساتھ یہ حکم بھی لایا کہ مغل فوراً گوبی کو واپس ہو جائین،

اس واقعہ سے ایک سال کے بعد گوبی مین جسوقت قوریلتای ہوئی تو اس مین جنگِ موہی کا ذکر کچھ عجیب طریقے سے آیا، باتو نے سوبدای کو الزام لگایا کہ اُس نے میدانِ جنگ مین پہنچنے مین دیر کی جس کی وجہ سے بہت سے مغلون کی جان مفت مین ضائع ہوئی، بڈھے سوبدای نے فوراً جواب دیا،

"ذرا یاد کرو، تمھارے سامنے دریا گہرا نہ تھا، اور وہان پل پہلے سے موجود تھا، لیکن جہان مین دریا اترا تھا وہان پانی بہت گہرا تھا اور مجھے پل بھی باندھنا پڑا تھا"

باتو نے سوبدای کا عذر تسلیم کیا اور پھر سوبدای پر کسی طرح کا اعتراض نہ کیا،

(۹)

یورپ والے مغلون کی نسبت کیا خیال رکھتے تھے،

ہمارے بیان سے اب تک یہ بات کافی طور پر ظاہر ہو چکی ہے کہ مغلون کے لشکر اس زمانے کے یورپین لشکرون سے بہت سی چیزون مین بڑھے ہوئے تھے، مغلون کی فوجین بہت آسانی سے نقل و حرکت کر سکتی تھین، سوبدای بہادر نے جس وقت دس ہزار فوج سے ہنگاریہ پر چڑھائی کی ہے تو اُس نے اور اُس کی تمام فوجون نے دو سو نوے میل کی مسافت تین دن سے کم مین طے کی تھی، مورخ پونسے دو یون لکھتا ہے کہ مغل ایک دن مین اتنا چلتے تھے کہ تار تریس سے پیرس پہنچ جائین، اسی زمانے کا ایک دوسرا مورخ مغلون کے حال مین لکھتا ہے کہ کھلے میدانون کی لڑائی مین بالخصوص ذاتی ہمت و مردانگی اور فنون حرب مین مزاولت کی وجہ سے دشمن کو شکست دینے مین جو قابلیت مغلون کو حاصل تھی وہ کسی دوسری قوم کو نہ تھی،

اس رائے سے پادری کارپنی نے بھی اتفاق کیا ہے، یہ پادری خاقان مغل کے دربار کو اُس وقت روانہ ہوا ہے جبکہ مغلون کی ۱۲۳۸ء-۴۲ والی ہولناک فوجکشی یورپ مین ختم ہو چکی تھی، پادری کی اس روانگی کا مدعا یہ تھا کہ پند و نصیحت کے ذریعہ سے بے دین مغلون کو کسی طرح عیسائیون کے قتل سے باز رکھے، کارپنی لکھتا ہے کہ کسی سلطنت یا ملک مین تنہا اتنی قوت نہین ہے کہ وہ تاتاریون کی لشکرکشی کو روک سکے، مگر اس کے ساتھ ہی پادری موصوف یہ بھی کہتا ہے کہ تاتاری

جسمانی طاقت اور زور کے بل پر اتنا نہین لڑتے جتنا کہ چالون اور ترکیبون سے لڑتے ہین،

اس دلیر اور ہمت والے پادری نے جو خدا کی باتون کے علاوہ امورِ جنگ مین بھی غائر نظر رکھتا تھا لکھا ہی کہ تاتاری تعداد مین بہ نسبت اور قومون کے کم ہین اور جسمانی طاقت اور ہاتھ پاؤن بھی یورپ والون کے برابر نہین رکھتے، اس کے بعد ہی پادری یورپ کے بادشاہون کو جو بے تکلف اپنی فوجون کے سپہ سالار بن جاتے تھے، چاہے سرداری کی قابلیت رکھتے ہون یا نہ رکھتے ہون نصیحت کرتا ہے کہ اپنا فوجی انتظام مغلون کے انتظام کے مطابق کر لین، چنانچہ لکھتا ہے کہ

"ہماری فوجون مین وہی انتظام ہونا چاہیے جو تاتاریون کی فوجون کا ہے، اور لڑائی کے قواعد بھی انھی کے قواعد کی طرح سخت ہونے چاہئین، لڑائی کے لیے میدان جہانتک ممکن ہو ایسی جگہ تجویز کرنا چاہیے جہان زمین ہموار ہو اور چارون طرف کی چیزین صاف نظر آتی ہون، تمام لشکر کو صرف ایک ہی مقام پر صف بستہ نہ کیا جائے، بلکہ اس کے حصے کر دیئے جائین، ہمارے فوجی سردارون کو چاہیے کہ دن ہو یا رات اپنے اپنے رسالون کو ہمیشہ ہوشیار اور مسلح اور لڑائی کے لیے بالکل تیار رکھین، تاتاری شیطان کی طرح ہر وقت بیدار اور ہوشیار رہتے ہین"

"اگر عیسوی ملکون کے بادشاہ مغلون کی ترقی کو مسدود کرنا چاہتے ہین تو عیسوی سلطنتون کا آپس مین متحد ہو جانا اور باہمی مشورت سے مغلون کا مقابلہ کرنا بہت ضروری ہے"

کارپینی نے مغلون کے ہتھیارون پر بھی غور کرنے سے غفلت نہین کی اور یورپ کی سپاہ کو نصیحت کی کہ وہ اپنے ہتھیار ہمیشہ درست رکھین، لکھتا ہے کہ مسیحی ملکون کے بادشاہون کو چاہیے کہ نہایت مضبوط دستی اور کندے دار کمانون اور توپون سے اپنی سپاہ کو بخوبی مہیا رکھین، توپون سے مغل بہت ڈرتے ہین، کمانون اور توپون کے علاوہ اپنے سپاہیون کو لوہے کے گرز اور تبر

ایسے دین جن کے دستے خوب لمبے ہون، تیرون کے فولادی پھلون کو تاتاریون کی طرح وہ بھی تیز اور سخت بنائین یعنی انھین آگ مین سرخ کرکے فوراً نمک کے پانی مین ڈالدین، اس سے تیرون مین ایسی سختی پیدا ہوجائے گی کہ وہ سپر اور زرہ سب کو چھید ڈالین گے، ہماری سپاہ کے پاس خود و زرہ بکتر کا تمام سامان ایسا ہونا چاہیئے کہ پیدل اور سوار اور سوارون کے گھوڑے سب محفوظ ہوجائین اور فوجون مین جس فوج کے پاس حفاظت کی یہ چیزین نہ ہون اُسے چاہیئے کہ اس قسم کے ساز و سامان رکھنے والی فوج کے پیچھے رہے،

ان ابنائے صحرا کی تیراندازی کا نقش بھی کارپینی کے دل پر خوب بیٹھا تھا، ایک جگہ لکھتا ہے کہ "پہلے تو مغلون کے سوار دشمن کے آدمیون اور گھوڑون کو تیرون سے زخمی کرتے ہین اور جب وہ گھائل ہوجاتے ہین تو دوڑ کر اُن سے گتھ جاتے ہین"

اس زمانے مین جرمنی کے بادشاہ فریڈرک[1] نے (اور یہ فریڈرک وہی ہے جو پاپائے روما سے لڑ پڑا تھا) یورپ کے بادشاہون سے مدد مانگی، اور انگلستان کے بادشاہ کو لکھا کہ "تاتاری پستہ قد ہین مگر ہاتھ پاؤن کے خوب گٹھیلے ہین، بڑے بہادر، دلیر اور ہمت والے ہین، افسر کی زبان سے حکم سنتے ہی بڑے بڑے خطرون مین جان کھپانے کو تیار ہوجاتے ہین......

...... لیکن یہ بات افسوس کے ساتھ کہنے کے قابل ہے کہ پہلے ان کا زرہ بکتر معمولی چمڑے یا لوہے کا ہوتا تھا، مگر اب وہ باریک کڑیون کی اعلیٰ درجہ کی زرہ اور زیادہ کارگر ہتھیار کام مین لاتے ہین، کوئی پوچھے کہ یہ چیزین ان کے پاس کہان سے آئین، یہ سب چیزین عیسائیون کا مال

---

[1] فریڈرک ثانی۔ (۱۱۹۴ - ۱۲۵۰ع) مقدس رومانی شہنشاہ بادشاہ صقلیہ و یروشلم ۱۱۹۶ء مین مقام فرانکفرٹ مین انتخاب کے ذریعہ سے جرمانیہ کا بادشاہ تسلیم کیا گیا، (مترجم)

تھین جنھین مغل لوٹ کرے گئے، پس یورپ کے لوگون کو افسوس اور شرمندگی کے ساتھ محسوس کرنا چاہیئے کہ اب ہم اپنے ہی ہتھیارون سے ہلاک اور غارت کئے جارہے ہین، مغل اب ہم سے بہتر گھوڑون پر سوار نظر آتے ہین، اور اب وہ ہم سے بہتر غذا کھاتے ہین، اور اُن کا لباس بھی اب ایسا بدنما اور گنوارو نہین رہا ہے جیسا کہ ہمارا ہے "

جس زمانے مین کارپینی نے یہ عبارت لکھی تھی اسی زمانے مین مغلون کے سالارِ لشکر نے جو لڑنے مین مصروف تھا فریڈرک کو لکھا کہ تم ہمارے خاقان معظم کی رعیت بننا قبول کرو، رعیت بننے کی جو شرطین مغلون نے بیان کین وہ یہ تھین کہ شہنشاہ فریڈرک پہلے تو خود اور پھر اپنی رعایا کو مغلون کی تحویل مین دیدے اور اپنے تئین مغلون کا قیدی اور اسیر سمجھنے لگے تاکہ سب کی جانین سلامت رہین[1]، اس کے بعد شہنشاہ فریڈرک قراقورم مین حاضر ہو اور وہان خاقان جو خدمت اُس کے لیے تجویز کرے اُسے بجالائے، یہ پیغام سنکر فریڈرک نے بہت سادگی سے کہا کہ "مجھے کیا آتا ہے شکاری پرندون کی دیکھ بھال البتہ اچھی کر لیتا ہون، اس لئے خاقان کے دربار مین قوش باشی کی خدمت میرے لیے بہت موزون ہو گی"

---

[1] اطاعت قبول کر لینے مین بھاری بھاری محصول بھی ادا کرنے پڑتے تھے جو بعض وقت مقررہ شرح سے دوچند اور سہ چند وصول کئے جاتے تھے، مغل رعایت پسند بھی تھے اور حرص بھی بہت رکھتے تھے،

چنگیز خان کے حالات پڑھنے سے اتنا خیال ضرور پیدا ہوتا ہو کہ لڑائی پر جانے کے لیے وہ اپنی جگہ سے کم ہلتا تھا تاوقتیکہ کوئی خاص ضرورت نہ ہو لڑائی پر نہ جاتا تھا، مگر اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی پر جانے کی ضرورت بھی وہ خود ہی پیدا کیا کرتا تھا، چنگیز خان نے اپنے ظفریاب مغلون مین تین باتین ایسی پیدا کر دی تھین جو ان مین پشتہا پشت تک قائم رہین، ایک یہ کہ جو قومین مغلون کی اطاعت قبول کرین انھین غارت نہ کیا جائے، دوسرے یہ کہ جو قومین غرور کرین ان سے لڑائی کبھی بند نہ کی جائے، تیسرے یہ کہ تمام مذہبون کے ساتھ یکسان درجہ پر رواداری رکھی جائے،

(۱۰)

یورپ کے بادشاہوں اور مغلوں میں خط و کتابت

سنہ ۱۲۴۲ء مین جب باتو پسر جوچی اور سوبدای بہادر یورپ سے چلے آئے تو خبر گرم ہوئی کہ مغلون کا دوسرا حملہ یورپ پر ہونے والا ہے، اس خبر سے سب پر خوف طاری ہوا اور اس خوف نے عیسوی ملکون کے تاجدارون کو مجبور کیا کہ وہ مغلون کے روکنے کی کوئی تدبیر کرین، پوپ انوسنٹ چہارم نے لیوان مین مجلس کی تاکہ اور باتون کے ساتھ عیسائی مذہب کو محفوظ رکھنے کے مسئلہ پر بھی بخوبی غور کیا جائے، بادشاہ فرانس سینٹ لوئی نے جس کے مزاج مین احتیاط کم تھی علی الاعلان کہا کہ اگر اب مغل پھر آئے تو فرانس کے جس قدر بہادر ہین وہ کلیسہ کی حمایت مین اپنی جانین قربان کر دینگے، یہ کہکر بادشاہ لوئی صلیبی لڑائیون مین شریک ہونے مصر چلا گیا، یہ صلیبی لڑائیان وہی تھین جنکا انجام عیسائیون کے حق مین نہایت مضر ہوا، بادشاہ لوئی نے مختلف وقتون مین مغلون کے پاس جنکے لشکر اس وقت بحرِ خزر کے جنوب مین بایجو خان کی سرکردگی مین مقیم تھے پادری اور ایلچی بھیجے،

بادشاہ لوئی نے ایک سفارت خانِ قراقورم کے پاس روانہ کی، اس سفارت کا جو نتیجہ ہوا وہ محض ایک لطیفہ تھا، جوائن ویلی عہدِ وسطےٰ کا ایک مورخ لکھتا ہے کہ جس وقت بادشاہ لوئی کے سفیر بہت ہی حقیر تحفے لیے خاقان کے دربار مین پیش ہوئے تو خاقان نے حاضرینِ دربار سے مخاطب ہوکر کہا، "امرائے دربار، دیکھو افرنجیون کے بادشاہ نے ہماری

اطاعت قبول کی ہے اور ذرا اس خراج کو بھی دیکھو جو اُس نے ہماری حضور مین پیش کیا ہے"

مغلون نے فرانس کے بادشاہ لوئی کو بار بار سمجھایا کہ وہ خاقان کی اطاعت قبول کرے، اور خاقان کا باجگذار ہو جائے" اس صورت مین خاقان کے سایۂ اقبال و دولت مین ہم اس کی حفاظت بھی اسیطرح کرینگے جیسے اور بادشاہون کی کرتے ہین" مغلون نے بادشاہ لوئی کو ایشیائے کوچک مین سلجوقیون سے لڑنے کے لیے بھی کہا، کیونکہ یہ زمانہ وہ تھا جبکہ مغل خود سلجوقیون سے لڑ رہے تھے، بادشاہِ فرانس لوئی نے ان واقعات کے چند سال بعد پادری روبریک کو جو بڑا عقلمند اور دل کا مضبوط آدمی تھا خاقان کے دربار مین بھیجا لیکن اُسے سمجھا دیا کہ دیکھو خاقان کے دربار مین جب جاؤ تو فرانس کے سفیر بنکر ہرگز نہ جانا اور نہ کوئی حرکت ایسی کرنا جس سے تمھارا یہ سفر اس بات کی علامت سمجھا جائے کہ ہم نے مغلون کی اطاعت قبول کر لی ہے،

مغلون کے لشکر سے لوئی کے پاس بہت سے خطوط آئے، ان مین ایک خط سے ظاہر ہوا کہ مغلون مین بہت آدمی عیسائی مذہب رکھتے ہین، ایک مراسلے مین پادری روبریک نے خاقان کا یہ فقرہ نقل کر کے بھیجا کہ" ہم اپنے حکم اور اختیار کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتے ہین کہ مسلمانون کے ملکون مین جسقدر عیسائی رہتے ہین وہ غلامی سے آزاد اور محصولون سے مستثنےٰ کیے جائین، اور اُن کی عزت و ناموس کا لحاظ کیا جائے، کوئی آدمی اُن کے گرجاؤن اور مال و اسباب پر ہاتھ نہ ڈالے، جو گرجا منہدم کر دیئے گئے ہین اُن کو پھر تعمیر کیا جائے اور عیسائیون کو اپنے گرجاؤن مین ناقوس بجانے کی اجازت دیجاوے"

ایران مین مغلون کے ایلخانی بادشاہون کے پاس کئی کئی عیسائی بیویان تھین، اور آرمینیہ کے عیسائی اُن کے دربار مین وزیر اور مشیر ہوتے تھے، فلسطین مین پرانے مجاہدینِ صلیب کی

اولاد کہین کہین باقی تھی، اور یہ لوگ مغلون کی فوجون مین بھرتی ہو گئے تھے، اور ارغون شاہ ایلخانی[1] نے ایسے گرجاؤن کو اپنے صرف سے درست کرا دیا تھا جو پہلی لڑائیون مین گرا دئے گئے تھے، یہ کل واقعات بالکل صحیح ہین،

ایک مسلمان مورخ نے لکھا ہے کہ "۱۲۵۹ء مین مغل ایلخان ہلاکو پسر تولی پسر چنگیز خان نے فرمان جاری کیا کہ تمام ملک شام مین ہر ایک مذہبی فرقہ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ علانیہ اپنے مذہب کی پیروی کرے، اور کسی مسلمان کو دوسرے کے مذہب مین مزاحم ہونے کی اجازت نہین ہے، جس دن یہ فرمان جاری ہوا، اُس دن کیا اعلیٰ اور کیا ادنیٰ کوئی عیسائی ایسا نہ تھا جس نے اچھے اچھے کپڑے پہنکر خوشی نہ منائی ہو"

فلسطین کے عیسائیون کے ساتھ مغلون کا سلوک جیسا کچھ بھی ہو مگر یہ واقعہ ہے کہ سپہ سالار نے ۱۲۷۴ء مین مسلمانون سے لڑنے کے لیے یورپ کے لشکرون سے مدد چاہی، اور اسی غرض سے سولہ آدمیون کی ایک سفارت پہلے پاپائے روما کے پاس اور پھر بادشاہ انگلستان ایڈورڈ کے پاس بھیجی، بادشاہ انگلستان نے چونکہ وہ یروشلم جانے کا قصد نہ رکھتا تھا بہت سے شرعی حیلون کے ساتھ مغلون کو جواب دیا کہ ہم نے آپ کے قصد کو معلوم کیا کہ آپ ارض مقدس کو عیسوی مذہب کے دشمنون سے پاک کرنا چاہتے ہین، عیسائیون کے لیے آپ کا یہ قصد بڑا موجب منت گذاری ہے اور ہم آپکا شکریہ ادا کرتے ہین، لیکن سردست ہم آپ کو اسکی اطلاع نہین دیسکتے کہ ہم ارض مقدس مین کب وارد ہو سکین گے"

اسی زمانے مین پاپائے روما نے بائیجو خان کے پاس جو اس وقت بحر خزر کے قریب تھا

---

[1] ارغون خان (۱۲۸۴ء تا ۱۲۹۱ء) یہ چوتھا ایلخان تھا، اس نے مسلمانون پر بہت سختیان کی تھین، دیکھو اشاعت اسلام از ملٹ صفحہ ۱۹۰، (مترجم)

چند پادریون کو ایلچی بناکر بھیجا، ان پادریون نے مغلون کو بہت ناراض کر دیا، ناراضی کی ایک وجہ تو
یہ ہوئی کہ ان پادریون کو خاقان کا نام معلوم نہ تھا، دوسری وجہ ناراضی کی یہ ہوئی کہ یہ پادری
کافرون کو اس بات کی تلقین کرنے آئے تھے، کہ آدمیون کا خون بہانا بڑا گناہ ہے، مغلون نے
کہا کہ روما کا پاپا بڑا ہی جاہل ہوگا کہ اس آدمی کا نام تک نہین جانتا جو تمام دنیا پر اسوقت اپنی
حکومت کا ڈنکا بجا رہا ہے، رہا دشمنون کا خون بہانا تو یہ کام تو مغل خود "خدا کے فرزند" کے حکم سے
کر رہے ہین، بائیجو خان کی نیت ہوئی کہ ان پادریون کی گردن اڑا دے لیکن پھر یہ خیال
کر کے کہ آخر یہ ایلچی ہین انھین صحیح سلامت پاپا کے پاس واپس کر دیا،

بائیجو خان نے جواب مین خط لکھا جو پوپ انوسنٹ کے ایلچیون کو دیا گیا، یہ خط نقل کرنے
کے قابل ہے، مضمون یہ تھا،

خان معظم کے ارشاد سے بائیجو خان جواب لکھتا ہے " پوپ، کیا تجھے علم ہے کہ تیرے سفیر
ہمارے پاس تیرا خط لے کر حاضر ہوئے ہین، ان سفیرون نے بہت بڑھ چڑھکر ہم سے باتین کین،
ہمین نہین معلوم کہ تیرے حکم سے انھون نے ایسا کیا، پس ہمارا پیغام یہ ہے کہ اگر تجھے اپنی زمین اور
اپنے پانی پر جو تیری میراث ہے، سلطنت کرنی منظور ہے تو ہمارے پاس آکر اس شخص کے سامنے
حاضر ہو جو روئے زمین کا مالک ہے، اگر تم نہین آسکوگے تو ہم نہین جانتے کہ اسکا کیا انجام ہو، انجام
کا علم صرف خدا کو ہے، لیکن بہتر ہوگا کہ قاصدون کی معرفت ہمین اطلاع دو کہ تم آؤگے یا نہین۔
اور آؤگے تو دوست کی حیثیت سے حاضر ہوگے یا یہ حیثیت تمھاری اس وقت نہ ہوگی"

اس بات کے کہنے کی ضرورت نہین کہ پوپ انوسنٹ چہارم قراقورم تشریف نہین لے گئے
اور نہ مغل پھر یورپ واپس آئے، لیکن کوئی شہادت یا علامت ایسی نظر نہین آتی جس سے معلوم

کہ مغربی یورپ کے لشکرون نے اپنی طاقت اور زور سے مغلون کو یورپ مین بڑھنے سے روک دیا، آسٹریا کے شہر نیوسٹاٹ مین جسوقت مغل موجود تھے تو وہ اپنے وطن سے چھ ہزار میل کے فاصلے پر تھے، جب سوبدای اور تولی کی عمرین پوری ہوئین تو یہ دنیا سے چل بسے، باتوسپر جوجی اپنا زرین دارالحکومت یعنی شہر سراے تعمیر کرکے وہان چین کرنے لگا، ایشیا کے صحراؤن مین خانہ جنگی شروع ہوئی، اس آپس کی لڑائی سے مغرب کی طرف مغلون کا بڑھنا بند ہوگیا، تیرہوین صدی عیسوی کے خاتمے پر مغلون نے ایک مرتبہ پھر یورپ مین ہنگاریہ کو تاراج کیا، اس کے بعد دریاے اتیل (وولگہ) کے کاہستانون کو واپس چلے گئے،

(۱۱)

چنگیز خاں کی قبر

کئی برس ہوئے لندن کے اخباروں مین خبر شائع ہوئی تھی کہ پروفیسر پیٹر کزلوف نے ایک مقام دریافت کرکے ثابت کیا ہے کہ یہی چنگیز خان کا مدفن ہے۔ اس قصّے سے لوگون مین بڑی دلچسپی پیدا ہوئی، لیکن بعد کو خود پروفیسر موصوف نے لینن گراد سے ایک تار دیکر اس قصے کی تردید کردی، یہ تار ۱۱، نومبر ۱۹۲۷ء کو نیویارک ٹائمز مین شائع ہوا تھا،

پروفیسر کزلوف نے گوبی کے جنوب مین شہر قراخوتو کی تلاش اور وہان کی سیتھی سائبیری تہذیب و تمدن کی تحقیقات مین لکھا تھا کہ "چنگیز خان کی قبر کا موقع کہ وہ کہان ہے ابھی تک دریافت نہین ہوسکا"

واقعہ یہ ہے کہ چنگیز خان کی قبر مدت سے بے نشان ہے اور بہت سی متضاد خبرین اسکی نسبت مشہور ہوگئی ہین، مارکوپولو نے اپنے سفرنامے مین اسکا یونہی سا ذکر کیا ہے اور اسبات کو فرض کرلیا ہے کہ جہان اور مغل بادشاہون کی قبرین ہین وہین چنگیز خان کی قبر بھی ہوگی،

رشید الدین فضل اللہ جامع التواریخ مین لکھتے ہین کہ چنگیز خان ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا تھا، جسکا نام یکہ قوروق تھا، اور شہر ارجہ کے گرد جو پہاڑیان تھین ان مین یکہ قوروق کی پہاڑی شہر سے سب مین زیادہ قریب تھی، اس مقام کا ذکر مغلون کے مورخ سانگ ست زین نے

بھی اکثر کیا ہے، کواترمیر اور یورپ کے دیگر محققین نے اس پہاڑی کو شہر ارجہ کے قریب مقام خانولا سے مطابق کردیا ہے، لیکن یہ سب باتین شبہہ سے خالی نہین،

مسیحی خانقاہون کا افسر اعلیٰ پالادیوس لکھتا ہے کہ مغلون کے زمانے کی تحریرون مین کہین کوئی تذکرہ ایسا نہین ہے جس سے تصدیق ہو سکے کہ چنگیز خان کس جگہ دفن ہوا تھا،

بعد کے زمانے کی ایک روایت جسے مسٹر ورنر نے نقل کیا یہ ہے کہ چنگیز خان کی قبر اردوس کے علاقے مین انجین کورو مین ہے اور یہان برس کے ہر تیسرے مہینے کی اکیسوین تاریخ ایک رسم ادا کی جاتی ہے جسمین مغل شہزادے شریک ہوتے ہین اور چنگیز خان کے تبرکات مثلاً اس کے گھوڑے کا زین، تیر چلانے کی کمان اور اور چیزین قبر پر لائی جاتی ہین، یہان کوئی قبر نہین ہے، بلکہ ایک احاطہ لشکر کے اترنے کا ہے اور اس کے گرد پتھر اوپر نیچے رکھ کر ایک دیوار سی کھینچ دی ہے، اس احاطہ مین سپید نمدے کے دو خیمے نصب ہین اور لوگون کو اس بات کا یقین ہے کہ ان خیمون مین سے کسی مین پتھر کا ایک صندوق رکھا ہے، لیکن اس صندوق مین کیا ہے اسکا حال کسی کو نہین معلوم،

مسٹر ورنر کو اس کا یقین ہے کہ جس مقام پر خیمے نصب کئے جاتے ہین، وہین کسی جگہ چنگیز خان دفن ہے، اور اب بھی پانچ سو خانوار جنھین خاص خاص حقوق حاصل ہین اس مقام کی حفاظت کرتے ہین، یہ مقام دیوار چین اور دریائے ہوانگ کے بڑے خم سے جنوب مین خط استوا سے چالیس۴۰ درجے شمال اور گرینچ سے ۱۰۹ درجے مشرق مین واقع ہے،

مسٹر ورنر اپنے اس بیان کے ثبوت مین کالاچین کے مغل شہزادے کا بیان نقل کرتے ہین، کالاچین کا یہ شہزادہ چنگیز خان کی اولاد مین ہے، شاید اس شہزادے کا بیان بہ نسبت مورخون

کے متضاد اور غیر واضح بیانات کے زیادہ صحیح ہو،

(زیادہ حالات پڑھنے ہوں تو یول کورڈیر کا "سفرنامہ مارکوپولو" جلد اوّل کے صفحات ۲۴۷ - ۲۵۱ دیکھے جائیں، نیز مسٹر ورنر کی کتاب "مارکوپولو کی قبر" اور ڈبلو، روک ہل کا "روزنامچہ" بھی پڑھا جائے)
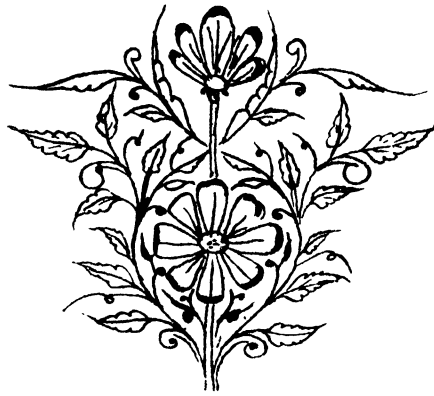
(۱۲)

ختا کا خردمند یئی لیو چتسای

اس نوجوان ختائی کو اپنی زندگی مین جسقدر مشکل خدمتین ادا کرنی پڑین، شاید ہی کسی دوسرے کو ادا کرنی پڑی ہون، چنگیز خان کا منظورِ نظر ہو چکا تھا، ختا کے دانشورون مین یہ پہلا شخص تھا جو بلادِ مغرب مین مغلون کا ہم سفر رہا اور مغلون نے اس فلسفی، منجم و طبیب کے لیے مشکلین پیدا کرنے مین کوئی کسر نہ رکھی، فوج کا ایک سردار جسے تیر چلانے کی کمانین بنانے مین کمال حاصل تھا، ایک دن ختا کے اس دراز ریش اور دراز قد فلسفی سے کہنے لگا کہ

"تلوار چلانے والون مین کتاب کے کیڑے کا کیا کام؟"

چتسای نے جواب دیا "عمدہ کمانین تیار کرنے کے لیے تو ایسا آدمی جو لکڑی کا کام بنانا جانتا ہو کافی ہو جاتا ہے لیکن جب کسی سلطنت کا نظم و نسق درپیش ہو تو پھر اس کے لیے اربابِ عقل و دانش ہی ڈھونڈنے پڑتے ہین۔"

چتسای چنگیز خان کو بہت عزیز ہو گیا تھا، مغرب کے ملکون پر طول طویل لشکر کشی کے زمانے مین مغل تو لوٹ کا مال جمع کرتے تھے اور ختا کا یہ دانشمند قلمی کتابین اور علمِ ہیئت کی زیچین اور طرح طرح کی جڑی بوٹیان جو دواؤن مین کام دین جمع کیا کرتا تھا، سفر مین جہان سے گذرتا وہان کے جغرافی حالات قلمبند کرتا، اور ایک مرتبہ جب مغلون کے لشکر مین وبا پھیلی تو جو فوجی

سردار ہر وقت اُسکی ہنسی اڑایا کرتے تھے اُن سے حکیمانہ انتقام اسطرح لیا کہ ریوند چینی پلا پلا کر سبکو تندرست کردیا،

چنگیز خان چیتسای کی دیانت داری اور منصف مزاجی کی بہت قدر کرتا تھا مغلون کا لشکر جو راستے مین کشت و خون کرتا چلتا تھا اُسے چیتسای جہانتک ممکن ہوتا خونریزی سے باز رکھنا چاہتا، قصہ مشہور ہے کہ کوہ ہمالہ کے نیچے سلسلون مین چنگیز خان نے چلتے چلتے ایک عجیب قسم کا چوپایہ دیکھا، صورت اس کی ہرن کی سی تھی مگر رنگ سبز تھا اور سر پر صرف ایک سینگھ تھا، اس جانور کو دیکھتے ہی خان نے چیتسای کو طلب کرکے پوچھا کہ اس قسم کے جانور کو راہ مین دیکھنا کیسا ہے، چیتسای نے بہت متانت سے جواب دیا،

"یہ چوپایہ جو حضور نے دیکھا اُسے کیوتوآن کہتے ہین، اس جانور کو دنیا کی تمام زبانین آتی ہین، زندہ آدمیون سے اُسے عشق ہے لیکن آدمیون کا خون کرنے سے اُسے سخت نفرت ہے، اس وقت حضور کے سامنے اسکا ظاہر ہونا ایک قسم کی ہدایت و تنبیہ ہے، اے میرے خان، اب اس راہ پر آپ نہ چلین"

چنگیز خان کا جب انتقال ہوگیا تو اوگدای خان اسکا جانشین ہوا، اسوقت سلطنت کا کل انتظام چیتسای کے سپرد ہوگیا، چیتسای نے مجرمون کو سزا دینے کے اختیارات مغل سردارون کے ہاتھ سے نکال لیے اور اس کام کے لیے عامل اور مجسٹریٹ مقرر کئے، اور محصول جمع کرنے والون کو خزانہ کی نگرانی سپرد کی، چیتسای کی کم گوئی اور ہمت اور عقلمندی نے مغل خاقانون کو اس سے خوش رکھا، بادشاہون کو خوش رکھنے کی ترکیبین چیتسای کو خوب آتی تھین، اوگدای خان بڑا شرابی تھا، چیتسای سمجھتا تھا کہ خان کی جتنی عمر زیادہ ہو اپنا فائدہ

ہے، شراب چھوڑنے کے لیے اکثر خاقان کو سمجھایا کرتا، جب نصیحتون کا اثر نہ ہوا تو ایک دن لوہے کا ایک پیالہ جسمین کئی دن سے بھری رکھی تھی اوگدای کے سامنے لاکر رکھا، شراب کے اثر سے پیالہ اندر کے رخ کہین کہین سے گلنا شروع ہوگیا تھا،

چیتسای نے عرض کیا "جب شراب لوہے کو گلا دیتی ہے تو خیال فرمائین کہ حضور کے امعاء پر شراب نے کیا کچھ اثر نہ کیا ہوگا"

اوگدای یہ بات سنکر حیرت مین ہوا اور شراب پینے مین کمی کردی، گو اخیر مین شراب ہی اس کی موت کا باعث ہوئی، ایک مرتبہ اوگدای نے کسی بات پر ناراض ہوکر اس وزیر دانا کو قید کر دیا، لیکن پھر جلد خیال آیا اور حکم دیا کہ فوراً چیتسای رہا کردیا جاے، رہائی کا حکم سنکر چیتسای نے قیدخانے کی کوٹھری سے باہر نکلنا پسند نہ کیا، اوگدای نے آدمی بھیجا کہ چیتسای کیون دربار مین حاضر نہین ہوتا،

ختا کے اس عاقل نے جواب کہلا بھیجا کہ "حضور نے مجھے اپنا وزیر مقرر کیا تھا، پھر حضور نے مجھے قیدخانے بھیجدیا، پس مین گنہگار ٹھہرا، اب حضور نے رہائی کا حکم دیا اس لئے بیگناہ ثابت ہوا، اگر حضور نے مجھے محض ایک کھیل سمجھا ہے تو جس طرح چاہین میرا تماشا بنائین، حضور ہر طرح مالک مختار رہین، لیکن غور کا مقام ہے کہ اس حالت مین فدوی امور سلطنت کس طرح انجام دے سکتا ہے"

چیتسای عہدۂ وزارت پر بحال کیا گیا اور اس بحالی سے خدا کی بہت مخلوق کو فائدہ پہنچا، جب اوگدای کا انتقال ہوگیا تو سلطنت کا انتظام چیتسای سے لے لیا گیا اور ایک وزیر عبدالرحمٰن نامی کو یہ خدمت سپرد ہوئی، عبدالرحمٰن نے رعایا پر سختی کی، اس رنج مین

چِتساای مرگیا،

بعض مغلون نے اس یقین سے کہ چِتساای نے خاقانون کے زمانے مین بڑی دولت جمع کی ہو گی اس کے گھر کی تلاشی لی، مگر تلاشی لینے والون نے دولت اور دفینون کی جگہ یہ دیکھا کہ سارا گھر موسیقی کے آلون اور قلمی کتابون اور نقشون اور لوحون اور پتھرون سے جنپر کتبے کندہ ہین ایک عجائب خانہ بنا ہوا ہے،

(۱۴)

اوگدای پسر چنگیز خاں اور اسکی دولت،

اوگدای خان کو باپ کے تخت پر بیٹھتے ہی معلوم ہوا کہ وہ بغیر کوشش اور ارادے کے نصف دنیا کا مالک ہوگیا ہے، اوگدای مین خوش مزاجی اور مروت (جس حد تک یہ چیزین مغلون مین ہو سکتی تھین) موجود تھین، اپنے بھائیون کی طرح ظالم و سفاک نہ تھا. قراقورم مین خیمون کے عالیشان قصر مین بیٹھا رہتا، ہزار ہا آدمیون کو دیکھتا کہ تخت کے سامنے آکر زانوے ادب تہ کرتے ہین، ان کی باتین سنتا. ان کامون کے سوا دوسرا کوئی کام اُسے نہ تھا، اسکے بھائی اور مغل سپہ سالار لڑائیون مین مصروف رہتے اور چتسای ملک کی آمدنی کی نگہداشت کرتا؛

اوگدای اچھے تن و توش کا آدمی بہت مضبوط، خلیق اور طبیعت کا نرم ایک عجیب تصویر پیش کرتا ہوگا، وہ ایک بڑا فیاض اور دریا دل صحرائی تھا، ختا کی لوٹی ہوئی دولت دس بارہ سلطنتون کی حسین عورتین اور بیشمار چراگاہون کے گلّے اُس کے قبضے مین تھے، اس خیال سے دل کو ایک تسکین سی ہوتی ہے کہ اوگدای کے کام بادشاہون کے سے نہ تھے، جب اُس کے امیرون وزیرون نے خاقان کی اس عادت پر اعتراض کیا کہ جو کچھ سامنے ہوتا ہے وہ دوسرون کو بخش دیتا ہے تو خاقان نے جواب دیا کہ "دنیا چھوڑکر ایک دن جانا ہے، پھر جس جگہ پہنچکر آرام سے بسنا ہوگا وہ بنی نوع انسان کا گوشۂ دل اور اُنکی یادآوری ہوگی"!

ہندوستان اور ایران کے بادشاہون نے بڑی دولت جمع کی تھی، اوگدای اُن کے اس طریقے کو پسند نہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ "وہ بیوقوف ہین، اس سے ان کو کچھ نفع نہ ہوگا، کیونکہ دنیا سے باہر وہ کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لے جائین گے"

مسلمان تاجرون نے جنھین روپیہ کمانے کا چسکا تھا جب سنا کہ خاقان بڑی بے پروائی سے دولت لٹا رہا ہے تو یہ کب چوکنے والے تھے، اچھی اچھی چیزین لیکر دربار مین حاضر ہوئے اور ہر چیز کی بڑی بھاری قیمت مانگی، رات کو جب خاقان دربار مین بیٹھتا تو یہ تاجر قیمتون کی فردین پیش کرتے، ایک مرتبہ دربار کے چند امیرون نے خاقان سے عرض کیا کہ یہ سوداگر قیمتین بہت زیادہ طلب کرتے ہین، اوگدای نے کہا مجھے معلوم ہے، یہ تاجر یہان آتے ہی اس لیے ہین کہ زیادہ نفع اٹھائین، مین نہین چاہتا کہ اس دربار سے وہ ناامید ہوکر اپنے وطن جائین،

کبھی کبھی اوگدای قصر سے چپ چاپ نکل کر دشت گوبی کا "ہارون الرشید" بنجاتا، راستے مین کوئی آوارہ گرد ملتا تو اُس سے باتین کرتا، ایک دفعہ شکار مین ایک بڈھے فقیر نے جس کی مفلسی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی خاقان کو تین خربوزے دیئے، اوگدای کے پاس اسوقت نہ روپیہ تھا اور نہ کوئی قیمتی کپڑا تھا، فوراً اپنی ملکہ موکہ خاتون سے جو شکار مین ساتھ تھی کہا کہ اپنے کانون کے دو موتی اتار کر اس محتاج کو دیدو، موتی بہت بڑے اور نہایت آبدار تھے،

ملکہ نے عرض کیا "بہتر ہوگا کہ یہ فقیر کل حاضر ہو، اس وقت خزانہ سے زر و جامہ جس قدر حکم ہوگا فوراً دیدیا جائے گا، نقد روپیہ سے جس قدر کام اس محتاج کا نکلیگا وہ ان موتیون سے نہ نکلیگا"

اوگدای نے جواب دیا کہ "فقیر کو طاقت انتظار نہین ہوتی، کل تک یہ نہین ٹھہر سکتا، اور ہمارے موتی کہین جائین گے نہین، بہت جلد ہمارے ہی خزانے مین واپس آجائین گے"

اوگدای کو شکار کھیلنے اور کشتی دیکھنے اور گھوڑ دور مین شریک ہونے کا وہی شوق تھا جو اور سب مغلون کا تھا، قوال اور مطرب پہلوان اور کشتی گر ختا اور ایران سے چل کر اُس کے دربار مین حاضر ہوا کرتے تھے، خاندانی جھگڑے جنھون نے آخر کار چنگیز خان کی اولاد مین تفرقہ ڈال دیا اسی خاقان کے زمانے سے شروع ہو گئے، ایرانیون اور چینیون اور مسلمانون اور بدھ مذہب والون مین مذہبی مباحثے ہونے لگے، اوگدای کو ان جھگڑون سے سخت نفرت تھی، مگر طبیعت مین سختی نہ تھی؛ سادگی البتہ اتنی تھی کہ اسکی وجہ سے لڑنے والون کو خود ہی زک اٹھانی پڑتی تھی، ایک دن ایک بدھ مذہب کا آدمی جو صرف تازی زبان بولنی جانتا تھا، خاقان کے پاس آیا اور کہا کہ چنگیز خان نے خواب مین نمودار ہو کر مجھے حکم دیا ہے کہ "جاؤ اور ہمارے فرزند سے کہو کہ وہ تمام مسلمانون کو قتل کر ڈالے کیونکہ مسلمان بڑی ہی بد قوم ہین"

یہ سب جانتے ہی تھے کہ چنگیز خان نے مسلمانون پر سختیان کی تھین؛ اور اب خان اعظم کے اس یر لیغ (فرمان) کا کہ مسلمان قتل کئے جائین، ایک شخص کے خواب مین نافذ ہونا نہایت غور طلب مسئلہ ہو جاتا، اوگدای خان نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد اس آدمی سے پوچھا،

"کیا خواب مین خاقان آنجہانی نے کسی ترجمان کے ذریعہ سے تمھین یہ حکم دیا تھا"

اُس آدمی نے بڑی بے باکی سے جواب دیا "نہین حضور، خاقان نے مجھ سے خود فرمایا تھا"

اس پر اوگدای نے پوچھا "کیا تم مغلی زبان جانتے ہو"

ظاہر تھا کہ خواب کا راوی سوائے تازی زبان کے دوسری زبان نہ جانتا تھا، اُس نے فوراً جواب دیا کہ "مین مغلی زبان نہین جانتا" اس پر اوگدای نے کہا "تو بے شک تم نے ہمارے سامنے جھوٹ بولا، کیونکہ چنگیز خان صرف مغلی زبان بولنی جانتے تھے، اور کسی زبان مین وہ بات

نہ کر سکتے تھے، خاقان کو اِس آدمی کے جھوٹ بولنے پر اسقدر غصہ آیا کہ اُسے فوراً قتل کر دیا،

ایک مرتبہ ختا کے چند بازیگر آئے اور انھون نے پردے تان کر پتلیون کا تماشا خاقان کو دکھانا شروع کیا، ہر قوم کے ایک ایک آدمی کی شکل پردے پر دکھاتے تھے، شدہ شدہ انھون نے ایک بڈھے کی شکل دکھائی کہ سر پر اس کے دستار ہے اور داڑھی بالکل سپید ہے، اور گھوڑے کی دم مین اس بڈھے کو باندھ کر گھسیٹا جاتا ہے، اوگدای نے پوچھا "یہ کون ہے"؛
بازیگرون کے افسر نے عرض کیا کہ حضور یہ مسلمان ہے اور مسلمان قیدیون کو مغل سپاہی یونہین گھسیٹتے ہوئے لے جاتے ہین؛

اوگدای نے فوراً تماشا بند کرنے کا حکم دیا، اور نوکرون کو اشارہ کیا کہ بغداد اور بنجارا کے نفیس کپڑے اور جواہرات کی نادر چیزین جسقدر ہون حاضر کرو، اور ختا کی جو چیزین موجود ہون انھین بھی لاؤ اور دونون کو برابر برابر رکھو، جب سب چیزین سامنے رکھی گئین تو اوگدای نے اُن ختائیون سے کہا تم نے دیکھا کہ تمھارے ملک کی چیزین مسلمانون کے ملکون کی چیزون سے کس قدر ادنیٰ ہین، ہمارے ملک مین محتاج سے محتاج مسلمان بھی ایسا نہین ہے جس کے پاس ختائی غلام نہ ہون، لیکن ختا کے کسی بڑے سے بڑے امیر کے ہان بھی کوئی مسلمان غلام نہین ہے، چنگیز خانی یاسا کا بھی تمھین علم ہوگا کہ اُس مین مسلمان کے قاتل کو چالیس اشرفیان انعام[1]

---

[1] مصنف نے یہان "انعام" کا لفظ لکھا ہے، یہ یقینی غلط ہے، فارسی تاریخون مین اس لفظ کی جگہ "خونبہا" یا "دیت" آیا ہے، مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے قاتل کو اپنی جان بچانے کے لیے چالیس اشرفیان بطور خونبہا کے دینی پڑتی تھین، اور ایک ختائی کا قاتل خونبہا مین صرف ایک گدھا دے کر سزا سے بچ سکتا تھا، "انعام" کا کوئی موقع بھی نہ تھا، کیونکہ چنگیز خان کے لیے مسلمان رعایا کا قتل کونسا مشکل کام تھا کہ اس کے لیے وہ انعام مقرر کرتا، (مترجم)

مین دیے جانے کا حکم ہے، اور ایک ختائی کے قاتل کا صلہ صرف ایک گدھا بیان ہوا ہے، پھر تم مسلمانون کی توہین کیونکر کرسکتے ہو، یہ کہکر خان نے ختا کے بازیگرون کو اپنے سامنے سے نکلوا دیا،

(۱۴)

خانہ بدوش فاتحوں کا آخری دور

چنگیز خاں کے پوتے منکو کے اردو میں پادری روبریک کا آنا

خاقان مغل کا پائے تخت پہلے گوبی مین تھا، پھر گوبی سے وہ ختا مین منتقل کیا گیا، اس نقل مستقر سے پہلے کے حالات مغلون کے یورپ کے صرف دو آدمیون نے لکھے تھے۔ ان مین ایک مسیحی راہب کارپینی اور دوسرا پادری روبریک تھا، روبریک بہت توانا و تندرست آدمی تھا، دل کڑا کرکے گھوڑے پر سوار ہو یورپ سے مغولستان پہنچا، دل مین کچھ کچھ یقین اس بات کا تھا کہ اس سفر مین بڑی اذیت سے مارا جائیگا، روبریک اپنے آقا سینٹ لوئی بادشاہ فرانس کے حکم سے گوبی روانہ ہوا تھا، حیثیت بادشاہی سفیر کی نہ رکھتا تھا، صرف قاصد امن و امان بنکر اس امید مین چلا تھا کہ شاید پند و نصیحت سے یہ بے دین مغل یورپ پر آیندہ لشکر کشی کرنے سے باز رہین،

روبریک کے ساتھیون مین ایک عیسائی راہب بھی تھا، مگر اس کا ڈر کے مارے شروع ہی سے برا حال تھا، غرض چلتے چلتے قسطنطنیہ کو پیچھے چھوڑا اور ایشیا مین داخل ہوئے، یہان چارون طرف سوائے میدانون اور وسیع کاہستانون کے اور کچھ نہ تھا، سردی اس بلا کی تھی کہ ہڈیون کا گودا تک برف ہوا جاتا تھا، فاقون نے پنجر بنا دیا، مگر کسی نہ کسی طرح اس پادری اور اس کے ساتھیون

نے جھٹکے اور ہچکولے کھاتے تین ہزار میل کی مسافت طے کرہی لی، اس سفر دراز مین مغل ہمراہیون نے پادری کے آرام کا خیال رکھا، بھیڑ کی پوستینون اور نمدے کے موزون اور سر پر ڈالنے کے چمڑون مین پادری کو لپیٹ لپاٹ گولا بنا دیا، روبریک ڈیل کا بھاری تھا اس لیے تمام سفر مین جو دریائے اتیل (وولگہ) کے علاقے سے شروع ہوا تھا مغل رہبرون نے ہر روز ایک مضبوط اور تازہ دم رہوار اس کے لیے تیار رکھا،

گوبی مین جسوقت روبریک وارد ہوا تو مغلون کی سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ کون ہے، پاؤن مین جوتیان ندارد، لمبا سا جبہ گلے مین، ملک فرنگ کا آدمی، نہ قوم کا تاجر نہ کسی بادشاہ کا ایلچی نہ کمر مین تلوار نہ کوئی اور ہتھیار، نہ نذر پیش کرنے کو کوئی تحفہ ساتھ اور نہ کسی سے خود تحفہ پانے کا امیدوار، ان سب باتون نے پادری کو مغلون کی نظرون مین ایک عجیب چیز بنا دیا، موٹا آدمی عقیدے مین اٹل اجل رسیدہ یورپ سے نکل ہزار ہا میل طے کر کے منکو قاآن کو دیکھنے آیا ہے، دشت گوبی مین بلاد مغرب سے مغلون کے دربار مین اور بڑے بڑے لوگ بھی آئے جنمین یارو سلاو، روس کا ڈیوک، ختا اور ترکستان کے امراء، بادشاہ گرجستان کے فرزند، خلیفہ بغداد کے سفیر، اور مسلمانون کے بڑے سلاطین تھے، اس معزز جماعت مین گو پادری روبریک سب مین مفلس تنگ دست ہے، مگر درجے مین کسی سے کم نہین، روبریک یورپ سے چلکر گوبی مین آیا، اور خانہ بدوشون کے خاقان کا حال اپنی نظر غائر سے دیکھکر اس کے دربار کی کیفیت لکھی جہان ارخان اور نوئینان بیٹھے جواہر جڑے پیالون مین دودھ بھر بھر کر پیتے تھے، اور بھیڑ کے پوستین پہنکر ایسے گھوڑون پر سوار ہوتے تھے جن کے زینون پر زری کا کام تھا،

پادری روبریک منکو قاآن کے دربار مین اپنے وارد ہونے کا حال اسطرح لکھتا ہے،

"دسمبر کے مہینے مین سینٹ اسٹیفن کے دن ہم ایک وسیع ہموار میدان مین آئے جہان کوئی پہاڑی یا ٹیلا نہ تھا، اس کے دوسرے دن ہم خاقان کے اردو مین پہنچ گئے،

اردو مین ہمارے رہنما کو سکونت کے لیے ایک بڑا مکان دیا گیا، لیکن ہم کو جو سب مل کر تین آدمی تھے ایک جھونپڑا رہنے کو ملا، یہ اسقدر تنگ تھا کہ ہماری چارپائیون اور اسباب کے لیے گنجایش اور آگ جلانے کو تھوڑی سی جگہ بڑی مشکل سے نکلی، ہمارے رہنما کے پاس بہت آدمی ملنے آیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ لمبی لمبی گردنون کی صراحیان ہوتی تھین جنمین چاول کی شراب بھری ہوتی تھی، یہ شراب ہماری فرانسیسی شرابون کی مانند ہوتی ہے صرف بو کا فرق ہے، اب ہم گھر سے باہر بلائے گئے اور سرکاری اہلکارون نے ہم سے پوچھا کہ ہمارے یہان آنے کی کیا غرض ہے، ایک اہلکار مجھسے کہنے لگا" معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تم مسلمانون سے لڑنے کے لیے ہم سے مغلون کی فوج مانگنے آئے ہو" مین یہ سنکر حیرت مین ہوا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ جو خطوط مجھے حضور نے خاقان کے نام دیے ہین ان مین کوئی فوج مغلون سے نہین مانگی ہے بلکہ ان مین خاقان کو صرف نصیحت کی ہے کہ وہ عیسائیون کا ہمیشہ دوست رہے،

بعض مغلون نے پوچھا کہ" کیا تم ہم سے امان طلب کرنے آئے ہو" مین نے جواب دیا کہ "ہم نے کوئی قصور نہین کیا ہے اور نہ بادشاہ فرانس کی طرف سے کوئی بات ایسی ہوئی ہے کہ آپ اس سے جنگ کرین، اور اگر فرانس کے بادشاہ سے آپ بلا وجہ لڑے تو پھر ہم کو بھی اپنے خدا کا سہارا ہے" میرا یہ جواب سنکر وہ متعجب سے معلوم ہوئے اور کہنے لگے کہ" تو کیا تم ہم سے صلح کرنے نہین آئے ہو"

دوسرے دن مین ننگے پاؤن جیسا کہ میرا معمول تھا لشکر مین گیا، ہر شخص میرے پاؤن کی طرف

دیکھتا تھا، اور تعجب کرتا تھا، لیکن وہان لوگون مین ایک لڑکا ملک ہنگاریہ کا رہنے والا تھا جو ہمارے طبقے اور طریقے سے واقف تھا اس نے لوگون کو وجہ بتائی کہ مین کیون ننگے پاؤن ہون، اس پر ایک سرکاری اہلکار نے جو نسطوری عیسائی تھا ہم سے بہت سے سوالات کئے، پھر ہم اپنے جھونپڑے کی طرف واپس چلے راستے مین اردو کی حد جہان ختم ہوتی تھی اس سے مشرق کی جانب مین نے ایک چھوٹا سا مکان دیکھا جس پر ایک چھوٹی سی صلیب لگی تھی، مین یہ دیکھکر بے حد خوش ہوا، اور سمجھا کہ مکان کے اندر دو چار عیسائی بھی ضرور ہونگے، بہت بے باک ہو کر مین اندر گیا اور دیکھا کہ کمرے مین سامنے ہی ایک قربان گاہ پورے ساز و سامان کے ساتھ موجود ہے اور اس پر زری کا غلاف پڑا ہے اور غلاف پر حضرت عیسیٰ و حضرت مریم اور حضرت یحییٰ (علیہم السلام) کی تصویرین بنی ہین اور ہر تصویر مین جسم اور لباس کے خطوط پر چھوٹے چھوٹے موتی ٹنکے ہین،

قربان گاہ پر ایک چاندی کی بڑی صلیب رکھی تھی، اس پر جواہر جڑے تھے اور عمدہ گلکاری بھی تھی، صلیب کے سامنے اٹھ بتی کا شمعدان روشن تھا، قربان گاہ کے پاس دیکھا کہ آرمینیہ کا ایک راہب دُبلا سوکھا رنگت کا سانولا بیٹھا ہے، بہت موٹے کمبل کا جبہ پہنے ہے اور جبے کے نیچے کمر مین لوہے کی پیٹی لگائے ہے،

ہم نے اِس راہب کو سلام تک نہین کیا، صلیب کے سامنے آتے ہی زمین پر گر پڑے، اور "مرحبا ملکہ" والی مناجات گائی اور پھر خدا کی تعریف مین اور کئی گیت گائے، پھر ہم اٹھے اور راہب کے قریب آ بیٹھے، اُس کے سامنے ایک چھوٹی سی انگیٹھی مین آگ جل رہی تھی، اس راہب نے اب اپنا حال سنایا کہ وہ یروشلم کا ایک مسیحی درویش ہے جو ہم سے ایک مہینے پہلے کا یہان آیا ہوا ہے، تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد ہم اپنے مکان کو واپس آئے اور یہان آکر کچھ گوشت اور

جوار اباِل کر شام کے لیے کھانا تیار کیا، لشکر مین ہمارا مغل رہنما اور اُس کے ہمراہی شراب پی کر ایسے مدہوش ہوئے کہ اُنھون نے ہماری کچھ خبر نہ رکھی، سردی اور پالا اس غضب کا تھا کہ دوسرے دن میرے پاؤن کی انگلیان سُن ہوگئین، اور ان مین ایسی تکلیف پیدا ہوئی کہ مین اب ننگے پاؤن پھرنے کے قابل نہ رہا،

یہ پالا جسوقت سے گرنا شروع ہوتا ہے برابر مئی کے مہینے تک گرتا رہتا ہے، اور مئی کے مہینے مین بھی یہ حال ہوتا ہے کہ رات کو اور صبح کو سب چیزین برف ہوتی ہین، ہمارے زمانے مین ہوا کے چلنے سے سردی کی شدت اتنی ہوئی کہ بہت سے جانور اس کے اثر سے مر گئے، لشکر کے لوگ مینڈھے کی کھال کے فرغل اور شلوار اور جوتیان لائے، میرے ساتھیون اور ترجمان نے یہ چیزین لے لین، پانچوین جنوری کو کچھ لوگ آئے اور ہم سب کو اردوئے معلّی مین لے گئے،

یہان دربار کے خادمون نے ہم سے پوچھا کہ خاقان کی حضور مین ہم آداب و کورنش کس طریقے پر بجا لائین گے، مین نے کہا کہ ہم بہت دور کے ملک سے آئے ہین، اگر اجازت ہوئی تو ہم سب سے پہلے خدا کی تعریف گائین گے جس نے ہمین یہانتک صحیح و سالم پہنچا دیا، اور اس کے بعد جو کچھ خاقان کا حکم ہوگا اسے بجا لائین گے، ہماری یہ گفتگو سنکر دربار کے خدّام خاقان کے پاس گئے اور جو کچھ ہم نے کہا تھا وہی انھون نے وہان جاکر دوہرا دیا، اس کے بعد وہ واپس آئے اور ہمین ایوانِ خاص کے دروازے تک لے گئے، یہان نمدے کا ایک پردہ پڑا تھا، اس پردے کو انھون نے اٹھایا اور ہم نے فوراً "فرزند مولود آسمان" والی مناجات (اے سولیس اور ٹوس کارڈینی[1]) گانی شروع کی،

---

[1] یعنی "فرزند (مولود آسمان) کی ایک ذریت سے متولد تھا"

اب خادمون نے ہماری جیبون کی تلاشی لی کہ کوئی ہتھیار تو ہمارے پاس چھپا نہین ہے ، ہمارے ترجمان کی پیٹی اور پیش قبض خادمون نے اس سے لے لیا اور لے کر دروازے کے ایک فوجی افسر کے سپرد کیا جو اسوقت پہرے پر تھا، جب ہم ایوانِ خاص مین داخل ہوئے تو ہمارے ترجمان کو ایک میز کے پاس کھڑا کر دیا گیا، اس میز پر گھوڑی کا دودھ رکھا تھا، دربار مین جہان عورتین بیٹھی تھین وہان ایک لمبی سی چوکی پر ہم کو برابر برابر بٹھا دیا گیا،

ایوان اندر سے بالکل زری و زربفت سے آراستہ تھا بیچ مین ایک آتشدان رکھا تھا، اسمین ابسنتین کی لکڑیان کچھ کانٹے اور اوپلے جل رہے تھے، خان ایک تخت پر بیٹھا تھا جس پر بہت ہی چکنے اور چمکتے خز اور قاقم کا فرش تھا، خاقان کی ناک چپٹی تھی اور قد اوسط درجے کا تھا، عمر پینتالیس برس کے قریب معلوم ہوتی تھی، بیویون مین سے ایک بیوی پہلو مین بیٹھی تھی، یہ پستہ قد اچھی صورت کی عورت تھی، قریب ہی ایک چوکی پر خاقان کی بیٹیون مین سے ایک بیٹی جس کے چہرہ کا نقشہ بہت ہی روکھا اور کرخت تھا بیٹھی تھی، یہ قصر جسمین خاقان اسوقت دربار کر رہا تھا اسی لڑکی کی مان کا تھا جو عیسائی مذہب رکھتی تھی، مگر اب اس مکان پر بیٹی کا قبضہ ہے،

ہم سے پوچھا گیا کہ کیا چیز پینی چاہتے ہو، چاول کی شراب یا گھوڑی کا دودھ یا شہد کا شربت یہی تین چیزین جاڑے مین مغل پیا کرتے ہین، مین نے جواب دیا کہ مین کوئی خاص چیز پینے کی عادت نہین رکھتا، خاقان جس چیز کا حکم دے گا وہی ہم پئین گے، اسپر چاول کی شراب ہمارے سامنے لائی گئی، مین نے محض پاسِ ادب سے ایک گھونٹ اُسکا پی لیا،

خاقان بڑی دیر تک شکرون اور پرندون کو دیکھکر دل خوش کرتا رہا، اس کے بعد ہمین حکم ہوا کہ جو کچھ کہنا ہے کہو، اس حکم کے سنتے ہی ہمین تعظیماً دوزانو ہو کر پیشانی جھکانی پڑی، خاقان

کا ترجمان ایک نسطوری عیسائی تھا لیکن ہمارے ترجمان کو اتنی شراب پینے کو دی گئی کہ وہ اپنے ہوش مین نہ رہا ہمین نے خاقان کے سامنے یہ تقریر کی،

”ہم خدا کا شکر کرتے ہین اور اُسکی تعریف کرتے ہین کہ اُس نے ہمین دنیا کے ایک دور و دراز ملک سے خاقانِ اعظم منکو قاآن کی خدمت مین حاضر کیا جس کو خدا نے بہت طاقت عطا فرمائی ہے، مغرب کے عیسائیون نے اور بالخصوص فرانس کے بادشاہ نے آپ کے نام خطوط دے کر ہمین بھیجا ہے، اور ان خطوط مین درخواست کی ہے کہ ہمین اس ملک مین قیام کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ ہم یہان کے لوگون کو خدا کا قانون سکھائین، پس ہم خاقان سے التجا کرتے ہین کہ ہمین اس ملک مین ٹھہرنے کی اجازت ہو، ہمارے پاس چاندی، سونا جواہرات کچھ نہین ہین کہ ہم نذر مین پیش کرین، ہم خود اپنے تئین خدمت کے لیے پیش کرتے ہین اور یہی ہماری نذر ہے،

خاقان نے جو جواب دیا اسکا مضمون یہ تھا،

”جس طرح آفتاب اپنی شعاعین ہر جگہ ڈالتا ہے اسی طرح ما بدولت اور باتو خان کی قوت ہر جگہ ظاہر اور پیدا ہے، پس ہم کو تمھارے سونے چاندی کی ضرورت نہین“۔

مین نے خاقان سے عرض کیا کہ سونے چاندی کے ذکر سے خاقان مجھ سے ناراض نہ ہون، میرا مدعا صرف یہ تھا کہ ہماری خواہش خاقان کی خدمت بجا لانے کی ہے“ یہانتک جو کچھ ترجمان نے کہا مین اسکی بات سمجھتا رہا مگر اب اُسے نشہ زیادہ ہو گیا اور وہ ایک فقرہ بھی اس طرح نہ بول سکتا تھا جو میری سمجھ مین آتا، اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ شاید خاقان کو بھی نشہ زیادہ ہو گیا ہے، اس لیے مین خاموش رہا،

اب خاقان نے ہمین اُٹھنے اور پھر بیٹھ جانے کا حکم دیا، کچھ دیر بیٹھنے کے بعد ہم شکریہ
کے چند الفاظ کہہ کر خاقان کی حضور سے باہر چلے آئے، سرکاری کاتبون اور ترجمانون مین سے ایک
شخص ہمارے ساتھ باہر آیا، اُسے سلطنت فرانس کے حالات معلوم کرنے کا بڑا شوق تھا اور خاصکر
یہ بات پوچھنی چاہتا تھا کہ اُس ملک مین بھیڑین مویشی اور گھوڑے کثرت سے ہوتے ہین یا نہین
وہ سوال کچھ اس طرح سے کرتا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا فرانس کی ان چیزون پر وہ خود
قبضہ کرنا چاہتا ہے، مغلون نے ایک آدمی ہماری خبر گیری کے لیے مقرر کر دیا تھا، دربار سے
اُٹھکر ہم ارمنی راہب کے پاس گئے، یہان ہمارا ترجمان بھی کچھ دیر کے بعد آیا اور اس نے کہا کہ
منکو قاآن نے ہمین اس ملک مین صرف دو مہینے یعنی جب تک سردی کی شدت کم ہو رہنے
کی اجازت دی ہے،

مین نے اس کے جواب مین کہا " خدا منکو قاآن کو سلامت رکھے اور اس کی عمر دراز
کرے، ہمین اب یہ ارمنی راہب مل گیا ہے جسے ہم مقدس سمجھتے ہین اور ہم خوشی سے اس
ملک مین رہین گے اور خاقان کی جان و مال کو دعا دینگے "

دجلسون اور ضیافتون کے زمانے مین عیسائی اردوے معلّٰی مین آتے ہین اور خاقان
کے لیے اور خاقان کے جام شراب کے لیے دعا مانگتے ہین، عیسائیون کے بعد مسلمانون کے ملا
اور ملاؤن کے بعد بت پرستون کے پروہت اردو مین آکر خاقان کے حق مین دعا کرتے ہین،
ہمارے ارمنی راہب نے جسکا نام سرجیوس تھا ہم سے کہا کہ خاقان صرف عیسائیون کی بات
کا یقین کرتا ہے، مگر سرجیوس کا یہ بیان غلط تھا، خاقان کسی کی بات کا بھی یقین نہین کرتا،
اس پر بھی آدمی اس کے دربار مین اسطرح جمع ہوتے ہین جیسے شہد پر مکھیان گرتی ہون،

وہ سب پر بخشش کرتا ہے اور سب اُس کے ثنا خوان ہین اور اس کے جاہ و اقبال کی نسبت اچھی اچھی پیشین گوئیان کرتے رہتے ہین،)

جب اردوے معلّٰی سے ہم اپنے گھر آئے تو سارا گھر برف ہو رہا تھا، ہمارے پاس جلانے کو لکڑیان نہ تھین، اور ہم نے ابھی تک گو رات ہو گئی تھی کچھ کھایا بھی نہ تھا، مگر اس خدا نے جو ہماری حفاظت کرتا ہے کچھ لکڑیان اور تھوڑا سا کھانا ہمین بھیجدیا، ہمارا رہنما جو ہمین یہانتک لایا تھا ایک قالین لینے آیا، وہ سیر اوردہ کے خان باتو کے پاس واپس جانے والا ہے، ہم نے قالین اُسے دیا اور وہ ہم سے رخصت ہوا،

سردی اور تیز ہوئی اور منکو خاقان نے ہمین پوستین بھیجے جنہین اون باہر کو تھی، ہم نے بہت شکریہ کے ساتھ اِس عطیے کو قبول کیا، لیکن ہم نے شکایت کی کہ ہمارے پاس مکان معقول نہین ہے جس مین ہم خاقان کے حق مین دعا کر سکین، ہمارا مکان اتنا چھوٹا ہے اور اسکی چھت اتنی نیچی ہے کہ ہم اس مین سیدھے کھڑے نہین ہو سکتے اور آگ جلانے پر دھوان اتنا گھٹ جاتا ہے کہ ہم اپنی کتاب مقدس کھول کر نہین پڑھ سکتے، خاقان نے یہ شکایت سنکر راہب سرجیوس کے پاس آدمی بھیجا اور دریافت کیا کہ کیا وہ ہمین اپنے ساتھ رکھنا پسند کرے گا، راہب نے یہ بات خوشی سے منظور کر لی، اور ہم وہ چھوٹا جھونپڑا چھوڑ کر ارمنی راہب کے پاس چلے گئے اور اب ہمین پہلے سے بہتر مکان مل گیا،

منکو خان گرجا مین آیا، اور ایک سونے کا تخت اس کے لیے اندر بچھایا گیا اور اس تخت پر وہ اور اسکی ملکہ دونون قربان گاہ کے بالکل سامنے بیٹھے، جس وقت یہ سب کچھ ہوا تھا ہم وہان موجود نہ تھے، مگر اب خاقان نے ہمین طلب کیا، جب ہم گرجا کے قریب پہنچے تو ایک خادم نے

ہماری تلاشی لی کہ کوئی ہتھیار تو ہمارے پاس نہین ہے، جب مین اندر گیا تو انجیل اور اس کا ایک خلاصہ میرے پاس تھا، پہلے مین نے قربان گاہ کو تعظیم دی، اس کے بعد منکو خان کو سلام کیا، خاقان نے ہم سے ہماری کتابین دیکھنے کو مانگین، ان مین چھوٹی چھوٹی تصویرین بھی تھین، پوچھا کہ ان تصویرون کا کیا مضمون ہے، نسطوری عیسائی جو خاقان کے قریب کھڑے تھے انھون نے معلوم نہین کیا جواب دیا، ہم اُن کی بات نہین سمجھ سکتے تھے، کیونکہ ہمارا ترجمان موجود نہ تھا، اب خاقان نے چاہا کہ ہم اپنے ملک کے طرز پر کوئی مناجات اُس کے سامنے گائین، ہم نے "وینی سانکٹو اسپریٹوس" "آ روحِ مقدس" والی مناجات گائی، اس کے بعد خاقان اٹھ کر چلا گیا، مگر اس کی ملکہ گرجا مین بیٹھی رہی اور اُس نے انعام تقسیم کیا،

مین راہب سرجیوس کا ادب اس طرح کرتا تھا کہ گویا وہ میرا اسقف ہے لیکن بہت سی باتین اس راہب کی ایسی تھین جنھین دیکھکر مین بہت ناخوش ہوتا تھا، اُس نے مور کے پرون کی ایک ٹوپی اپنے لیے بنائی تھی اور اس ٹوپی مین ایک صلیب لگائی تھی صلیب کو دیکھکر مین البتہ بہت خوش ہوا، میرے کہنے سے اِس راہب نے خاقان سے اجازت چاہی کہ صلیب کو نیزے پر بلند کر کے جلوس نکالے، خاقان نے اجازت دی کہ جس طرح ہم چاہین صلیب کا جلوس نکالین،

پس ہم صلیب کی عزّت کے لیے سرجیوس کے ساتھ چلے، سرجیوس نے ایک نیزے کے برابر بانس مین صلیب اور پھریرا لگا کر ایک جھنڈا بنایا تھا، ہم اس جھنڈے کو لیے ہوئے تاتاریون کے خیمے مین "وکسیلا ریگی پرودانت"[۱] گاتے ہوئے گئے، مسلمانون کو تو اس بات پر

---

[۱] "شاہی عَلم اٹھائے چلو"

رشک ہوا کہ خاقان ہم پر مہربان ہے اور نسطوری عیسائی اُس نقدی پر جل گئے جو سرجیوس کو صلیب نکالنے سے حاصل ہوئی تھی،

قراقورم کے قریب منکو قاآن کا اردو اتنا وسیع ہے جیسے کہ ہمارے ملکون کا کوئی بہت بڑا ہموار میدان ہوتا ہے، اس کے چارون طرف اینٹون کی ایک دیوار کھنچی ہے اور اس احاطہ کے بیچ مین ایک بڑا قصر ہے جسمین سال مین دو مرتبہ یعنی عید فسح اور گرمیون کے زمانے مین منکو قاآن لوگون کی ضیافت کرتا ہے اور ان موقعون پر اپنے شان و شوکت کا پورا سامان دکھاتا ہے، کچھ زمانہ ہوا کہ ان ضیافتون مین نوکر شراب کے شیشے ادھر سے اودھر اس طرح لیے پھرتے تھے جیسے کہ شراب خانون مین ہوا کرتا تھا، یہ بات بہت بدنما معلوم ہوتی تھی، اس لیے یورپ کے ایک سنہار ولیم بوشر نے جو پیرس سے یہان آیا ہوا ہے چاندی کا ایک درخت بنا کر ایوان مین بیچ کی محراب کے قریب نصب کیا اس درخت کی جڑ مین چارون سمتون مین چاندی کا ایک ایک شیر بنا ہوا ہے جس کے منھ سے خالص گائے کا دودھ جاری ہوتا ہے اور درخت کی بڑی چار شاخون مین سونے کے سانپ لپٹے ہوئے ہین، ان سانپون کے منھ سے مختلف قسم کی شرابین نکلتی ہین،

خان کا قصر گرجا کے نقشے پر تین اطاق والی عمارت ہے یعنی ایک لمبا کمرہ بیچ مین ہے اور دونون پہلوؤن پر ایک ایک کمرہ ہے، ستونون کی صفین دو ہین، خاقان شمالی دیوار سے ملی ہوئی بلند شہ نشین مین بیٹھتا ہے، اور یہان سے وہ تمام حاضرین کو نظر آتا ہے، خاقان کی نشست اور چاندی کا درخت جہان ہے ان کے بیچ مین جگہ خالی چھوڑ دی ہے تاکہ نذرین پیش ہونے کے وقت قاصدون اور سردارون کے آنے جانے مین آسانی رہے، خاقان کے

دائین طرف مرد بیٹھتے ہین اور بائین طرف عورتین، خاقان کے پہلو مین عورت صرف ایک ہی بیٹھتی ہے، مگر اسکی نشست خاقان کی نشست کے برابر اونچی نہین ہوتی،

اگر قصرِ خاقان سے قطع نظر کیجائے تو قراقورم کا شہر اتنا بھی اچھا نہین ہے جیسے ہمارے فرانس کا شہر سینٹ ڈنیس ہے، قراقورم مین صرف دو[۲] بڑے بازار ہین ایک بازار مسلمانون کا ہے جہان میلے ہوتے ہین اور دوسرا بازار ختائیون کا ہے جسمین پیشہ ور بھرے رہتے ہین، اس قصر کے علاوہ اور محل بھی ہین جنمین سرکاری اہلکارون اور کاتبون کے دفتر ہین، کئی منڈیان اناج کی ہین اور کچھ بازار ایسے ہین جہان بیل بھیڑین گھوڑے گاڑیان فروخت ہوتے ہین، شہر مین بارہ[۱۲] بتخانے ہین اور ڈو مسجدین اور ایک گرجا نسطوری عیسائیون کا ہے،

"آلامِ مسیح" کی اتوار کو منکو قاآن چند چھوٹی قسم کے "گردونی[۱] خیمے" لے کر تخت گاہ سے باہر گیا، راہب سرجیوس اور ہم بھی خاقان کے ساتھ گئے، اس سفر مین ہمین ایک پہاڑی علاقے سے گذرنا پڑا، یہان اسوقت ہوا بہت تیز و تند چلتی تھی، سردی شدت کی تھی اور برف بھی کثرت سے گر رہی تھی، آدھی رات ہوئی تو خاقان نے سرجیوس کو اور ہمین طلب کیا اور کہا کہ "خدا سے دعا کرو کہ طوفان تھم جائے کیونکہ ہمارے ساتھ چوپائے ہین اور ان چوپایون کیساتھ اُن کے بچے بھی ہین، اب اس طوفان کے باعث سب کے مرجانے کا اندیشہ ہے"، راہب سرجیوس نے یہ حال سنکر کوئی خوشبو کی چیز خاقان کے پاس اس ہدایت کے ساتھ بھیجی کہ اوسکو بطور رنیاز و نذر کے جلتے ہوئے کوئلون پر ڈال کر جلایا جائے، اسکا مجھے علم نہین کہ خاقان نے ایسا کیا یا نہین لیکن برف و باران کا طوفان جو ڈو دن سے جاری تھا بند ہوگیا،

---

[۱] ایسے خیمے جو گاڑیون پر نصب ہوتے ہین،

"نخل" والی اتوار کو ہم قراقورم کے قریب تھے، جب صبح ہوئی تو ہم نے بید مجنون کی شاخون کو دعا دی جنمین ابھی تک کلیان نہین آئی تھین، نو بجے کے قریب ہم شہر مین داخل ہوئے اور صلیب اونچی کئے مسلمانون کے بازار مین سے نکلے، اور سیدھے گرجا کی طرف گئے، گرجا کے قریب نسطوریون کا ایک جلوس ہمین ملا، عشائے مسیحی کی رسم ادا کرتے کرتے رات ہوگئی، اب ولیم بوشر زرگر ہمین اپنے ساتھ اپنے گھر کھانا کھلانے لے گیا، اُسکی بیوی ہنگاری تھی اور ہنگاریہ ہی مین پیدا ہوئی تھی، یہان ہماری ملاقات باسی لیکوس سے بھی ہوئی جو ایک انگریز کا لڑکا ہے، کھانا کھا کر ہم اپنے مکان کو چلے آئے، ہمارا مکان بھی راہب سرجیوس کے معبد کیطرح نسطوریون کے گرجا کے پاس ہی ہے، نسطوریون کا گرجا بہت وسیع اور خوشنما عمارت ہے، اسکی چھت گیری ریشم کی تھی، اور اس پر زری کا کام تھا،

ہم عید فسح منانے کو قراقورم ہی مین رہے، یہان قیدیون مین ہنگاریہ اور قوم آلان اور روتھینیا اور روس اور گرجستان کے عیسائی بکثرت ایسے تھے جنھین قید ہونے کے بعد اس وقت تک "عشائے مسیحی" سے ایک بار بھی متمتّع ہونے کا موقع نہ ملا تھا، نسطوری عیسائیون نے مجھ سے اصرار کیا کہ عشار کی رسم مین ادا کرون، لیکن میرے پاس نہ تو وہ لباس تھا جسے پہنکر یہ رسم ادا کی جاتی ہے اور نہ وہان کوئی مذبح تھا جسکا اس رسم کیلئے ہونا ضروری تھا،

لیکن زرگر ولیم بوشر نے مجھے لباس بھی دیا اور ایک گاڑی پر "مذبح" بھی بنا دیا اور اسپر انجیلی قصّون کی بہت سی تصویرین اور پھول بوٹے بھی بنا دیئے، چاندی کا ایک صندوقچہ اور چاندی کی ایک مورت حضرت مریمؑ کی بھی تیار کر دی،

اب تک مین اس امید مین تھا کہ آرمینیہ کا بادشاہ قراقورم آتا ہوگا، اور ایسا ہی خیال

ایک جرمن قسیس کی نسبت بھی تھا، کیونکہ ان دونون کے آنے کی خبر شہر مین مدت سے اڑ رہی تھی، جب بادشاہِ آرمینیہ کا حال پھر کچھ سننے مین نہ آیا اور یہ خیال بھی ہوا کہ اب دوسرا جاڑا آنے والا ہے اور وہ بھی بہت سخت ہوگا تو مین نے خاقان سے استصواب کیا کہ آیا ہم رہین یا واپس چلے جائین،

دوسرے دن خاقان کے کاتبانِ خاص مین سے چند آدمی میرے پاس آئے، ان مین ایک کاتب مغل تھا جو خان کا کاسہ بردار بھی تھا، باقی سب مسلمان تھے، ان کاتبون نے خاقان کی طرف سے مجھ سے سوال کیا کہ مین مغلون مین آیا کیون تھا، مین نے جواب دیا کہ باتو خان نے مجھے منکو خاقان کے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا تھا، مجھے منکو خاقان سے کسی شخص کی نسبت کچھ کہنا نہین ہے، البتہ خدا کی باتین اُس کے سامنے کہنے کو موجود ہون اگر وہ انھین سننا چاہے تب کاتبون نے مجھ سے پوچھا کہ "وہ کیا باتین ہین جو تم کہو گے" ان لوگون کا خیال تھا کہ ان باتون مین کوئی عمدہ پیشین گوئی بھی مین مغلون کے حق مین کرونگا جیسے کہ ہر مذہب کے واعظ و معلم کیا کرتے تھے،

اس پر مین نے کہا کہ منکو قاآن سے مین کہونگا کہ خدا نے اُسے بہت کچھ دیا ہے، مگر جس قدر قوت اور دولت ملی ہے کہین اُس سے یہ نہ سمجھے کہ بدھ متیون کے بتون نے اُسے یہ نعمتین بخشی ہین پھر یہ اہلکار کہنے لگے کہ کیا مین آسمان پر ہو آیا ہون جو خدا کے حکمون سے واقف ہون، اب یہ کل اہلکار خاقان کے پاس گئے اور میری شکایت کی کہ مین نے خاقان کو بت پرست اور بدھ مذہب کا پیرو کہا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ خاقان خدا کے حکم کو نہین مانتا، دوسرے دن خاقان نے پھر آدمی بھیجے اور ان کی معرفت کہلا بھیجا کہ "ہمین معلوم ہے کہ تم لوگ کسی کا کوئی

پیغام لے کر ہمارے پاس نہین آئے ہو، بلکہ جیسے اور مذہبون کے پیشوا ہمارے حق مین دعا کرنے آیا کرتے ہین، تم بھی اسی لیے حاضر ہوئے ہو، لیکن مین یہ معلوم کرنا چاہتا ہون کہ کیا تمھارے ملک سے کوئی ایلچی یا سفیر پہلے اس ملک مین آچکا ہے، یہ حکم سنکر مین نے ڈے وِڈ اور پادری انڈریوز کا حال جو کچھ مجھے معلوم تھا بیان کیا، جو کچھ مین کہتا گیا خان کے اہلکار اُسے لکھتے گئے، اور یہ تحریر انھون نے خاقان کے سامنے پیش کردی،

"عیدِ فسح" سے ساتوین اتوار کو ہم لوگ منکو قاآن کے سامنے پیش ہونے کے لیے پھر طلب کئے گئے، ہم سب حاضر ہوئے، قصرِ خانی مین داخل ہونے سے پہلے ولیم بوشر زرگر کے لڑکے نے جو اسوقت میری ترجمانی کے لیے حاضر ہوا تھا مجھ سے کہا کہ مغلون نے یہ ارادہ قطعی کر لیا ہے کہ مین اپنے ملک کو واپس کر دیا جاؤن، اس لڑکے نے مجھے تاکید کر دی کہ اگر کوئی حکم اس مضمون کا دیا جائے تو اُس کے خلاف کوئی حرف زبان سے نہ نکالنا،

جب مین خاقان کے سامنے آیا تو دوزانو ہوا، خاقان نے پوچھا کہ مین نے اس کے کاتبون سے کہا تھا کہ خاقان بدھ مذہب کا پیرو ہے، اُسکا جواب مین نے دیا کہ "اے میرے خاقان مین نے ایسا نہین کہا"

خاقان نے میرا جواب سنکر کہا "تم نے بہت اچھا کیا کہ ایسا نہین کہا کیونکہ یہ ایسی بات تھی جو تمھین کہنی ہرگز زیبا نہ ہوتی، خاقان ایک عصا کا سہارا لئے کھڑا تھا، اتنی بات کہکر میری طرف جھکا اور کہا کہ "ڈرو نہین"

اس کا جواب مین نے مسکرا کر یہ دیا کہ "اگر مین ڈرتا ہوتا تو یہانتک نہ آتا"،

خاقان نے کہا "سنو۔ ہم مغلون کا دین یہ ہے کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہین، اور اس ایک

خدا کی طرف ہمارا دل درست اور مضبوط ہے"۔

مین نے کہا "خدا آپ کو ایسا دل دے، کیونکہ بغیر خدا کے دیئے یہ چیز نہین ملتی"۔

خاقان نے کہا "خدا نے ہاتھ مین پانچ انگلیان رکھی ہین جو یکسان نہین ہین، اسی طرح خدا نے انسان کے لیے بہت سے طریقے رکھے ہین، تمھین اُس نے انجیلین دین مگر تم اس کے پابند نہین، کیونکہ یقینی تمھاری انجیلون مین یہ کہین نہین ہے کہ تم مین سے ایک آدمی دوسرے آدمی کو برا کہے"۔

مین نے کہا "یہ درست ہے لیکن حضور سے مین پہلے سے کہتا چلا آیا ہون کہ مین مذہب کے متعلق کسی سے بحث نہ کرونگا"۔

خاقان نے کہا کہ "مین خاص طور پر تمھین نہین کہتا، تمھاری انجیلون مین یہ کہین نہین آیا ہے کہ مال کی طمع مین آدمی انصاف سے پھر جائے"۔

اسکا جواب مین نے یہ دیا کہ "مین مال یا روپیہ کی غرض سے یہان نہین آیا ہون، زر و پیسہ جو کچھ مجھے یہان پیش کیا گیا مین نے اُس کے لینے سے انکار کیا، جب مین نے یہ بات کہی تو کاتبون مین سے ایک شخص نے اس بات کی شہادت دی کہ چاندی کی ایک سلاخ اور کچھ ریشمین کپڑے ایک شخص نے مجھے دینے چاہے تھے، مگر مین نے ان کے لینے سے انکار کیا"۔

خاقان نے کہا "مین روپیہ کے لینے دینے کا ذکر نہین کرتا، خدا نے تمھین انجیلین دی مین مگر تم اُس کے پابند نہین ہو، ہمین نجومی (شامان) دیئے ہین اور ہم جو کچھ وہ کہتے ہین اسی پر عمل رکھتے ہین اور زندگی سلامتی سے بسر کرتے ہین"۔

اس آخری جملے کے کہنے سے پہلے خاقان نے چار مرتبہ شراب پی تھی، مین اس خیال مین تھا

کہ وہ مذہب کے متعلق آگے کچھ کہیگا لیکن جو کچھ اُس نے کہا وہ یہ تھا، کہ تم بہت دن یہان رہ لیئے اب ہماری خوشی ہے کہ تم واپس جاؤ، تم کہتے ہو کہ ہمارے سفیر کو اپنے ہمراہ لے جانے کی ہمت تم مین نہین ہے، اگر ہمارے سفیر کو ساتھ لے جانا منظور نہین کرتے تو ہمارے قاصد اور ہمارے دیئے ہوئے خطوط کو تو ساتھ لیجا سکتے ہو؟

اس کے بعد خاقان نے پوچھا، کیا تم سونا چاندی قیمتی کپڑے لینے چاہتے ہو؟ مین نے جواب دیا کہ "ایسی چیزین قبول کرنا ہمارا شیوہ نہین، لیکن حضور کے ملک سے بغیر حضور کی مدد کے ہم باہر نہین نکل سکتے" اس پر خاقان نے کہا کہ "ہم اس کا انتظام کر دین گے، تم کہان تک ہماری حفاظت اور نگرانی مین جانا چاہتے ہو؟" مین نے عرض کیا کہ "ہمین آرمینیہ تک پہنچا دینا کافی ہوگا"

خاقان نے کہا "اچھا ہم تمھین آرمینیہ تک پہنچوا دینگے، اس کے بعد تمھین اپنی خبر خود رکھنی ہوگی، ایک سر مین آنکھین دو ہوا کرتی ہین، لیکن دیکھتی دونون ایک ہین، تم باتو کے پاس سے آئے ہو، باتو ہی کی طرف واپس کر دیئے جاؤ گے۔"

پھر کچھ توقف کے بعد یہ جملہ جیسے کوئی سوچتا ہو کہا "تمھین بہت دور جانا ہے، کھا پیکر خوب مضبوط ہو جاؤ تا کہ سفر کی سختیان جھیل سکو"

خاقان نے ملازمون کو اشارہ کیا کہ ہمین پینے کو کچھ دین، اس کے بعد مین خاقان کے سامنے سے چلا آیا اور پھر ملنے نہ گیا،

(۱۵)

چنگیز خان کا پوتا اور ارضِ مقدس،

چنگیز خان کے مرنے پر آرمینیہ کے باشندون اور ارضِ مقدس کے عیسائیون کو مغلون سے کیونکر واسطہ ہوا تاریخ کا ایسا حصہ ہے جو لوگون کو بہت کم معلوم ہے، ہولاگو (ہلاکو) پسر تولی پسر چنگیز تیرہوین صدی کے وسط مین ایران کا اور ارضِ دجلہ و فرات اور شام کا فرمانروا تھا، اور ہولاگو کا بھائی منکو اسی زمانے مین ختا مین خاقان کا درجہ رکھتا تھا، اس کے بعد جو واقعات پیش آئے وہ کیمبرج کی تاریخ عہدِ وسطیٰ کی جلد چہارم صفحہ ۱۷۵ پر اس طرح خوبی سے بیان ہوئے ہین،

"ایک صدی سے زیادہ کے تجربے نے آرمینیہ کے باشندون پر ثابت کر دیا تھا کہ وہ اپنے پڑوس کے لاطینی صلیبی امیرون کی دوستی پر بھروسا نہین کر سکتے، ہیتھیون (بادشاہ آرمینیہ) نے عیسائیون کا اعتبار کرنا چھوڑ دیا، اور اُس نے مغلون کے سپہ سالار بائیجو سے اس بات پر اتحاد کر لیا کہ دشمن کو دفع کرنے یا دشمن پر حملہ کرنے کے وقت دونون صورتون مین آرمینیہ والے مغلون کا اور مغل آرمینیہ والون کا ساتھ دینگے، ۱۲۴۴ء مین بادشاہِ آرمینیہ اوگدای خان کا باجگذار ہو چکا تھا، اس کے دس برس بعد منکو قاآن کے دربار مین بادشاہِ آرمینیہ حاضر ہوا، اور مغلون کی اُس نے اطاعت قبول کی، اور مدت تک مغلون کے

دربار مین حاضر رہ کر ارنیون اور مغلون مین پیمانِ دوستی مضبوط کر لیا"

باقی زمانہ ہیتھیون کی حکومت کا سلاطینِ مصر سے لڑنے مین گذرا، مصر کے سلاطین اپنے ملک سے اٹھکر شمال کی طرف بڑھتے چلے آتے تھے، آرمینیہ والون کی تقدیر اچھی تھی کہ مغل مصر کے بادشاہون سے مقابلہ کرنے کھڑے ہو گئے، ہیتھیون اور ہولاگو نے اپنے اپنے لشکر ملا کر ایک کر لیے تاکہ بیت المقدس کو سلاطینِ مصر کے قبضہ سے نکال لین،

کتابون کے نام

مآخذ

چنگیز خان کے حالات مین سب سے پرانی کتاب مغلی زبان مین التائین دبتر (زرین دفتر) تھی، یہ کتاب اب ناپید ہے، چینی تصنیف یوآن شی (مغلون کی تاریخ) اور علامہ فضل اللہ رشید الدین کی جامع التواریخ کی بنیاد اسی مغلی زبان کی کتاب التائین دبتر پر رکھی گئی تھی،

ایک اور تصنیف مغلی زبان مین "خفیہ تاریخ" کے نام سے تھی، اصل تصنیف اب کہین نہین ملتی مگر اس کا ترجمہ چینی زبان مین "یوآن چاؤمی شی" کے نام سے موجود ہے، اصل مغلی زبان کی کتاب ۱۲۴۰ء مین ایک ایسے شخص نے لکھی تھی جو چنگیز خان کا ہمعصر تھا، اس کتاب کی زبان مغلی تھی مگر خط اسکا ایغوری تھا،

سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین مغل مورخون مین سب سے زیادہ مشہور مورخ سانگ ست زین نے ایک کتاب مغلی زبان مین چنگ تا لیشی (خادون تغوچی) کے نام سے لکھی، یہ کتاب چنگیز خان کے بزرگون اور خود چنگیز خان کے حالات مین تھی، مگر واقعات افسانون کی شکل مین لکھے گئے تھے، بدھ مذہب کی باتین اسمین اسقدر شامل کردی ہین کہ کتاب بدنما ہوگئی ہے، مگر اسمین شک نہین کہ وہ مغلون کے ابتدائی حالات کا پورا آئینہ ہے، مسیحی خانقاہون کے

افسر ہیاسنتھ نے اس کا روسی زبان مین ترجمہ کیا، اور روسی زبان سے کتاب کے چند اجزا کا ترجمہ
سنہ ۱۸۲۹ء مین آیزک جیکب شمٹ نے جرمن زبان مین کیا،

چینی زبان مین معتبر کتابین جن سے مغلون کے حالات دریافت ہوتے ہین، یہ ہین،
چینی مصنف سی کوانگ کی تصنیف سے توانگ کین کنگ ام (شہنشاہی خاندانون
کی تاریخ) ہے، اس مین شروع زمانے کے مغل فرمانرواؤن کے حالات بہت کم ہین، چینی
زبان سے اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین ہو چکا ہے، مگر ترجمے کی صحت مین شک ہے،
یہ ترجمہ سنہ ۱۷۷۰ء مین پیرس مین چھپا تھا،

چن چینگ لو، اس کتاب کے مصنف کا نام معلوم نہین ہوا، مصنف نے مغلون کے
حالات یسوکای بہادر سے لیکر اوگدای خان کی موت تک لکھے ہین،

اسی کتاب چن چینگ لو اور یوآن چاؤمی شی سے مغلون کی مشہور و معروف تاریخ یوآن
شی سنہ ۱۳۷۰ء مین لکھی گئی تھی، کتاب یوآن شی سانانگ ست زین کی کتاب سے زیادہ معتبر
ہے، لیکن یوآن شی مین جہان مغربی ملکون کا ذکر کیا ہے وہان یہ کتاب مغلون کی پرانی مذہبی
نظمون کی طرح مشتبہ اور غیر معتبر ہو جاتی ہے، یوآن شی کا ترجمہ انیتھونی گابیل نے فرانسیسی زبان
مین کیا تھا جو پیرس مین سنہ ۱۷۳۹ء مین چھپا بھی تھا،

بہرکیف سب سے زیادہ قیمتی اور مفید ماخذ فضل اللہ رشید الدین کی جامع التواریخ ہے رشید الدین
ایک ایرانی مصنف تھے اور وہ تیرہوین صدی عیسوی کے آخری نصف مین غازان خان ایلخانی
کی طرف سے ایران کے نائب السلطنت تھے، رشید الدین لکھتے ہین کہ ایلخانان ایران کے دفترخانون
مین بعض تاریخی تحریرین ایسی موجود ہین جنکے معتبر ہوتے مین کسی کو کلام نہین، یہ تحریرین مغلی زبان

اور مغلی کتابت مین لکھی گئی ہین، رشید الدین بڑے پایے کے مورخ تھے، ان مغلی زبان کے تاریخی اجزا کو ترجمہ کرنے اور اُن سے مضامین اقتباس کرنے مین انھون نے اہل علم کی ایک مقررہ جماعت سے مدد لی تھی، اس جماعت مین مغل چینی، ایغوری اور ترک شامل تھے، افسوس ہے کہ جامع التواریخ کا ابھی تک ترجمہ نہین ہوا، مگر وسٹ نے "گبز میموریل سیریز" (سلسلہ اشاعت کتب بیادگار مسٹر گیب) مین اصل فارسی کتاب کو شائع کیا ہے، (لیدن اور لندن)

جامع التواریخ کی طرح تاریخ جہانکشا بھی نہایت مفید اور بکار آمد تصنیف ہے، اس کتاب کا مصنف علاء الدین عطا ملک ہے، جسے جوینی کہتے ہین، تاریخ جہانکشا ۱۲۵۲ء تا ۱۲۶۰ء مین لکھی گئی تھی، لیکن چنگیز خان کے سوانح نگار کو اس کتاب سے جیسے کہ امید ہوسکتی تھی مدد نہین ملتی، کیونکہ اس مین عہد چنگیز خان کے صرف آخری دس برس کے حالات درج ہین، گو یہ حالات ایسے ہین جو ذاتی علم سے لکھے گئے ہین، کسی سے نقل نہین کئے گئے،

مغلون کے حالات کا ایک اور ماخذ ابن الاثیر نساوی کی کامل التواریخ ہے، (۱۲۳۱ء) مگر یہ زیادہ تر سلطان جلال الدین کے حالات مین ہے، جو سلطان محمد علاء الدین خوارزم شاہ کا فرزند تھا، اس مین ایرانیون کی لڑائیون کے حالات زیادہ لکھے گئے ہین،

بعد کے زمانے کی تاریخون مین جسے کہ خواندمیر کی حبیب السیر (۱۵۲۳ء) یا خواندمیر کے دادا میر خواند کی روضۃ الصفا، (۱۴۷۰ء) ہے چنگیز خان کے حالات جستہ جستہ ملتے ہین، اسی طرح کی تاریخون مین فتح نامہ تواریخ العثمان یا ابو القیر کی تاریخ عثمانی (۱۵۰۰ء) ہے،

(محمد اویس وارثی پرنٹر معارف پریس)

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۱۴	فوج آراستہ	فوج اس طرح آراستہ
۶۹	۹	مَین	ہین نے
۱۱۷	۱۶	جو	×
۱۳۵	۱۱	جب س	جبکہ اُس
۲۲۱	۱۷	پول کورڈیر	پول کورڈیر
۲۵۹	۱۴	قبل خان جد چہارم	قبل خان جد سیوم
۲۶۱	۱۲	لادی میر	ولادیمیر
۲۶۷	۱۳	یوتنگ	لیوتنگ
۲۸۰	۱۳	پیتہ	پستھ
۲۸۰	۱۶	عقب	عقب سے
۲۸۴	۵	فٹ بال	فٹ بال کے برابر
۲۹۰	۱۰	مغربی پولینڈ	جنوبی پولینڈ
۳۰۶	۹	کہ سپہ سالار	کہ مغلوں کے سپہ سالار
۳۱۴	۲	کئی دن سے بھری	کئی دن سے شراب بھری

چنگیز کی ماتحتی مین جو جو آفتین برپا کین وہ اُن زبردست معرکون کا پیش خیمہ تھین جو جچی نویان اور چنگیز خان سے عمل مین آنے والے تھے،

چنگیز خان سیر دریا اتر کر دشتِ قزل قم سے بہت جلد باہر نکلا، اِس قدر جلد کہ راستے مین جو چھوٹے شہر آئے تھے اُن سے مزاحم نہ ہوا، گھوڑون کے لیے پانی البتہ کہین کہین طلب کیا، غرض نہایت عجلت سے آخرکار بخارا مین وارد ہوگیا، یہان اس خیال سے آیا تھا کہ خوارزم شاہ موجود ہوگا، مگر جب پہنچا تو معلوم ہوا کہ خوارزم شاہ وہان سے فرار ہوچکا ہے، بخارا مسلمانون کا بڑا مستحکم اور عالیشان شہر تھا، مورخ لکھتے ہین کہ اُس کے گرد ایک دیوار بارہ[12] فرسخ کے دور مین تھی، اور اس مین سے ایک دریا گذرا تھا جس کے کنارے باغات اور تفریح کے مقامات تھے، بخارا خاص کے قلعے مین بیس[20] ہزار ترک فوج موجود تھی، شہر کی آبادی مین ایرانی بکثرت تھے، یہان مسلمانون کے بڑے بڑے اربابِ علم وفضل قرآن اور حدیث کے درس دینے ولے سادات وائمۂ وقت موجود تھے،

اسلامی حمیت کا جوش اس شہر کے دل مین اس طرح مخفی تھا جیسے چنگاری آگ مین دبی ہو، مگر ظاہرا حالت لوگون کی فکر اور پریشانی کی تھی، شہر پناہ اتنی مضبوط تھی کہ غنیم اُسے مسمار نہ کرسکتا تھا، اور اگر اہلِ شہر اُسکی حفاظت پر کمربستہ ہوگئے تو پھر ممکن تھا کہ اس پر قبضہ پانے مین مغلون کو مہینون لگ جائین،

چنگیز خان کا یہ قول بہت درست تھا کہ "شہر پناہ کی مضبوطی اُس کے محافظون کی ہمت اور مردانگی کے مساوی ہوا کرتی ہے، اس مین کمی بیشی نہین ہوتی" اس موقع پر بخارا مین جسقدر ترکی فوج تھی اس کے افسرون نے اہلِ شہر کو ان کی تقدیر پر چھوڑا اور خود شہر سے نکل کر خوارزم